•جلد13/•شمارہ8/•مارچ/2024

ماہنامہ

فہمِ دین

Regd.# MC-1366

خصوصی اشاعت

دینی اخلاق اور معاشرتی اقدار کا علمبردار

رمضان مبارک
کمائی کا سیزن

انوکھا حکم

میری اُجڑی ہوئی داستان بھی سنو!

رمضان کریم
رب سے تعلق کا مہینہ

بخشش اور معرفت کا مہینہ

BAITUSSALAM PUBLICATIONS

91400056741

Baitussalam.org Baitussalam_org Baitussalam_org +9221-111-298-111

BAITUSSALAM

Bluebird arts
SINCE 1962
MADE IN PAKISTAN
#1 BEST SELLER amazon
From Classroom Creativity
to Campus Masterpieces
Bluebird Arts for Every
Stage of Learning.
Bluebird
Colourful Living
Studio
ACRYLIC COLOURS
For Aspiring Artists and Art Students
6
PRIMARY SHADES
SATIN FINISH | QUICK DRY | MEDIUM BODY
KIDS
POSTER
PAINTS
School Pack
6x25ml
Shop online
www.bluebirdarts.com
@bluebirdartstagram
bluebirdarts.pk
bluebird-arts
+92-312-5832473

ÁLA RAHI
Blessed
FLAVOURS OF
Ramadan
SHOW THIS AD ON COUNTER FOR A
10% off
AND LET THE MAGIC OF RAMADAN
FILL YOUR EVENINGS.
This discount is available on the entire menu except the Ramadan Deals/Boxes.
This offer is valid till 30th Ramadan 1445H only.
19-C Ln 4, Shahbaz Commercial Area,
Phase 6 Defence, Karachi

عالمی ادارہ
بیت السلام
ویلفیئر ٹرسٹ

زکوۃ ایک فریضہ

صرف قابلِ اعتماد ہاتھوں سے

BAITUSSALAM

تعلیم

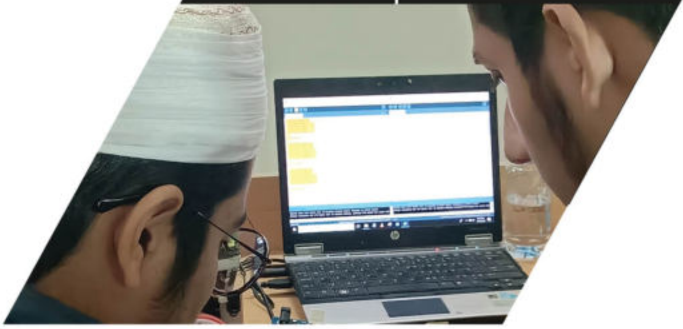

خدمت

صحت

ہو فرض بھی ادا

فہم وفکر

رمضان المبارک۔۔۔رب سے تعلق کا مہینہ — مدیر کے قلم سے — 09

اصلاحی سلسلہ

فہمِ قرآن — شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم — 10

فہمِ حدیث — مولانا محمد منظور نعمانی رحمہ اللہ علیہ — 11

رمضان کمائی کا سیزن — حضرت مولانا عبدالستار حَفِظَہُ اللہ — 12

مضامین

تلاوتِ قرآن کریم — سید رشید عطا — 14

ماہِ صیام — حفصہ فیصل — 16

رمضان کریم حصولِ علم کا مہینہ — اُمِ محمد عبداللہ — 18

لیلۃ القدر — حمیرا علیم — 19

بخشش اور معرفت کا مہینہ — حکیم شمیم احمد — 22

دیر آید درست — بیگم سیدہ ناجیہ شعیب احمد — 23

مسائل پوچھیں اور سیکھیں — مفتی محمد توحید — 26

خواتینِ اسلام

اے کاش! — انیسہ عائش — 29

کامیابی کا وظیفہ — تنزیلہ احمد — 30

بلا عنوان — بنت مسعود احمد — 33

ماہنامہ

فہمِ دین

کراچی

مارچ 2024

آراء وتجاویز کے لیے

0304-0125750

ڈاک سے متعلق امور کے لیے

0323-3229313 | 021-35393912

اشتہارات کے لیے

0314-2981344

marketing@fahmedeen.org

خط وکتابت اور بذریعہ منی آرڈر رسالے کے اجرا کے لیے

C-26 گراؤنڈ فلور، سن سیٹ کمرشل اسٹریٹ نمبر 2، خیابانِ جامی، بالمقابل بیت السلام مسجد، ڈیفنس فیز 4 کراچی

ناشر: فیصل زبیر | مطبع: واسا پرنٹر | مقامِ اشاعت: دفترِ فہمِ دین

زیرسرپرستی

حضرت مولانا عبدالستار حفظہ اللہ

مدیر	محمد خرم شہزاد
نائب مدیر	قاری عبدالرحمن
نظرِ ثانی	طارق محمود
تزئین و آرائش	فیضان الحق شمسی

35 انوکھا حکم — دانیال حسن

37 چھ اٹھنیاں — ساجدہ بتول

39 رٹو طوطی — انعم توصیف

40 میری اُجڑی ہوئی داستان بھی سنو! — بنتِ عامر

42 صبر و شکر — اھلاً و سھلاً یا رمضان! — عذرا خالد

44 باولی بھجیا — قانتہ رابعہ

45 دِکھاوا — افشاں اقبال

باغیچہ اطفال

47 نیکی کا مہینہ — قرۃ العین خرم ہاشمی

48 رمضان اور لیلۃ القدر — سیدہ فاطمہ طارق

49 ماہِ مبارک — لائبہ عبدالستار

50 رمضان کیسے گزاریں؟ — اہلیہ سلیمان

51 زمزم — ڈاکٹر الماس روحی

52 شیر کی دعوت — سمیرا انور

53 استقبالِ رمضان — بنتِ احمد

بزمِ ادب

برکاتِ رمضان — سحر قاسمی

بہت محترم ماہِ رمضان ہے — ارسلان اللہ خان

اخبار السلام

گلدستہ — شیخ ابوبکر، عبدالرحمن چترالی 58

اخبار السلام — ادارہ 60

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى

ترجمہ: اور نیکی اور پرہیزگاری پر ایک دوسرے کی مدد کرو۔

(پارہ نمبر ۶، سورہ مائدہ، آیت نمبر ۲)

الحمد للہ

ہم ابتداء سے ہی بیت السلام مسجد سے منسلک ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ہمیں ہمیشہ اس کی خدمت کرنے کی توفیق عطا کرے۔

آمین

WASA
PRINTERS (PVT.) LTD.

Plot # 86-87, Sector-24, Korangi Industrial Area, Karachi, Pakistan.
Phone: +92 21 35122756-7-8, Fax: +92021035122758
E-mail: wasaprinters@cyber.net.pk

Felber

LEGACY OF TASTE

Felber unites food from different cultures, sourced by the finest producers, tested for the highest quality, packaged to perfection under one excellent legacy. Felber leaves a legacy of taste.

Extra Virgin Olive Oil

- Full of heart-healthy fats.
- Ultimate investment in your health and self-care.
- Suitable for low-temperature cooking.

Pomace Olive Oil

- Suitable for the sensitive skin of babies and the elderly.
- An all-natural moisturiser.
- Suitable for high-temperature cooking
- Massage oil

FROM SPAIN
IMPORTED
FROM SPAIN

marvelCore Tree
QUALITY SOLUTIONS FOR LIFE

/marvelcoretree

SHOP ONLINE

www.keeps.pk

For more info: 03000330235

موبائل کی اسکرین پر، واٹس اپ کے ذریعے پی ڈی ایف کی صورت میں کئی مہینوں سے ہماری ملاقات ہوتی آرہی ہے، مگر خوب صورت دیدہ زیب کاغذ کی صورت میں ہماری یہ ملاقات پورے سال بعد ہورہی ہے۔اب ہماری یہ ملاقات پرنٹ میڈیا کے ذریعے سالانہ ہی ہوا کرے گی۔اس لیے ابھی سے مجھے سنبھال کر رکھ لیجیے۔پورے سال بھیا کی studytable پر، بہنا کے تکیے پر، مما کے پاس کچن میں اور بابا کے پاس آفس میں میری موجودگی کو یقینی بنانا ہے آپ نے۔ابھی رمضان المبارک میں افطار پارٹی پر آنے والے دوستوں کو اور عید ملن پر آنے والے مہمانوں کو بھی میرا تحفہ دینا رونقیں دوبالا کردے گا۔ باقی پی ڈی ایف کی شکل میں تو اگلے ماہ ہی دوبارہ ملاقات ہوجائے گی۔

رمضان کریم

مدیر کے قلم سے

رب سے تعلق کا مہینہ

رمضان المبارک رب سے تعلق کا مہینہ ہے، یہ تعلق کیسا ہونا چاہیے؟اہلِ غزہ سے پوچھ لیجیے۔ساری دُنیا لٹا کر بھی یہ تعلق مل جائے، سستا سودا ہے یہ۔ حضرت ابو سلمیؓ اور آج کے غزہ کی کہانی ایک جیسی تو ہے، جیسے تاریخ اپنے آپ کو دُہرا رہی ہو۔ حضرتِ ابو سلمیؓ مکہ سے نکلے، کاروبار چھوڑ کر، بیوی سسرال والوں کے پاس، بیٹا ددھیال والوں نے چھین لیا۔اکیلے بے سروسامان مادی دُنیا کے سارے نقشے مکہ چھوڑ کر اکیلے بے سروسامان مدینہ محبوب ﷺ کے قدموں میں پہنچ گئے اور مکے میں بیتی کہانی ساری سناڈالی۔ نبی کریم ﷺ نے جو جواب دیا، وہ ہے رمضان کے مہینے کا مقصد۔آپ ﷺ نے فرمایا: یَا اَبَا سَلَمَۃَ قَدْ رَبِحْتَ الْبَیْعَ !اے ابو سلمہ !تو نے یہ بڑے نفع کا سودا کیا۔یہ دُنیا ساری اپنے ہاتھوں سے لٹادی، خالی ہاتھ مدینہ آگئے۔یہ کوئی نقصان نہیں ہے۔یہ منظر تو ایک نہ ایک دِن ویسے بھی پیش آنا ہے۔جب آنکھیں بند ہوجائیں گی اور رات منوں من مٹی کے نیچے گزارنی ہوگی۔اے ابو سلمی !یہی دُنیا ہی تو چھوٹی ہے، قبر اور آخرت کا توشہ ایمان تو بچ گیا ہے۔بس یہی تو نفع کا سودا ہے۔اس نظر سے اہلِ غزہ کو دیکھیں تو قارئینِ گرامی !اُن کی دُنیا لٹ گئی، مگر آخرت بن گئی اور ہماری دُنیا کے نقشے تو سلامت ہیں، مگر آخرت کا خدا جانے !پھر تو اہلِ غزہ نفع میں رہ گئے۔

اس رمضان المبارک میں کیا ہم بھی رب کریم سے ایسا ہی تعلق بنا سکتے ہیں کہ دُنیا پیچھے رہ جائے اور آخرت ہماری زندگی کا مقصد بن جائے۔ میں رہوں تو اسی دُنیا میں، لوگوں میں چلتا پھرتا نظر آؤں، مگر دِل وِچ یار بس جائے۔ایسا رمضان جس میں پورے روزے ہوں، سحر و افطار کی دعائیں ہوں، دِن بھر روزے کے ساتھ تلاوت ہو اور پھر پُر سکون رات میں اطمینان والی تراویح ہو، صدقات، زکوۃ، فطرانے ہوں۔ہاں !ہم دُنیا میں ہوں، مگر دُنیا کہیں پیچھے رہ جائے اور آخرت ہماری زندگی کا مقصد بن جائے۔اذان گونجے، قدم مسجد کی طرف بڑھ جائیں۔ موسیقی، میوزک، گالم گلوچ، بد نظری، غیبتیں، رنجشیں سب یک قلم ختم ہوجائیں۔ذکر اذکار ہو، درود شریف ہو، استغفار ہو، قرآن مجید کی تلاوت کے مقابلے ہوں، صفِ اول میں آنے کا شوق ہو۔

قارئینِ گرامی !رمضان المبارک اس بار ایسے ہی نہیں آرہا، خون کا تاوان وصول کر کے آرہا ہے، ہم تو پیچھے رہ گئے، ہم سب لوگ جنہیں آگے بڑھنے کی دھن ہے، سب پیچھے رہ گئے، اہلِ غزہ بازی لے گئے۔اللہ کرے کہ جلد از جلد فتح مبین ان کے مقدر ہوجائے، ہمیں ایک تو یہ دُعا کرنی ہے، بار بار گڑگڑا کر، دوسرا ان کے لیے مالی مدد ضرور کرنی ہے، دشمن سے ہزاروں لاشوں اور زخمیوں کا تحفہ وصول کر کے اب ہمیں حق نہیں ہے کہ ہم عید کے لیے فضول خرچی کرتے پھریں، ابھی سے تہیہ ہو کہ عید سادہ ہوگی، پھر تیسرے نمبر پر اس رمضان المبارک کو قیمتی بنانے کی ہر ممکنہ کوشش کرنی ہے۔یہ سستی نہیں، چستی کا مہینہ ہے، یہ سونے نہیں، جگانے کا مہینہ ہے، یہ غفلت نہیں، توجہ کا مہینہ ہے، ہر وہ کام جو رمضان سے پہلے نمٹایا جاسکتا ہے، اسے ابھی سے نمٹالیا جائے، رمضان میں تو بس رمضان ہو اور رب کا فرمان مبارک قرآن ہو۔ اللہ تعالیٰ اہلِ غزہ کی شہادتوں اور قربانیوں کو قبول کرے اور ہمیں بھی اس رمضان المبارک میں ایمان کی تروتازگی اور اسلام کی بہاریں عطا فرمادے۔ والسلام

اخوکم فی اللہ

محمد خرم شہزاد

فہمِ قرآن

المائدۃ 85-90

شیخ الاسلام مفتی محمد تقی عثمانی دامت برکاتہم

فَاَثَابَهُمُ اللّٰهُ بِمَا قَالُوْا جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
وَ ذٰلِكَ جَزَآءُ الْمُحْسِنِيْنَ 85

ترجمہ: چناں چہ ان کے اس قول کی وجہ سے اللہ ان کو وہ باغات دے گا، جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی، جن میں وہ ہمیشہ رہیں گے، یہی نیکی کرنے والوں کا صلہ ہے۔ 85

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ الْجَحِيْمِ 86

ترجمہ: اور جن لوگوں نے کفر اپنایا ہے اور ہماری آیتوں کو جھٹلایا ہے، وہ دوزخ والے لوگ ہیں۔ 86

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُحَرِّمُوْا طَيِّبٰتِ مَآ اَحَلَّ اللّٰهُ لَكُمْ وَلَا تَعْتَدُوْا
اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ 87

ترجمہ: اے ایمان والو! اللہ نے تمہارے لیے جو پاکیزہ چیزیں حلال کی ہیں، ان کو حرام قرار نہ دو اور حد سے تجاوز نہ کرو، یقین جانو کہ اللہ حد سے تجاوز کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ 87

تشریح نمبر 1: جس طرح حرام چیزوں کو حلال سمجھنا گناہ ہے، اسی طرح جو چیزیں اللہ نے حلال کی ہیں، ان کو حرام سمجھنا بھی بڑا گناہ ہے۔ مشرکینِ مکہ اور یہودیوں نے ایسی بہت سی چیزوں کو اپنے اوپر حرام کر رکھا تھا۔

وَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا وَّ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْٓ اَنْتُمْ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ 88

ترجمہ: اور اللہ نے تمہیں جو رزق دیا ہے، اس میں سے حلال پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور جس اللہ پر تم ایمان رکھتے ہو، اس سے ڈرتے رہو۔ 88

لَا يُؤَاخِذُكُمُ اللّٰهُ بِاللَّغْوِ
فِيْٓ اَيْمَانِكُمْ وَلٰكِنْ
يُّؤَاخِذُكُمْ بِمَا عَقَّدْتُّمُ
الْاَيْمَانَ فَكَفَّارَتُهٗٓ اِطْعَامُ
عَشَرَةِ مَسٰكِيْنَ مِنْ اَوْسَطِ مَا تُطْعِمُوْنَ
اَهْلِيْكُمْ اَوْ كِسْوَتُهُمْ اَوْ تَحْرِيْرُ رَقَبَةٍ فَمَنْ لَّمْ
يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلٰثَةِ اَيَّامٍ ذٰلِكَ كَفَّارَةُ اَيْمَانِكُمْ اِذَا حَلَفْتُمْ وَاحْفَظُوْٓا اَيْمَانَكُمْ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ
اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ 89

ترجمہ: اللہ تمہاری لغو قسموں پر تمہاری پکڑ نہیں کرے گا، لیکن جو قسمیں تم نے پختگی کے ساتھ کھائی ہوں، ان پر تمہاری پکڑ کرے گا، چناں چہ اس کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو وہ اوسط درجے کا کھانا کھلاؤ جو تم اپنے گھر والوں کو کھلایا کرتے ہو یا ان کو کپڑے دو یا ایک غلام کو آزاد کرو، ہاں! اگر کسی کے پاس (ان چیزوں میں سے) کچھ نہ ہو تو وہ تین دن روزے رکھے۔ یہ تمہاری قسموں کا کفارہ ہے، جب تم نے کوئی قسم کھالی ہو (اور اسے توڑ دیا ہو) اور اپنی قسموں کی حفاظت کیا کرو، اسی طرح اللہ اپنی آیتیں کھول کھول کر تمہارے سامنے واضح کرتا ہے، تاکہ تم شکر ادا کرو۔ 89

تشریح نمبر 2: "لغو" قسموں سے مراد ایک تو وہ قسمیں ہیں، جو قسم کھانے کے ارادے کے بغیر محض محاورے اور تکیہ کلام کے طور پر کھالی جاتی ہیں اور دوسرے وہ قسمیں بھی لغو کی تعریف میں داخل ہیں جو ماضی کے کسی واقعے پر سچ سمجھ کر کھائی گئی ہوں، مگر بعد میں معلوم ہو کہ جس بات کو سچ سمجھا جاتا تھا، وہ سچ نہیں تھی، اس قسم کی قسموں پر نہ کوئی گناہ ہوتا ہے اور نہ کوئی کفارہ واجب ہوتا ہے، البتہ بلا ضرورت قسم کھانا کوئی اچھی بات نہیں ہے، اس لیے ایک مسلمان کو اس سے احتیاط کرنی چاہیے۔

تشریح نمبر 3: اس سے مراد وہ قسم ہے، جس میں آیندہ زمانے میں کوئی کام کرنے یا نہ کرنے کا عہد کیا گیا ہو، ایسی قسم کو توڑنا عام حالات میں بڑا گناہ ہے اور اگر کوئی شخص ایسی قسم توڑ دے تو اس کا کفارہ بھی واجب ہے، جس کی تفصیل آیت میں بیان فرمائی گئی ہے۔ ایک تیسری قِسم کی قسم وہ ہے، جس میں ماضی کے کسی واقعے پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا گیا اور مخاطب کو یقین دلانے کے لیے قسم کھا لی گئی ہو، ایسی قسم سخت گناہ ہے، مگر دنیا میں اس کا کوئی کفارہ سوائے توبہ اور استغفار کے کچھ نہیں ہوتا۔

تشریح نمبر 4: مطلب یہ ہے کہ قسم کھا لینا کوئی مذاق نہیں ہے، اس لیے اوّل تو قسمیں کم سے کم کھانی چاہییں اور اگر کوئی قسم کھالی ہو تو حتّی الامکان اسے پورا کرنا ضروری ہے، البتہ اگر کسی شخص نے کوئی ناجائز کام کرنے کی قسم کھا لی ہو تو اس پر واجب ہے کہ قسم کو توڑے اور کفارہ ادا کرے، اسی طرح اگر کسی جائز کام کی قسم کھائی، مگر بعد میں اندازہ ہوا کہ وہ کام مصلحت کے خلاف ہے، تب بھی ایک حدیث میں حضرت ﷺ نے یہ ہدایت فرمائی ہے کہ ایسی قسم کو توڑ دینا چاہیے اور کفارہ ادا کرنا چاہیے۔

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّمَا الْخَمْرُ وَالْمَيْسِرُ وَالْاَنْصَابُ وَالْاَزْلَامُ رِجْسٌ مِّنْ عَمَلِ الشَّيْطٰنِ
فَاجْتَنِبُوْهُ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ 90

ترجمہ: اے ایمان والو! شراب، جوا، بتوں کے تھان اور جوے کے تیر، یہ سب ناپاک شیطانی کام ہیں، لہٰذا ان سے بچو، تاکہ تمہیں فلاح حاصل ہو۔ 90

تشریح نمبر 5: بتوں کے تھان سے مراد وہ قربان گاہ ہے، جو بتوں کے سامنے بنا دی جاتی تھی اور لوگ بتوں کے نام پر وہاں جانور وغیرہ قربان کیا کرتے تھے۔

فہمِ حدیث

اسلامی طرزِ حیات میں روزے کا اثر

مولانا محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

اللہ تعالیٰ نے انسان کو روحانیت اور حیوانیت کا یا دوسرے الفاظ میں کہیے کہ ملکوتیت اور بہیمیت کا نسخۂ جامع بنایا ہے۔ اس کی طبیعت اور جبلّت میں وہ سارے مادّی اور سفلی تقاضے بھی ہیں، جو دوسرے حیوانوں میں ہوتے ہیں اور اسی کے ساتھ اس کی فطرت میں روحانیت اور ملکوتیت کا وہ نورانی جوہر بھی ہے، جو ملاءِ اعلیٰ کی لطیف مخلوق فرشتوں کی خاص دولت ہے۔ انسان کی سعادت کا دارومدار اس پر ہے کہ اس کا یہ روحانی اور ملکوتی عنصر، بہیمی اور حیوانی عنصر پر غالب اور حاوی رہے اور اس کو حدود کا پابند رکھے اور یہ تب ہی ممکن ہے، جبکہ بہیمی پہلو، روحانی اور ملکوتی پہلو کی فرماں برداری اور اطاعت شعاری کا عادی ہو جائے اور اس کے مقابلے میں سرکشی نہ کر سکے۔

روزہ کی ریاضت کا خاص مقصد و موضوع یہی ہے کہ اس کے ذریعے انسان کی حیوانیت اور بہیمیت کو اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اور ایمانی و روحانی تقاضوں کی تابع داری و فرماں برداری کا خوگر بنایا جائے اور چوں کہ یہ چیز نبوت اور شریعت کے خاص مقاصد میں سے ہے، اس لیے پہلی تمام شریعتوں میں بھی روزے کا حکم رہا ہے۔

قرآنِ مجید میں اس امت کو روزے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا گیا ہے:

يَاۤأَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ
كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ: 183)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلی اُمتوں پر فرض کیے گئے تھے، (روزوں کا یہ حکم تم کو اس لیے دیا گیا ہے) تا کہ تم میں تقویٰ پیدا ہو۔

عَنْ أَبِيْ أُمَامَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُرْنِيْ بِأَمْرٍ يَنْفَعُنِيَ اللّٰهُ بِهٖ
قَالَ عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ فَإِنَّهُ لَا مِثْلَ لَهُ (رواہ النسائی)

ترجمہ: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ "مجھے کسی عمل کا حکم فرمائیے، جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نفع دے۔" آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ "روزے رکھا کرو، اس کی مثل کوئی بھی عمل نہیں ہے۔" (سنن نسائی)

تشریح: نماز، روزہ، صدقہ، حج اور خلق اللہ کی خدمت وغیرہ اعمالِ صالحہ میں یہ بات مشترک ہونے کے باوجود کہ یہ سب تقرّب الی اللہ کا ذریعہ اور وسیلہ ہیں، ان کی الگ الگ کچھ خاص تاثیرات اور خصوصیات بھی ہیں، جن میں یہ ایک دوسرے سے ممتاز اور منفرد ہیں۔ ان انفرادی اور امتیازی خصوصیات کے لحاظ سے ان میں سے ہر ایک کے بارے میں کہا جا سکتا ہے کہ "اس کے مثل کوئی عمل نہیں۔"

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ لِكُلِّ شَيْئٍ زَكٰوةٌ وَ زَكٰوةُ الْجَسَدِ الصَّوْمُ (رواہ ابن ماجہ)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ہر چیز کی زکوۃ ہوتی ہے (جس کے نکالنے سے وہ پاک ہو جاتی ہے) اور جسم کی زکوۃ روزے ہیں۔ (سنن ابن ماجہ)

افطار کی دعا

عَنْ مُعَاذِ بْنِ زُهْرَةَ أَنَّهُ بَلَغَهُ أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: معاذ بن زہرہ تابعی سے روایت ہے، وہ کہتے ہیں کہ "مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے کہ

اَللّٰهُمَّ لَكَ صُمْتُ وَعَلٰى رِزْقِكَ أَفْطَرْتُ

"اے اللہ! میں نے تیرے ہی واسطے روزہ رکھا اور تیرے ہی رزق سے افطار کیا۔" (سنن ابی داؤد)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ قَالَ كَانَ النَّبِيُّ ﷺ إِذَا أَفْطَرَ قَالَ ذَهَبَ الظَّمَاۤءُ وَ ابْتَلَّتِ الْعُرُوْقُ وَثَبَتَ الْأَجْرُ إِنْ شَاۤءَ اللّٰهُ (رواہ ابوداؤد)

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جو روزہ افطار فرماتے تھے تو کہتے تھے کہ "پیاس چلی گئی اور رگیں (جو سوکھ گئی تھیں وہ) تر ہو گئیں اور خدا نے چاہا تو اجر و ثواب قائم ہو گیا۔" (سنن ابی داؤد)

تشریح: یعنی پیاس اور خشکی کی جو تکلیف ہم نے کچھ دیر اٹھائی، وہ تو افطار کرتے ہی ختم ہو گئی، اب نہ پیاس باقی ہے اور نہ رگوں میں خشکی اور ان شاء اللہ آخرت کا نہ ختم ہونے والا ثواب ثابت و قائم ہو گیا۔ یہ اللہ کے حضور میں آپ ﷺ کا شکر بھی ہے اور دوسروں کو تعلیم و تلقین بھی کہ روزہ داروں کا احساس اور اذعان یہ ہونا چاہیے۔ بعض روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ افطار کے وقت دعا کرتے تھے: يَا وَاسِعَ الْفَضْلِ اغْفِرْ لِيْ (اے وسیع فضل و کرم والے مالک! میری مغفرت فرما)

کن چیزوں سے روزہ خراب نہیں ہوتا

عَنْ أَبِيْ هُرَيْرَةَ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ نَسِيَ وَهُوَ صَائِمٌ فَأَكَلَ أَوْ شَرِبَ فَلْيُتِمَّ صَوْمَهُ فَإِنَّمَا أَطْعَمَهُ اللّٰهُ وَسَقَاهُ (رواہ البخاری ومسلم)

ترجمہ: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ "جس نے روزے کی حالت میں بھول کر کچھ کھا لیا یا پی لیا، (اس سے اس کا روزہ نہیں ٹوٹا، اس لیے) وہ قاعدہ کے مطابق اپنا روزہ پورا کرے، کیوں کہ اس کو اللہ نے کھلایا اور پلایا ہے۔ (اس نے خود ارادہ کر کے روزہ نہیں توڑا ہے، اس لیے اس کا روزہ علی حالہ ہے)" (صحیح بخاری و مسلم)

عَنْ أَنَسٍ قَالَ جَاۤءَ رَجُلٌ إِلَى النَّبِيِّ ﷺ قَالَ اِشْتَكَيْتُ عَيْنِيَ أَفَأَكْتَحِلُ وَ أَنَا صَائِمٌ، قَالَ نَعَمْ (رواہ الترمذی)

ترجمہ: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور دریافت کیا کہ "میری آنکھ میں تکلیف ہے تو کیا میں روزہ کی حالت میں سرمہ لگا سکتا ہوں؟" آپ ﷺ نے فرمایا: "ہاں! لگا سکتے ہو۔" (جامع ترمذی)

حضرت مولانا عبدالستار حَفِظَہُ اللّٰہ

رمضان مبارک کمائی کا سیزن

کچھ ایسے موسم ہوتے ہیں، جن میں انسان تھوڑے وقت میں بہت کمالیتا ہے، جسے سیزن اور کمائی کا موسم کہتے ہیں، بسا اوقات ایک ہی سیزن ایسا لگ جاتا ہے کہ سارا سال گزارا چلتا رہتا ہے۔ دنیا والوں کے بڑے سیزن لگتے ہیں، لیکن مسلمان تو آخرت کو سامنے رکھتا ہے، اس کا تو ایمان ہے کہ دنیا کی زندگی چند روزہ ہے۔ میرے اور آپ کے پیغمبر کا سبق یہی ہے کہ اصل زندگی تو کل کی زندگی ہے، جن کا ایمان آخرت کی زندگی پر تروتازہ ہو تو سچی بات یہ ہے کہ ایسوں کے لیے رمضان اللہ کا بہت بڑا انعام اور کمائی کا بہت بڑا سیزن ہوا کرتا ہے، جیسے دنیا والوں کے لیے پورے سال میں جو موسم سیزن کا ہوتا ہے، انھیں پورا سال ہی اس کا انتظار رہتا ہے۔ اسی طرح جنھیں آخرت کی زندگی پر ایمان نصیب ہوتا ہے، اُن کے لیے رمضان بہت بڑا سیزن ہے اور پورا سال اُن کی زندگی اس کے ارد گرد گھومتی ہے۔ انتظار کرنے والے چھ چھ مہینے پہلے دعائیں کرنے لگتے ہیں: اللہ رمضان دے دے اور بقیہ پانچ مہینے یوں گزرتے ہیں: اے اللہ! جو کمائی کی ہے، اسے قبول بھی فرمالے۔

یہ ایسی چیز نہیں کہ سمجھ نہ آئے، دنیا کے سیزن سامنے رکھ لیجیے، کیسا انتظار رہتا ہے اور کسی شخص کے چند اچھے کاروباری سیزن لگ جائیں تو اسے بتانا نہیں پڑتا کہ میرا سیزن اچھا گزرا ہے، اس کی زندگی اس کے صبح شام، دن رات کے معمولات بتاتے ہیں کہ اس کا سیزن اچھا گزرا ہے۔ اس کی زندگی کا معیار بدل جاتا ہے، خوشیوں کے انداز بدل جاتے ہیں۔ اللہ کرے رمضان گزرنے کے بعد ہماری زندگیاں بتادیں کہ سیزن اچھا گزرا ہے۔ اللہ نہ کرے جیسے سالہا سال سے رمضان آرہے ہیں، گزر رہے ہیں، ہماری زندگی ویسی کی ویسی گزر رہی ہے۔ اللہ نہ کرے یہ رمضان بھی آئے اور یوں ہی گزر جائے۔

حضور علیہ الصلوۃ والسلام فرمایا کرتے تھے: رَمَضَانُ شَهْرُ اللّٰهِ یعنی رمضان اللہ کا مہینا ہے، یوں تو سارے مہینے اللہ کے ہیں، لیکن خاص نسبت کہ رمضان اللہ کا مہینا ہے، اس میں اللہ کی رحمتیں بے حد و بے حساب برستی ہیں۔ حضرت مجدّدِ الفِ ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے: سارا سال جو اللہ کی رحمت برستی ہے، اسے رمضان کی رحمتوں سے اتنی بھی نسبت نہیں، جتنی ایک قطرے کو سمندر سے ہوتی ہے۔

اللہ کے نبی ﷺ زبان پر بد دعا کے کلمات نہیں لایا کرتے تھے، لیکن ایک وقت ایسا آیا، آپ مسجدِ نبوی ﷺ میں تشریف لائے، منبر کی ایک سیڑھی پر قدم رکھا، آمین کہا۔ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا آمین کہا۔ تیسری پر قدم رکھا پھر آمین کہا۔ صحابہ کرام نے پوچھ لیا: ”یارسول اللہ (ﷺ)! آپ نے آمین کہا اور پھر آمین کہا اور پھر آمین کہا۔“ رسول ﷺ فرمانے لگے: ”جبرئیل امین آئے تھے اور اُنھوں نے بد دعا کی تھی، میں نے آمین کہا۔“ بد دعا یہ تھی: ”اے اللہ! جو شخص رمضان کی یہ مقدّس گھڑیاں پائے اور پھر بھی اس کی بخشش نہ ہو، پھر بھی اس کی معافی نہ ہو، اے اللہ! تو اسے ہلاک کردے۔“

رمضان کا مہینا جس میں رحمتیں ہی رحمتیں ہیں، قدم قدم پر نوازنے اور بخشش کے فیصلے ہیں، تہجد اور سحری کا وقت بخشش کی گھڑیاں، افطار کے وقت دعاؤں کی قبولیت کا موقع، یہ وہ مبارک مہینا ہے، جس میں اللہ ربُّ العزّت نوافل کا اجر فرضوں کے

برابر عطا فرماتے ہیں اور فرض کا ثواب ستر گنا بڑھا دیتے ہیں اور یہ کم سے کم ثواب ہے۔ اس مہینے میں اللہ کی رحمت بخشش کے بہانے ڈھونڈتی ہے، جہنم کے دروازے بند کر دیے جاتے ہیں، جنت کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں اور شیاطین کو قید کر دیا جاتا ہے۔

یہ سوال ذہن میں آتا ہے کہ جب شیاطین قید ہو گئے، پھر گناہ کیوں ہوتے ہیں، بات یہ ہے کہ مہینوں پہلے کے جراثیم اور اس کے اثرات سے بیماری مہینوں چلتی ہے، یعنی مہینوں پہلے جب جراثیم نے اثر کیا اور اس بیماری کا اثر مہینوں رہا۔ ایسا بھی ہوتا ہے کہ گناہوں کی لت اور عادت ایسی پڑتی ہے کہ آدمی رمضان کی مقدّس گھڑیوں میں بھی اپنے نفس کے زیرِ اثر رہتا ہے۔ شیاطین قید کر دیے جاتے ہیں اور اس کا اثر نظر بھی آتا ہے۔ کتنے ایسے ہیں جن کے لیے عام دنوں میں دو چار نفل پڑھنا بھی مشکل ہوتا ہے، وہ بیس رکعت تراویح میں بڑے ذوق و شوق سے قرآن سنتے نظر آتے ہیں، کتنے ایسے ہیں جو عام دنوں میں فرائض کا بھی اہتمام نہیں کر پاتے اور رمضان میں نوافل کا بھی اہتمام کرتے ہیں، کتنے ایسے ہیں جن کو سال بھر تلاوت کی توفیق نہیں ہو پاتی، لیکن رمضان میں کئی کئی قرآن ختم کر لیتے ہیں۔ یہ سب اثر ہے کہ اللہ کی رحمت کا شامیانہ تَن چکا ہے، یہ سارا اثر ہے کہ سر کش شیاطین جنّات قید کر دیے گئے ہیں۔

جبر ئیلِ امین کی بد دعا اور اللہ کے حبیب ﷺ کی آمین کے بعد ایسے شخص کی ہلاکت، تباہی اور بربادی میں کیا شک ہے کہ جہاں اللہ اپنے بندوں کو نوازنا چاہتا ہے، لیکن یہ بد نصیب اس مقدّس گھڑیوں میں بھی خالی ہاتھ رہا، یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ عام مسلمان کی بد دعا بھی بڑی چیز ہے، ماں باپ کی بد دعا بھی بہت بڑی چیز ہے۔ اللہ کے نیک بندوں، اولیاء اللہ کی بد دعا بھی بہت بڑی چیز ہے اور جب بد دعا ہو اللہ کے حبیب ﷺ کی تو پھر نتیجہ سوچ لینا چاہیے۔ ہم اُمید وار شفاعت اور سفارش کے ہیں، دعویٰ محبت اور عشق کا۔۔۔ اور مستحق بن رہے ہیں بد دعا کے۔

رمضان کی رحمت مجھے اور آپ کو اللہ تعالیٰ کی بندگی کی طرف کھینچ کھینچ کر بلاتی ہے۔ اپنی آنکھوں سے نظر بھی آتا ہے کہ غیرِ رمضان میں جن کے لیے فجر پڑھنا مشکل ہے، سحری کی برکت سے وہ تہجد بھی پڑھ لیتے ہیں، جنہیں دو چار رکعت نفل پڑھنا مشکل لگتا ہے، وہ 20 رکعت تراویح میں پورے ذوق و شوق کے ساتھ قرآنِ کریم سنتے نظر آتے ہیں، جن کے لیے 11 مہینے قرآن کھولنا مشکل ہوتا ہے، رمضان کی برکت سے وہ روزانہ کئی کئی سپاروں کی تلاوت کر لیتے ہیں۔ اللہ کے سامنے ہاتھ اٹھانا جسے ایک بوجھ لگتا ہے، سحری اور افطاریوں میں اللہ کے سامنے وہ مسلمان مانگتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ سب کیا ہے؟ یہی اللہ کی وہ رحمت ہے جو رمضان میں برستی ہے، جو بندوں کو اللہ کی بندگی کی طرف کھینچ کھینچ کر بلا رہی ہوتی ہے۔ یہ مبارک فضا ہے، یہ مبارک گھڑیاں ہیں اور یہ خوش نصیبی کی بات ہے کہ ان مبارک گھڑیوں میں وہ سب کچھ کیا جا سکتا ہے کہ اللہ کے پاس جانے میں شرمندگی نہ ہو، حسرت نہ رہے، افسوس نہ رہے۔

رمضان تو ولایت دے کر اور ولی بنا کر جاتا ہے۔ سوچنا چاہیے ہم سے کیا ایسا قصور ہوتا ہے کہ ہماری زندگیوں میں تبدیلی نہیں آتی؟ اتنی رحمت برس رہی ہے تو یقیناً کہیں نہ کہیں قصور رہ جاتا ہے کہ یہ ساری عبادتیں وزن سے خالی لگتی ہیں، قرآنِ کریم اس مہینے اور ان دنوں کے اعمال کا نتیجہ بتاتے ہوئے کہتا ہے: لَعَلَّکُمۡ تَتَّقُوۡنَ یعنی روزے تو اس لیے آئے تھے کہ اس کے اندر تقویٰ پیدا ہو جائے اور یاد رکھنا چاہیے کہ تقویٰ کا پہلا قدم ہے، سچی توبہ! اب رمضان میں ساری عبادات ہو رہی ہیں، لیکن سچی توبہ نہیں کی جا رہی، اپنے کیے پر ندامت اور شرمندگی نہیں ہو رہی۔ اگر رمضان آتے ہی سچی توبہ کر لی جائے، پھر دیکھیے اگلا ہفتہ کتنا بہتر اور اس سے اگلا کتنا بہترین گزرتا ہے اور پھر رمضان کے بعد زندگی میں کیسا فرق آتا ہے۔

طبیب اور ڈاکٹر کتنا ہی اچھا اور مہربان ہو، اس نے دوا کتنی اچھی اور اعلیٰ درجے کی تجویز کیوں نہ کی ہو، مجھے اپنے مرض کا احساس ہی نہ ہو، نہ دوا استعمال کروں اور نہ اس کا بتایا ہوا پرہیز کروں تو شفا کیسے ہو گی؟ آج کے مسلمان کا معاملہ بھی بالکل ایسا ہی ہے کہ گناہوں کا احساس ہی نہیں رہا، بلکہ گناہ زندگی میں ایسے رَچ بَس گئے ہیں، یوں لگتا ہے کہ میں کچھ غلط کر ہی نہیں رہا، جیسے بھینسوں کے باڑے میں زندگی گزارنے والے کے لیے گوبر کی فضا نارمل ہو جاتی ہے، اسے بدبو نہیں آتی، اسے نہ ہاتھ رکھنا پڑتا ہے نہ کپڑا ناک پر رکھنا پڑتا ہے، اس لیے کہ وہ اس فضا کا عادی ہو گیا ہے۔

اللہ نے فرصت دی ہے، ندامت کے آنسو بہانے کا موقع ملا ہے اور سچی بات ہے کہ اللہ ایسا کریم ہے کہ روٹھی ماں اتنی جلدی راضی نہیں ہوتی، جتنا جلدی روٹھا رب راضی ہو جاتا ہے۔ ہاتھ اٹھا کر، آنسو بہا کر، جھولی پھیلا کر اللہ کریم سے کہے: اگرچہ میرے گناہ اور گندگیاں بہت ہیں، زمین کے ذرّات سے بھی زیادہ ہیں، آسمان اور زمین کے درمیان کی فضا بھی میرے گناہوں نے بھر دی ہے، میرے گناہوں کا ڈھیر آسمان کی بلندیوں کو چھونے لگا ہے، میں ندامت کے آنسو لے کر آیا ہوں، دل سے شرمندہ ہوں، اللہ! مجھے معاف فرما دے۔ تو اللہ سب معاف فرما دیں گے، یہی ندامت اور شرمندگی توبہ ہے۔ کچھ ندامت کے آنسو بہ جائیں، دل ندامت سے بھرا ہو، شرمندگی ہو، آنکھ سے آنسو نہ بھی بہیں، یہ بھی کافی ہے۔

دل میں جو گندگیاں ہیں، حسد، کینہ، بغض، مسلمانوں کے لیے کھوٹ، اس سے اپنے دل کو صاف کر کے اپنی ظاہری گناہوں کی گندگیوں کو دور کر لیں، گناہوں سے دور ہو جائیں اور آیندہ گناہ نہ کرنے کا عزم کر لیں، خالق کے حق میں بھی نافرمانی نہ ہو، مخلوق کے حق میں بھی نافرمانی نہ ہو، جو مخلوق کے حق ادا کرنے ہیں، اُن کو ادا کرنے کا سلسلہ شروع ہو جائے، جس مسلمان خوش نصیب کو رمضان کی گھڑی میں یہ عبادت، یہ فریضہ نصیب ہو گیا! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "یہ ایسا ہو گیا، جیسا ابھی اماں نے اسے جنا ہو۔" اس کی ساٹھ سالہ زندگی پر حرفِ غلط کی طرح قلم پھر گیا، 80 سال کی زندگی صاف ہو گئی، یوں ہے جیسے ابھی اسے اماں نے جَنا ہے: اَلتَّائِبُ مِنَ الذَّنْبِ کَمَنۡ لَّا ذَنۡبَ لَہٗ گناہ سے توبہ کرنے والا ایسا ہے، جیسا اس سے کوئی گناہ ہوا ہی نہیں۔

رمضان کے مہینے میں اللہ اپنے بندوں کو نیکیوں میں ایک دوسرے سے آگے بڑھتا دیکھنا چاہتے ہیں۔ کون کس سے آگے بڑھ رہا ہے، ایسے بھی اس امت میں رمضان کے قدر دان گزرے ہیں کہ ایک رمضان میں اکسٹھ اکسٹھ قرآن ختم کیے۔ ایسے تو کئی گزرے ہیں اُمت میں اور آج بھی ایسے لوگ موجود ہیں کہ ایک رمضان میں تیس تیس قرآن ختم کیے۔ اب ایک اور رمضان آیا چاہتا ہے، نیکیوں کی کمائی کا موسم اور سیزن ہے، کوشش کرنی چاہیے اس سیزن میں کچھ ایسی کمائی ہو جائے جو زندگی سنوار دے۔ کیا پتا اگلا رمضان نصیب ہو یا نہ ہو۔ ذرا نظر اٹھا کر دیکھیں پتا چلے گا کہ کتنے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں ہمارے ساتھ تھے اور آج وہ منوں مٹی کے نیچے ہیں، ایک سجدہ بھی کرنا چاہیں، ایک سبحان اللہ بھی کہنا چاہیں، ایک اللہ اکبر کا ثواب بھی لینا چاہیں، اب ممکن نہیں! تو کیوں نہ ہم کچھ ایسا کر گزریں کہ ہمارے گھروں کا نقشہ بدل جائے، ہمارے بچوں کی زندگیاں بھی بدل جائیں۔ اللہ کرے ہماری زندگیوں کا رُخ بدل جائے، کچھ ایسا یہ رمضان گزر جائے کہ اللہ اس مقدّس مہینے کو رحمتوں برکتوں اور ہماری بخشش کا ذریعہ بنا دے۔ آمین!

رَبِّ اشْرَحْ لِي صَدْرِي وَيَسِّرْ لِي أَمْرِي وَاحْلُلْ عُقْدَةً مِّن لِّسَانِي يَفْقَهُوا قَوْلِي

ترجمہ: اے میرے رب! میرا سینہ کھول دے اور میرا کام آسان کر اور میری زبان سے گرہ کھول دے کہ میری بات سمجھ لیں۔

قرآنِ کریم میں چار مقامات پر رسول اللہ ﷺ کے مقاصدِ بعثت و فرائضِ منصبی کا ذکر آیا ہے۔ وہ فرائضِ منصبی مندرجہ ذیل ہیں:

1 تلاوتِ آیات
2 تعلیمِ کتاب
3 تعلیمِ حکمت
4 تزکیہ

سورۂ بقرہ میں دو مختلف مقامات پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

رَبَّنَا وَابْعَثْ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِكَ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُزَكِّيهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ (البقرة: 129)

ترجمہ: اے ہمارے رب! اور ان کے درمیان انہی میں سے ایک رسول بھیج، جو ان پر تیری آیتوں کی تلاوت فرمائے اور انھیں تیری کتاب اور پختہ علم سکھائے اور انھیں خوب پاکیزہ فرمادے، بے شک تو ہی غالب حکمت والا ہے۔

كَمَا أَرْسَلْنَا فِيكُمْ رَسُولًا مِّنكُمْ يَتْلُوا عَلَيْكُمْ آيَاتِنَا وَيُزَكِّيكُمْ وَيُعَلِّمُكُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَيُعَلِّمُكُم مَّا لَمْ تَكُونُوا تَعْلَمُونَ (البقرة:151)

ترجمہ: جیسا کہ ہم نے تم میں ایک رسول تم ہی میں سے بھیجا جو تم پر ہماری آیتیں پڑھتا ہے اور تمہیں پاک کرتا ہے اور تمہیں کتاب اور دانائی سکھاتا ہے اور تمہیں سکھاتا ہے، جو تم نہیں جانتے تھے۔

سورۂ آلِ عمران میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (البقرة: 164)

ترجمہ: بے شک اللہ نے ایمان والوں پر بڑا احسان فرمایا، جب ان میں ایک رسول مبعوث فرمایا جو انہی میں سے ہے۔ وہ ان کے سامنے اللہ کی آیتیں تلاوت فرماتا ہے اور انھیں پاک کرتا ہے اور انھیں کتاب اور حکمت کی تعلیم دیتا ہے، اگرچہ یہ لوگ اس سے پہلے یقیناً کھلی گمراہی میں پڑے ہوئے تھے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

هُوَ الَّذِي بَعَثَ فِي الْأُمِّيِّينَ رَسُولًا مِّنْهُمْ يَتْلُوا عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ (الجمعه:2)

ترجمہ: وہی ہے، جس نے اَن پڑھوں میں انہی میں سے ایک رسول بھیجا کہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتے ہیں اور انھیں پاک کرتے ہیں اور انھیں کتاب اور حکمت کا علم عطا فرماتے ہیں اور بے شک وہ اس سے پہلے ضرور کھلی گمراہی میں تھے۔

مندرجہ بالا آیاتِ مبارکہ سے پتا چلا کہ تلاوتِ قرآنِ کریم ایک مستقل عبادت ہے، جبکہ قرآنِ پاک الفاظ اور معنٰی کا مجموعہ ہے۔ قرآنِ مجید کے الفاظ سیکھنا علمِ تجوید کہلاتا ہے، جبکہ قرآنِ پاک کے معنٰی سیکھنے کو تعلیم، کتاب یا علمِ تفسیر کہتے ہیں۔ تعلیمِ حکمت سے مراد حکمت کے کام میں 1 اخلاص ہونا ضروری ہے 2 ہر کام کو اصول کے ساتھ کرنا، کیوں کہ حدیث شریف میں آتا ہے کہ "حکمت کی جڑ اللہ کا خوف ہے۔" حکمت وہ علمِ نافع (فائدہ مند علم) ہے، جو انسان کو عمل کی طرف لے کر جاتا ہے، پھر آتا ہے تزکیہ یعنی پاک کرنا اور تعلیم کا اصل مقصد ہے کہ تزکیہ ہو جائے۔

اس لمبی تمہید کا مقصد تلاوتِ قرآنِ کریم کی اہمیت کو اُجاگر کرنا ہے اور بتانا مقصود ہے کہ تلاوتِ آیاتِ قرآنِ مجید تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ قرآنِ حکیم اللہ رب العالمین کی نازل کردہ کتاب ہے اور بحیثیتِ مسلمان اور امتِ محمدی ﷺ ہونے کے ناطے قرآنِ پاک کے ہم پر مندرجہ ذیل حقوق ہیں:

قرآنِ کریم پر ایمان لانا

1 قرآنِ حکیم کا ادب و احترام کرنا
2 قرآنِ مجید کو تجوید کے ساتھ سیکھنا
3 قرآنِ پاک کی تلاوت کا اہتمام رکھنا
4 قرآنِ کریم تفسیر کے ساتھ سیکھنا
5 قرآنِ پاک کے احکام پر عمل کرنا
6 قرآنِ مجید کا پیغام دوسروں تک پہنچانا
7 قرآن کو نظام کی حیثیت سے غالب کرنے کی کوشش کرنا۔

سورۂ مزمل میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

فَاقْرَءُوا مَا تَيَسَّرَ مِنَ الْقُرْآنِ "پڑھو جتنا قرآن میں سے آسان ہو۔"

تلاوتِ قرآنِ کریم سے متعلق بہت سی احادیثِ مبارکہ مذکور ہیں۔

یہاں پر چند احادیث پیشِ خدمت ہیں:

عَنْ عُثْمَانَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: خَيْرُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (رواه البخاري)

وَفِي رِوَايَةٍ عَنْهُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ: إِنَّ أَفْضَلَكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ (رواه البخاري)

حضرت عثمان (بن عفان) رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہتر وہ شخص ہے، جو قرآنِ حکیم سیکھے اور سکھائے۔

اور ایک روایت میں ان ہی سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: بے شک تم میں سے افضل شخص وہ ہے جو قرآن سیکھے اور سکھائے۔ (صحیح بخاری)

عَنْ سَعْدٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللهِ ﷺ: خِيَارُكُمْ مَنْ تَعَلَّمَ الْقُرْآنَ وَعَلَّمَهُ قَالَ: وَأَخَذَ بِيَدِي فَأَقْعَدَنِي مَقْعَدِي هٰذَا أُقْرِئُ (رواه ابن ماجة)

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں، جو قرآنِ مجید سیکھیں اور سکھائیں۔ عاصم کہتے ہیں: مصعب نے میرا ہاتھ پکڑ کر مجھے اس (اعلیٰ) مقام پر بٹھایا کہ میں (اسے) قرآن پڑھاؤں۔

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: المَاهِرُ بِالْقُرْآنِ مَعَ السَّفَرَةِ الْكِرَامِ الْبَرَرَةِ، وَالَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَيَتَتَعْتَعُ فِيْهِ، وَهُوَ عَلَيْهِ شَاقٌّ لَهُ أَجْرَانِ وَفِي رِوَايَةٍ: وَالَّذِي يَقْرَأُ وَهُوَ يَشْتَدُّ عَلَيْهِ لَهُ أَجْرَانِ (متفق علیہ)

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: قرآنِ مجید کا ماہر معزّز و محترم فرشتوں اور معظّم و مکرّم انبیا علیہم السلام کے ساتھ ہوگا اور وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہو، لیکن اس میں اٹکتا ہو اور (پڑھنا) اس پر (کند ذہن یا موٹی زبان ہونے کی وجہ سے) مشکل ہو، اس کے لیے بھی دوگنا اجر ہے۔

"ایک دوسری روایت میں ہے کہ وہ شخص جو قرآن پڑھتا ہے، حالاں کہ یہ پڑھنا اس کے لیے سخت مشکل ہو، اس کے لیے دو اجر ہیں۔"

قرآنِ مجید پڑھنا اور سمجھنا کسی دن کا محتاج نہیں، ہر روز ہی یہ اپنے پڑھنے والے کے لیے ہدایت اور نجات کا ذریعہ بنتا ہے، لیکن رمضان المبارک میں تلاوتِ قرآن کی ایک منفرد اہمیت ہے۔ کوئی شک نہیں کہ ماہِ رمضان اور قرآنِ حکیم کا ایک گہرا تعلق ہے۔ یہ دونوں ابد تک ایک دوسرے سے جدا نہیں ہو سکتے۔ قرآنِ مجید کتابِ رحمت ہے جو رمضان یعنی ماہِ رحمت میں نازل ہوئی ہے۔ سورۂ بقرۃ میں ارشاد ہوا ہے کہ

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ (البقرۃ: 185)

ترجمہ: رمضان وہ مہینہ ہے کہ جس میں قرآن نازل کیا گیا لوگوں کیلئے ہدایت بنا کر، ہدایت اور حق و باطل کے درمیان امتیاز کی روشن دلیلوں کے ساتھ۔

رمضان المبارک میں تلاوت کرنے کی فضیلت کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جاسکتا ہے کہ ویسے قرآن کا ایک لفظ پڑھنے پہ دس نیکیوں کا ثواب ملتا ہے، لیکن رمضان المبارک میں ایک لفظ کا ثواب ستر نیکیوں کے برابر ہو جاتا ہے۔

چوں کہ یہ ماہِ مبارک ہمارے لیے عبادات کا خاص مرکز ہوتا ہے، اس لیے قرآنِ مجید کی تلاوت سے بہتر اور کیا عبادت ہو سکتی ہے۔ نبیٔ اکرم ﷺ نے استقبالِ رمضان کا جو خطبہ شعبان کے آخر میں دیا، جسے خطبہ شعبانیہ بھی کہا جاتا ہے، اس میں فرمایا: رمضان میں جو تم ایک آیت کی تلاوت کرتے ہو، وہ سال بھر میں دوسرے کسی بھی مہینے میں پڑھے جانے والے پورے قرآن کے برابر ہوتی ہے۔

ماہِ رمضان اور قرآنِ کریم کے درمیان چند مشترک خصوصیات مندرجہ ذیل ہیں:

1. روزہ کی بنیاد تقویٰ ہے، جیسا ارشادِ باری تعالیٰ ہے: "اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کیے گئے ہیں، جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے، تاکہ تم متقی بن جاؤ۔" (البقرۃ:183)

2. اسی ماہِ مبارک کی ایک بابرکت رات میں قیامت تک آنے والے تمام انسانوں کی رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ کریم آسمانِ دنیا پر نازل ہوئی، جس سے استفادہ کی بنیادی شرط بھی تقویٰ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد قرآنِ کریم میں ہے: یہ کتاب ایسی ہے کہ اس میں کوئی شک نہیں، یہ ہدایت ہے متّقیوں یعنی اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے۔

3. روزہ اور قرآنِ کریم دونوں بندہ کے لیے شفاعت کرتے ہیں۔ روزہ عرض کرتا ہے کہ "یا اللہ! میں نے اس کو دن میں کھانے پینے سے روکے رکھا، میری شفاعت قبول کر لیجیے" اور قرآن کہتا ہے کہ "یا اللہ! میں نے رات کو اس کو سونے سے روکا، میری شفاعت قبول کر لیجیے۔" پس دونوں کی شفاعت قبول کر لی جائے گی۔ (رواہ احمد والطبرانی فی الکبیر والحاکم وقال صحیح علی شرط مسلم)

آیئے! مل کر عہد کریں کہ اس رمضان المبارک کو اپنی اور تمام امتِ محمدی ﷺ کی نجات کا ذریعہ بنائیں گے اور اللہ وَحْدَهٗ لا شَرِيکَ لَهٗ کے احکامات اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اور سنتوں پر بعینہٖ عمل کریں گے اور قرآنِ حکیم کو سمجھ کر پڑھیں گے اور اس پر غور و فکر کریں گے، کیوں کہ حکم ربّی ہے: اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ تو کیا وہ قرآن میں غور و فکر نہیں کرتے؟

افسوس کہ ہم نے اس مقدّس کتاب کو صرف ثواب کی کتاب سمجھا، جبکہ یہ کتاب قیامت تک کے لیے آنے والوں کی امامت و رہنمائی کرے گی۔ قرآنِ پاک میں مختلف نشانیاں بیان کر کے اپنی مخلوق و کاریگری پر تدبر کرنے کا حکم دیا۔ قرآنِ مجید میں اللہ تعالیٰ نے فطرت کے مظاہر اور نفوس میں پوشیدہ رازوں کی طرف انسان کو غور و فکر کی دعوت دی ہے۔ قرآن میں متعدّد آیات میں غور و تدبّر کرنے اور عقل و فکر کرنے کو کہا گیا اور مسلمانوں کی توجہ سائنسی حقائق اور مشاہدات کی طرف بھی مبذول کرائی گئی ہے۔

اِنَّ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَاخْتِلَافِ اللَّيْلِ وَالنَّهَارِ لَآيَاتٍ لِأُولِي الْأَلْبَابِ الَّذِيْنَ يَذْكُرُونَ اللّٰهَ قِيَامًا وَقُعُوْدًا وَعَلٰى جُنُوبِهِمْ وَيَتَفَكَّرُونَ فِي خَلْقِ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ رَبَّنَا مَا خَلَقْتَ هٰذَا بَاطِلًا سُبْحَانَكَ فَقِنَا عَذَابَ النَّارِ (آل عمران: 190، 191)

ترجمہ: زمین و آسمان کی پیدائش میں اور رات و دن کے باری باری آنے میں ان ہوش مندوں کے لیے بہت نشانیاں ہیں، جو اٹھتے بیٹھتے اور لیٹتے ہر حال میں خدا کو یاد کرتے ہیں اور آسمان و زمین کی ساخت میں غور و فکر کرتے ہیں۔ پروردگار یہ سب کچھ تو نے فضول اور بے مقصد نہیں بنایا تو پاک ہے، پس ہمیں دوزخ کے عذاب سے بچالے۔

سورہ ص کی آیت نمبر 29 میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

كِتَابٌ اَنْزَلْنَاهُ اِلَيْكَ مُبَارَكٌ لِّيَدَّبَّرُوْٓا اٰيَاتِهٖ وَلِيَتَذَكَّرَ اُولُو الْاَلْبَابِ (ص: 29)

ترجمہ: ایک کتاب ہے جو ہم نے آپ کی طرف نازل کی بڑی برکت والی، تاکہ وہ اس کی آیتوں میں غور کریں اور تاکہ عقل مند نصیحت حاصل کریں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی مقدّس کتاب قرآنِ کریم میں متعدّد مقامات پر غور و فکر اور نصیحت حاصل کرنے کا حکم دیا ہے، جب یہ کتاب رہبری، غور و فکر اور نصیحت کے لیے نازل کی گئی ہے تو اس کو آسان کرنا بھی ضروری تھا، جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ (القمر: 17)

ترجمہ: اور حقیقت یہ ہے کہ ہم نے قرآن کو نصیحت حاصل کرنے کے لیے آسان بنا دیا ہے، اب کیا کوئی ہے جو نصیحت حاصل کرے؟

آیئے! ہم سب مل کر عہد کریں کہ اس ماہِ مبارک میں قرآنِ پاک کو سمجھ کر تلاوت کریں گے اور اس کے احکامات پر عمل کریں گے۔ قرآنِ حکیم کو سمجھنے کے لیے اہلِ ذکر و اہلِ علم کی صحبت اختیار کریں گے، کیوں کہ حصولِ علم و عمل کے لیے کتاب اور معلم لازم و ملزوم ہیں، یہی اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ اپنے چنیدہ بندوں (انبیا علیہم السلام) پر کتابیں نازل فرمائیں، تاکہ وہ لوگوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچائیں۔

گر تو می خواہی مسلمان زیستن
نیست ممکن جز بقرآن زیستن

"اگر تم مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنا چاہتے ہو تو یاد رکھو! ایسی زندگی قرآن کے بغیر نصیب نہیں ہو سکتی۔"

ماہِ صیام

اہلیہ محمد فیصل

ماہِ صیام مسلمانوں کے لیے بہت بڑی اہمیت رکھتا ہے۔ یہ عبادتیں ایمانی، جسمانی اور اخلاقی فوائد فراہم کرتی ہیں، اگر ہم اس ماہِ مبارک میں روزے کے چیدہ چیدہ فوائد پر غور کریں تو کچھ یوں ہوں گے۔

تقویٰ کی تربیت: ماہِ صیام، تقویٰ کی تربیت کا ایک بہترین ذریعہ ہے۔ روزہ رکھنے سے شخص کسی بھی قسم کے برے عمل سے پرہیز کرتا ہے اور خدا کی رضا کے لیے اپنے اعمال میں کوشش کرتا ہے۔ روزہ اور تقویٰ کو ایک دوسرے کا مترادف کہا جائے تو غلط نہ ہوگا۔

سورۃ البقرہ میں ارشادِ ربانی ہے:

یَا أَیُّهَا الَّذِینَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَیْكُمُ الصِّیَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِینَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ

اے ایمان والو! تم پر روزے فرض کر دیئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تمہارے اندر تقویٰ پیدا ہو۔

انسان کی ظاہری و باطنی چیزوں اور لباس و پوشاک کی خوش نمائیوں سے زیادہ مکرّم، زیادہ مزیّن، زیادہ حسین اور زیادہ فضیلت والی چیز تقویٰ ہے۔ تقویٰ یعنی اللہ تبارک و تعالیٰ کے اوامر کی بجاآوری اور نواہی سے اجتناب، ان تمام چیزوں سے زیادہ مکرّم، مزیّن، افضل اور احسن ہے، جنھیں ہم چھپاتے، ظاہر کرتے، ذخیرہ کرتے اور پہنتے ہیں۔

صبر اور شکر گزاری کی تربیت: روزہ رکھنے سے شخص صبر اور شکر گزاری میں ماہر ہوتا ہے۔ غذائیں اور پانی کے پرہیز سے ایک شخص کو اپنی نعمتوں پر قدر کرنا سکھایا جاتا ہے۔ مخصوص اوقات پر نعمت سے مستفید ہونے پر بندے کے دل میں نعمتوں کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے اور وہ رب کا شکر بجالاتا ہے۔ روزہ صبر کی ایک صورت ہے، جسے ایک مسلمان اپنے اختیار سے مخصوص وقت کے لیے خوش نودیٔ خدا کے لیے کرتا ہے۔ احادیثِ مبارکہ میں رسول اللہ ﷺ رمضان المبارک کا ذکر ہی شَهْرُ الصَّبْرِ (صبر کا مہینہ) کے نام سے کرتے ہیں۔ کسی نے بندگی کی کیا خوب صورت تعریف کی ہے: "نفس کا معبودِ برحق کی طلب میں یوں چاہت اور رغبت میں بڑھتے جانا کہ ایک قدم صبر ہو تو ایک قدم شکر!"

سورۂ مریم میں ارشاد ہے: فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهِ

ترجمہ: پس تم اس کی بندگی کرو اور اسی کی بندگی میں صبر و ثابت قدمی اختیار کرو۔

فقر اور غنائی کا احساس: روزہ رکھنے سے فقر کا احساس دل میں بیدار ہوتا ہے اور اس کی قدر دل میں اُبھرتی ہے، ساتھ ہی غنائی کا احساس حاصل ہوتا ہے۔

جسمانی ارتقا: نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: "طاقتور مومن کمزور مومن سے بہتر ہے۔" (مسلم) کیوں کہ طاقت ور مومن اللہ کی عبادت اور دین کی اقامت میں زیادہ مستعد رہے گا۔ جسم تندرست رہے گا تو ذہن و دماغ بھی تندرست رہے گا۔ جسمانی ارتقا کے بغیر ہماری فطری صلاحیتوں کی نشوونما ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو علمی صلاحیتوں کے ساتھ ساتھ جسمانی قوت رکھتے ہوں، ماڈل کے طور پر پیش کیا ہے۔ بنی اسرائیل نے جب طالوت کے منصب حکم رانی کی مخالفت کرتے ہوئے کہا کہ "ہم مال و دولت اور حسب و نسب میں ان سے بہتر ہیں تو اللہ نے فرمایا

اِنَّ اللّٰہَ اصْطَفٰهُ عَلَیْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِی الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ (البقرۃ:247)

"بے شک اللہ نے اسے تمہارے مقابلے میں منتخب کیا ہے اور اسے علمی اور جسمانی قوتیں فراوانی کے ساتھ عطا فرمائیں ہیں۔"

شخصیت کی تعمیر کے لیے ضروری ہے کہ ہم صحت مند جسم کے حامل ہوں۔ ماہِ صیام ہمارے جسم کو کمزور و لاغر نہیں، بلکہ صحت مند اور توانا بناتا ہے اور ہمارے جسم کی قوتِ مدافعت کو بڑھاتا ہے۔ آیئے! غور کریں کہ کس طرح ماہِ صیام ہماری جسمانی تعمیر کرتا ہے۔

جماعتی روحانیت: ماہِ صیام میں مسلمانوں کی جماعتی روحانیت بڑھتی ہے۔ اس میں مشترکہ عبادات اور دعاؤں سے محبت اور یک جہتی کا ماحول بنتا ہے۔

فیصلہ سازی اور نیک نیتی: روزہ رکھنے سے ہر شخص اپنے عیبوں پر غور کرتا ہے اور اپنے آپ کو بہتر بنانے کا عہد کرتا ہے۔

غفران و مغفرت: ماہِ رمضان میں غفران و مغفرت کی دعائیں کرنے کا وقت ہوتا ہے، جو اچھی نیت اور توبہ کا ذریعہ بنتی ہے۔

رمضان پا کر اس میں مغفرت نہ پانے والا نہایت ہی بدنصیب ہے۔ نبی ﷺ کا فرمان ہے:

شَقِيَ عبدٌ أدرَكَ رمضانَ فانسلَخَ منهُ ولم يُغفَرْ لهُ (صحيح الأدب المفرد: 500)

ترجمہ: بدبخت ہے وہ جس نے رمضان پایا اور یہ مہینہ اس سے نکل گیا اور وہ اس میں (نیک اعمال کرکے) اپنی بخشش نہ کرواسکا۔

فقہی اہمیت: ماہِ رمضان میں قرآن کی نازل ہونے کی یاد دلائی جاتی ہے اور مسلمانوں کو اپنے دینی احکامات کو بہتر سمجھنے کا موقع ملتا ہے۔ دورۂ قرآن و تفسیر کے حلقے سجتے ہیں۔ روزہ کی فرضیت، مفسدات، مکروہات، نماز و اعتکاف کے مسائل کے متعلق آگاہی پروگرام ترتیب دیے جاتے ہیں، جس سے ہمیں کئی ایسے مسائل اور باتوں سے آگاہی ملتی ہے، جن کے متعلق ہم عام دنوں میں اہتمام نہیں کرتے۔

خیرات و صدقات: روزہ رکھنے سے انسان کا دل خیرات و صدقات دینے کی طرف مائل ہوتا ہے اور مستحقین کی مدد کرنے کا موقع حاصل ہوتا ہے۔ زکوٰۃ جیسے اہم فریضے کی ادائیگی اہتمام سے کی جاتی ہے، اسی طرح صدقہ فطر کے ذریعے غربا کی دادرسی کی جاتی ہے۔

الغرض! ماہِ صیام مجموعی طور پر مکمل خیر ہی خیر کی سوغاتیں لاتا ہے، جس سے امتِ مسلمہ انفرادی اور اجتماعی دونوں طرح سے ربِّ ذوالجلال کی خوش نودی سمیٹتی ہے۔

ربِّ کریم نے مسلمانوں کو سالانہ طور پر نفس کی تربیت، تعمیر اور اصلاح کا مہینہ فراہم کر دیا ہے، بس جس نے اس ماہ کو صحیح طور پر پایا تو سارا سال اس کے لیے نیکی کی راہ پر گامزن رہنا سہل ہو جاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو پورا پورا اس ماہِ غفران سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

Shangrila®

THE FOOD EXPERTS!

رمضان
مبارك

BARKATON KI BAAT

BACHAT KAY SATH

BUY SHANGRILA TOMATO KETCHUP AND SHANGRILA GARLIC CHILLI SAUCE FAMILY PACKS & GET YOUNG'S MAYONNAISE 100ML FREE

SAVE RS. 85

BUY SHANGRILA TOMATO KETCHUP AND SHANGRILA GARLIC CHILLI SAUCE SMART PACKS & GET YOUNG'S MAYONNAISE 40ML FREE

SAVE RS. 40

حصول علم کا مہینہ

اُمِّ محمد عبداللہ

تاحدِّ نگاہ پھیلا ایک چٹیل میدان تھا۔ دریا، پہاڑ، کھائی، ٹیلے، سمندر، جنگل کچھ بھی نہ تھا، نہ کوئی نشیب نہ فراز! فقط ایک چٹیل میدان اور آگ اُگلتا آسمان! کوئی جائے پناہ نہ تھی۔ برہنہ بدن، حسرت و یاس لیے ایک ہجوم تھا، جو چیخ رہا تھا، چلا رہا تھا، تڑپ اور سسک رہا تھا، لیکن آہ و فغاں سننے والا کوئی نہ تھا۔ اسی بھڑکتی آگ اور شعلوں کی حدّت سے بے دم ہوتے وہ ہجوم کے بیچوں بیچ آہستہ آہستہ چلنے کی کوشش کر رہے تھے کہ ایک ٹھنڈی ہوا کے جھونکے کے ساتھ ہی منظر بدل سا گیا تھا۔

یہ معصوم بھولے بھالے نوعمر بچے تھے۔ کستوری کی مہک ان کے چاروں اطراف بکھری ہوئی تھی۔ نور کے تاج تھے جو انھوں نے سروں پر پہن رکھے تھے۔ آج جب سب بے لباس تھے، ان کا لباس اور آن بان دیدنی تھی۔ خوشی اور نور ان کے چہروں سے پھوٹ رہا تھا، لیکن ابھی کہاں! معزّز اور اطاعت گزار نورانی فرشتے انھیں سلامتی اور بلند درجات کی خوش خبریاں سنا رہے تھے کہ اچانک منادی کرنے والے نے صدا لگائی! ”سانحہ پشاور اور سانحہ قندوز کے مجرموں کو بھیڑ میں سے الگ کر لیا جائے، کشمیر، فلسطین اور غزہ کے معصوم بچوں کے قاتلوں کو الگ کر لیا جائے کہ آج بدلے کا دن آن پہنچا ہے۔“

مجرموں کی چیخ و پکار، دہکتے شعلوں کی حدّت، آسمان کی سرخی غرض ہر چیز میں یک دم اضافہ ہوا تھا۔ بھڑکتے الاؤ کی شدّت سے بے حال ہوتے انھوں نے پلٹ کر دیکھا۔ آتش فشاں جیسی آگ تھی، جو بس انھیں چھونے کو تھی۔ وہ ڈر کے مارے آگے کو دوڑنا شروع ہوئے تو درشت چہروں والے فرشتوں نے انھیں آ لیا۔ سانحہ قندوز، سانحہ پشاور، کشمیر اور فلسطین و غزہ کے ظالم مجرموں کو پکڑا جائے: ”نہیں نہیں! میرا ان سانحات سے کوئی تعلق نہیں۔ میں تو ایک عام سا پاکستانی تھا، میں دہشت گرد نہیں تھا، میرا بھارت اور اسرائیل سے کوئی تعلق نہیں۔“

”ہم! یہ دہشت گرد نہیں تھا، اس کو پروردگارِ عالم نے چار بچوں کی نعمت سے سرفراز فرمایا، جب پشاور میں امت کے معصوموں کا لہو بہایا گیا، جب قندوز میں حفّاظ کے قرآن خون سے تر تھے، جب کشمیر کی مائیں اپنے بچوں کو رو رہی تھیں، جب غزہ میں امت کے بچے کفار کے بموں سے راکھ ہو رہے تھے تو اس وقت اس کے گھر میں قرآنِ پاک الماری میں سجا تھا اور اس کے بچے موبائل پر گیم کھیلنے اور ٹی وی پر کارٹون اور کرکٹ میچ دیکھنے میں مصروف تھے۔ اس نے اپنی غفلت سے چار امتی ضایع کر دیے، اس کے لیے ہے آگ! پیچھے دہکتی ہوئی آگ تھی۔ دائیں بائیں آگ تھی۔ آگے آگ تھی۔“

”اے میرے رب! آج شدّت سے رب یاد آیا تھا۔ آہ میرے بچو! آہ میری رعیت، آہ! میں نے تمھیں دنیا میں کیا سکھایا، ان کے بیوی اور بچے سوالیہ نشان بنے انھیں چاروں جانب سے گھیرے ہوئے تھے۔“ نہیں نہیں کی تکرار کرتے احمد صاحب ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھے تھے۔

دیوار گیر گھڑی رات کے ڈھائی بجا رہی تھی۔ قریب ہی پُرسکون نیند سوئی ہوئی ان کی رعیت تھی۔ میری بیوی، میرے بچے، میرے گھر والے! کیسا استحقاق تھا اور یہ استحقاق کچھ تقاضے کرتا تھا۔ معاشی سہولیات سے بلند تر تقاضے، تعلیم و تربیت کے تقاضے، نفع بخش علم و عمل کے تقاضے، جس کے سر پر ایسی بھاری ذمہ داری رکھی ہو وہ کیوں کر سو پائے گا۔ وہ اُٹھ گئے تھے۔

رات کا پچھلا پہر، ہر طرف پھیلا سکوت، ستاروں سے جھلملاتا آسمان، میرا رب آسمانِ دنیا پر ہے۔ مجھے پکار رہا ہے۔ ایک خیال روشنی بن کر چمکا تھا۔ روز پکارتا ہے، جب تم سوئے ہوتے ہو۔ کسی نے کان میں گویا سرگوشی کی۔ ایک آنسو رخسار پر ڈھلک آیا تھا، اے اللہ! تو ہی میرا رب ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

وضو مضطرب اعضا کو سکون بخش رہا تھا۔

”میری رعیت!“ انھوں نے خود کلامی کی۔

”زینب اٹھیے!“ گہری نیند ہی میں زینب نے کروٹ بدل لی تھی۔ پانی کا ایک نرم سا چھینٹا، انھوں نے آنکھیں کھول کر شوہر کی جانب دیکھا۔ ”ہمارا رب آسمانِ دنیا پر ہمیں پکار رہا ہے، روز پکارتا ہے، آج اُٹھ جائیے!“ انھوں نے جیسے التجا کی کہ اگر وہ نہ اٹھیں تو آگ تو بس ان کے پاؤں تلے دہک ہی رہی تھی۔

تہجد کے نوافل میں وہ قرات کر رہے تھے۔ زینب ان کے ہم راہ تھی۔

اِقْرَاْ بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِىْ خَلَقَ خَلَقَ الْاِنْسَانَ مِنْ عَلَقٍ اِقْرَاْ وَرَبُّكَ الْاَكْرَمُ الَّذِىْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ عَلَّمَ الْاِنْسَانَ مَا لَمْ يَعْلَمْ

”زینب! رمضان المبارک کی آمد آمد ہے۔ یہ وہ مہینا ہے، جس میں شبِ قدر ہے اور اسی شب کی مبارک و منور ساعتوں میں اللہ تعالیٰ کے مقرّب فرشتے جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام تمام نوعِ انسانی کے لیے لے کر ہمارے پیارے و محترم نبی آخر الزماں محمد ﷺ کے پاس آئے تھے۔“ پڑھو! اپنے رب کے نام کے ساتھ، جس نے پیدا کیا۔ جمے ہوئے خون کے ایک لوتھڑے سے انسان کی تخلیق کی۔ پڑھو اور تمھارا رب بڑا کریم ہے، جس نے قلم کے ذریعے سے علم سکھایا اور انسان کو وہ کچھ سکھایا جو وہ نہ جانتا تھا۔“

”آیئے زینب! مل کر اپنی غلطیوں کا جائزہ لیں، اللہ تعالیٰ سے معافی مانگیں، اپنی اصلاح کریں۔ قرآنِ پاک اور اسوۂ رسولِ حسنہ ﷺ سے رہنمائی کے لیے کوئی پروگرام ترتیب دیں۔ آیئے زینب! کہ قرآنِ پاک کا ہم پر حق ہے کہ اسے پڑھیں، سمجھیں اور اس پر عمل کریں۔ ہم اس گھر کے، ان بچوں کے نگراں اور ذمہ دار ہیں۔ میں اس گھر کا نگراں اور جواب دہ ہوں۔“ جواب دہی کے خوف سے زباں لڑکھڑا سی گئی تھی۔ خوف آنکھوں سے جھلک رہا تھا۔ ”آپ ان بچوں پر نگراں اور جواب دہ ہیں۔“ زینب بنا پلکیں جھپکائے ایک ٹک انھیں دیکھے جا رہی تھیں۔

”یہ گھر جہاں خاندان رہتا ہے نا، بہت بابرکت جگہ ہے، کیوں نہ ہم قرآنِ پاک سے عملی تعلق کی بحالی کا پروگرام اپنے گھر سے شروع کریں۔ کبھی میں نگران بنوں اور آپ معاون، کبھی آپ نگران اور میں معاون، ہم دونوں مل کر اپنے اور اپنے بچوں کو قرآن کے نور سے، تعلیماتِ نبوی ﷺ کے نور سے منوّر کرنے میں لگ جائیں کہ اُس دن جب کہیں جائے اماں نہ ہو گی، جب سانحہ پشاور اور سانحہ قندوز کے مجرموں کو کٹہرے میں کھڑا کیا جائے گا، جب کشمیر و فلسطین اور غزہ کے معصوم بچوں پر ہونے والے ظلم کا بدلہ لیا جائے گا، جب ہر طرف زمین آگ اُگل رہی ہو گی، آسمان آگ برسا رہا ہو گا، اُس روز اس روز!“ وہ دونوں ہچکیوں سے رونے لگے تھے۔

”مالک! اس روز ہمارا شمار قرآن سیکھنے اور سکھانے والوں میں کرنا۔“ آمین!

رمضان تو حصولِ علم کا مہینا ہے۔ کرن سورہ علق کی تلاوت کر رہی تھی۔ ● بقیہ صفحہ نمبر ۲۰ پر

لیلۃ القدر

حمیرا علیم

"بابا! خطیب صاحب نے جو آج خطبے میں لیلۃ القدر اور اعتکاف کی بات کی تھی تو یہ کیا ہے؟" خباب نے مسجد سے جمعہ کی نماز پڑھ کر واپس آتے ہوئے پوچھا۔

"گھر پہنچ کر بات کریں گے۔" بابا نے جواب دیا۔

"او کے۔" خباب نے جواب دیا۔

گھر پہنچ کر بابا نے کمرے کا پنکھا آن کیا اور پلنگ پر لیٹ کر خباب کو بھی ساتھ ہی لٹا لیا اور بولے: ہاں تو خباب میاں! لیلۃ القدر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ قرآنِ پاک کی سورۃ القدر میں فرماتا ہے: "شبِ قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ اس میں فرشتے اور روح نازل ہوتے ہیں اپنے رب کے حکم سے ہر کام پر۔ صبح روشن ہونے تک سلامتی کی رات ہے۔" (القدر: 3-5)

"قدر سے کیا مراد ہے بابا؟" خباب نے دریافت کیا۔

قدر سے مراد ہے کہ اس رات کو اس کی خصوصیات کی بنا پر محترم سمجھا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ دُخان میں فرماتے ہیں: "اور اس رات میں تمام حکمت کے کاموں کا فیصلہ کیا جاتا ہے۔" اس رات میں لوحِ محفوظ سے اگلے سال تک کے لیے تمام مخلوقات کی قسمت کا فیصلہ کیا جاتا ہے کہ کون زندہ رہے گا؟ کون مرے گا؟ کس پر مصیبتیں آئیں گی؟ کس کو بچا لیا جائے گا؟ کون جنت میں جائے گا اور کون جہنم میں؟ کس کو عزّت ملے گی اور کون رسوا ہو گا؟ کہاں قحط پڑے گا اور کہاں خوش حالی ہو گی اور وہ سب کچھ جو اللہ چاہے گا، لوگوں کو معافی دی جاتی ہے۔ اسے امن والی رات بھی کہا جاتا ہے، کیوں کہ اس میں شیطان کسی کو نقصان نہیں پہنچا سکتا۔

حضرت عبداللہ ابنِ عباس رضی اللہ عنہما اس کی تفسیر یوں کرتے ہیں۔

"تم ایک شخص کو دیکھتے ہو کہ وہ اپنا گھر سجا رہا ہوتا ہے یا کھیت میں ہل چلا رہا ہوتا ہے اور وہ ان میں سے ایک ہوتا ہے، جنہیں مرنا ہوتا ہے۔ اسی رات کو اللہ تعالیٰ نے قرآنِ پاک نازل فرمایا تھا، اس لیے ہم مسلمان اس رات کو پوری رات نوافل پڑھتے ہیں، قرآن کی تلاوت کرتے ہیں اور اذکار کرتے ہیں، اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگتے ہیں۔"

"بابا! نبی ﷺ نے اس رات میں کیا عبادات کی تھیں؟" خباب نے پوچھا۔

نبی ﷺ نے فرمایا: "شبِ قدر کو رمضان کے آخری عشرے کی طاق راتوں میں تلاش کرو۔" نبی ﷺ ان راتوں میں جو عبادات کرتے تھے، ان میں اعتکاف شامل ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے: "نبی ﷺ آخری عشرے میں اعتکاف فرماتے اور لیلۃ القدر کو تلاش کرتے تھے۔" (صحیح بخاری)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں: "نبی ﷺ اپنی ازدواج کو آخری عشرے میں اٹھاتے تھے اور عبادت کرتے تھے۔"

"رات کو کیوں اُٹھاتے تھے سب کو؟" خباب بولا۔

کیوں کہ جو شخص شبِ قدر میں عبادت کرتا ہے، اسے بہت زیادہ ثواب ملتا ہے۔ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "جو کوئی رمضان کے روزے ثواب کی نیت اور اُمید کے ساتھ رکھے اور رات کا قیام کرے، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔" (متفق علیہ)

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں: "یہ رات ایک ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔"

اور یہ تقریباً 83 سال اور 4 ماہ بنتے ہیں، یعنی جو شخص اس ایک رات میں عبادت کرتا ہے، اسے ساڑھے 83 سال عبادت کا اجر ملتا ہے۔ فرض کرو ہم نے دو نوافل پڑھے تو 83 سال دو نفل پڑھنے کا ثواب ملے گا۔

"ارے واہ! اتنا زیادہ ثواب ملتا ہے، لیکن یہ کون سی رات ہے؟ یہ کیسے پتا چلے گا؟" خباب نے اشتیاق سے کہا۔

نبی ﷺ نے ایک سال اعتکاف فرمایا اور فرمایا: "میں نے اس رات کو تلاش کرنے کے لیے رمضان کے پہلے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر دوسرے عشرے میں اعتکاف کیا، پھر کوئی میرے پاس آیا اور مجھے بتایا کہ یہ آخری دس دنوں میں ہے۔ اس لیے تم میں سے جو شخص اعتکاف کرنا چاہے، وہ اس آخری عشرے میں کرے۔ مجھے یہ رات دکھائی گئی، اس صبح میں نے کیچڑ اور پانی میں سجدہ کیا۔ (اس رات کی صبح بارش ہوئی تھی) یہ اکیسویں رات تھی۔" (صحیح مسلم)

اور ایک اور حدیث میں آتا ہے: "اس رات کو آخری عشرے کی طاق راتوں میں ڈھونڈو۔" (صحیح بخاری، صحیح مسلم)

بخاری ہی کی ایک اور حدیث کے مطابق عبیدہ ابن الصامت رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ نبی ﷺ باہر تشریف لائے کہ ہمیں اس رات کے بارے میں آگاہ کریں، دو لوگ آپس میں جھگڑنے لگے، نبی ﷺ نے فرمایا: "میں تمہیں بتانے آیا تھا کہ لیلۃ القدر کب ہو گی، مگر فلاں فلاں جھگڑ پڑے تھے، لہٰذا مجھے بھول گیا۔ شاید یہی تم لوگوں کے لیے بہتر ہے، چناں چہ اسے 25 یا 27 یا 29 راتوں میں تلاش کرو۔" (صحیح بخاری)

"کاش! وہ دو لوگ جھگڑا نہ کرتے تو ہمیں شبِ قدر کا پتا چل جاتا۔" خباب نے حسرت سے کہا۔

"اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے نا کہ جھگڑا کرنا کتنی بُری بات ہے۔ اس سے اچھائی دور ہو

جاتی ہے اور شیطان خوش ہوتا ہے اور خود نبی ﷺ نے ہی تو فرمایا نا کہ یہ بہتر ہی ہوا، اگر ہمیں معلوم ہوتا کہ اس رات کو لیلۃ القدر ہے تو ہم صرف ایک رات عبادت کرتے، جبکہ اب ہم سب طاق راتوں میں عبادت کرتے ہیں۔" بابا نے کہا۔
"یہ تو ہے۔" خباب نے تائید کی۔
"بہت سارے علما کے مطابق یہ رات 27 کی ہے، کیوں کہ ابی ابن کعب رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس رات کی صبح سورج کی کرنیں بہت مدھم ہوتی ہیں۔" (سنن ابو داؤد) بابا نے کہا۔
"تو کیا اس رات کی کچھ علامات بھی بتائی تھیں نبی ﷺ نے؟" خباب نے سوال کیا۔
"ہاں! احادیث کی کتب سے پتا چلتا ہے کہ نبی ﷺ نے ایک نشانی تو یہ بتائی کہ شبِ قدر کی صبح کو سورج کے بلند ہونے تک اس کی شعاع نہیں ہوتی اور وہ ایسے ہوتا ہے، جیسے تھالی۔" (سنن ابی داؤد)
اور دوسری حدیث میں ہے "جب چاند نکلتا ہے تو ایسے ہوتا ہے جیسے بڑے تھال کا کنارہ۔" (مسلم)
اور تیسری علامت یہ ہے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: "لیلۃ القدر آسان و معتدل رات ہے، جس میں نہ گرمی ہوتی ہے اور نہ ہی سردی۔ اس کی صبح کو سورج اس طرح طلوع ہوتا ہے کہ اس کی سُرخی مدھم ہوتی ہے۔" (مسند بزار، 486)
ہمارے ہاں لوگ یہ بھی کہتے ہیں کہ کتے نہیں بھونکتے تو ایسی کوئی بات حدیث سے ثابت نہیں ہے۔
"تو پھر ہمیں اس رات میں ایسے کون سے کام کرنے چاہییں، جو نبی ﷺ نے سکھائے ہیں؟" خباب نے سوال کیا۔
"نبی ﷺ سب گھر والوں کے ساتھ رات کو نوافل پڑھتے تھے، قرآنِ پاک کی تلاوت فرماتے تھے، اذکار کرتے تھے، خصوصًا استغفار کی دعا! اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ اور تسبیحات جیسے لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ، سُبْحَانَ اللّٰہِ وَ بِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ وغیرہ، بس کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہیے جو نبی ﷺ نے نہیں بتایا، جیسے بہت سے لوگ ایسے درود پڑھتے ہیں، جن میں شرکیہ الفاظ ہوتے ہیں یا ایسے نوافل پڑھتے ہیں، جن میں مخصوص سورتیں خاص تعداد اور ترتیب سے پڑھتے ہیں۔" بابا نے بتایا۔
"مگر ہوتی تو وہ بھی نماز اور اذکار ہی ہیں تو پھر کیوں نہ کریں؟" خباب نے حیرت سے پوچھا۔
اس لیے کہ نبی ﷺ نے فرمایا ہے: "جو کوئی دین میں کسی ایسی چیز کا اضافہ کرتا ہے جو اس کا حصہ نہیں، وہ ہم میں سے نہیں۔"
دین کو کوئی بھی نبی ﷺ سے زیادہ تو نہیں جانتا نا تو جب انھوں نے یہ سب چیزیں نہیں بتائیں تو پھر ہم کیسے یہ سمجھ لیں کہ ہم ان سے زیادہ علم و عقل والے ہیں، اس لیے یہ کام بھی باعثِ اجر و ثواب ہیں اور انھیں بھی دین کا حصہ ہونا چاہیے۔
ایسی بدعات ثواب کا باعث نہیں ہوتیں تو بجائے ایسے کاموں میں وقت ضایع کرنے کے جو ہمیں ثواب نہ پہنچا سکیں، وہ کام کیوں نہ کریں، جن کا اجر ملے گا اور جن پر ثواب کی بشارت نبی ﷺ نے دی ہے؟ بالکل ایسے ہی جیسے آپ کو اسکول بکس کے ساتھ سیلیبس دیتا ہے، پھر ٹیچر ہر چیز سمجھاتی ہے اور وہی امتحان میں آتا ہے۔ اب اگر کوئی اسٹوڈنٹ یہ کہے کہ نہیں جی، ٹیچر کو تو پتا ہی نہیں میں تو اپنی مرضی سے سیلیبس بناؤں گا اور اپنے طریقے سے سوالات کے جواب لکھوں گا تو کیا اس اسٹوڈنٹ کو پاس کر دیا جائے گا؟ نہیں، بلکہ جو سیلیبس اور ٹیچر کو فالو کرے گا وہی پاس ہوگا۔ بابا نے سمجھایا۔
"یہ تو صحیح ہے، میں بھی آپ کے ساتھ ساری طاق راتوں میں مسجد جاؤں گا اور سب کے لیے دعا بھی کروں گا۔ خاص طور پر کشمیر، فلسطین، شام اور دنیا بھر کے مسلمانوں کے لیے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ پر مسلمانوں کی حفاظت فرمائے اور سب کو کرونا سے محفوظ رکھے۔" خباب نے کہا۔
"آمین، شاباش میرا بچہ! ان شاء اللہ، اللہ سب کو معاف فرمائے اور ان کی عبادات اور دعائیں قبول فرمائے۔ اب سو جاؤ، صبح سحری کے لیے اُٹھنا بھی ہے۔" بابا نے کہا۔
"شب بخیر بابا!" خباب کہہ کر اپنے کمرے میں چلا گیا۔

بقیہ

کاشف ترجمہ پڑھ کر سنا رہا تھا۔ ابا جان بچوں کو بتا رہے تھے: "اللہ تعالیٰ نے اپنی ہر مخلوق کو حسبِ ضرورت علم عطا کیا، جیسے مچھلی کو تیرنے کا علم، پرندوں کو اڑنے کا علم، فرشتوں اور جنّات کو بھی علم عطا ہوا، لیکن انسان کو بہت زیادہ علم عطا کر کے تمام مخلوقات پر فضیلت عطا کی گئی۔ اللہ تعالیٰ کا عطا کردہ علم (جسے علم الاسماء کہا جاتا ہے) کی بدولت ہی انسان کو اللہ کا نائب اور مسجودِ ملائک ہونے کا شرف ملا۔"
امی اور بابا جانی بچوں کو سورۂ علق کی تفسیر سکھلا رہے تھے۔ ننّھے اذہان علم کی قدر و قیمت سمجھنے لگے تھے۔ "ہمیں حکم ربّانی ہے کہ سیکھیں، وہ علم جو منتشر گروہوں کو ملتِ واحدہ میں بدلتا ہے، جو اضطراب کے گھٹاٹوپ اندھیروں میں سکون کی کرنیں بکھیرتا ہے، وہ علم جو تفکرِ کائنات کی دعوت دے کر ستاروں پر کمند ڈالتا ہے، نافع تخلیقات اور ایجادات کی راہیں کھولتا ہے، وہ علم جو خالق کی رضا اور مخلوق کے لیے امن و سلامتی بنتا ہے۔
"اے ہمارے رب! ہم اس قابل نہیں کہ قرآنِ پاک پڑھنے اور پڑھانے کا حق ادا کر سکیں، لیکن تیری رحمت پر نظر رکھتے ہوئے ہم اس فریضۂ عظیم کو ادا کرنے کا ارادہ کر چکے۔ ہم نے تجھ پر توکل کیا اور تو ارادوں کو پورا کرنے والا، راہِ ہدایت دکھانے والا، اُس پر چلانے والا اور منزل تک پہچانے والا ہے اور ہم نے تجھ پر بھروسہ اور تجھ پر توکل کیا تو ہماری نیتوں کو خالص اور ہمارے اعمال کو قبولیت بخش دے۔ اس رمضان میں ہمارے ہر گھر کو اصحابِ صفّہ کا چبوترہ بنا دے۔ آمین! بے شک ہم تیرے ہیں، تیری جانب ہی ہمیں پلٹنا ہے، ہمیں شہدا اور ان کے لواحقین کو اجر و ثواب عطا فرما۔"
اے رب! ہمارے ہمیں امتِ مسلمہ کے ہر اس معصوم بچے کا بہترین نعم البدل عطا فرما جو آج کفار کے ہاتھوں دنیا بھر میں شہید کیے جا چکے ہیں۔ آمین ثم آمین!!

ASLEE
AROMA OF
RAMADAN
Perfect®
MATIC
Fresh Aire™
معطر الجو المقنن
Metered Air Freshener
ODOR NEUTRALISER
NEW & IMPROVED
DESIGN
تصميم مطور وجديد
Contain
Approximately
2500
Spray
DEVICE, REFILL &
BATTERY INCLUDED
Perfect®
MATIC
اصلي
ASLEE
Fresh Aire™
معطر الجو المقنن
Metered Air Freshener
ODOR NEUTRALISER
رہو خوشبوؤں میں
ProudlyMadeInPakistan
Perfect®
MATIC

بخشش اور معرفت کا مہینہ

حکیم شمیم احمد

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ (البقرۃ: 183)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو، تم پر روزے فرض کر دیے گئے ،جس طرح تم سے پہلے انبیا علیہم السلام کے پیروں پر فرض کیے گئے تھے۔ اس سے توقع ہے کہ تم میں تقویٰ کی صفت پیدا ہو گی۔

اَيَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ فَمَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيْضًا اَوْ عَلٰى سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ وَ عَلَى الَّذِيْنَ يُطِيْقُوْنَهٗ فِدْيَةٌ طَعَامُ مِسْكِيْنٍ فَمَنْ تَطَوَّعَ خَيْرًا فَهُوَ خَيْرٌ لَّهٗ وَ اَنْ تَصُوْمُوْا خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ 184

''چند مقرّر دِنوں کے روزے ہیں، اگر تم میں سے کوئی بیمار ہو یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں میں اتنی ہی تعداد پوری کر لے اور جو لوگ روزہ رکھنے کی قدرت رکھتے ہوں (پھر نہ رکھیں) تو وہ فدیہ دیں۔ ایک روزے کا فدیہ ایک مسکین کو کھانا کھلانا ہے اور جو اپنی خوشی سے زیادہ بھلائی کرے تو یہ اسی کے لیے بہتر ہے، لیکن اگر تم سمجھو تو تمہارے حق میں اچھا یہی ہے کہ تم روزہ رکھو۔'' الحمد للہ! اس سال ماہِ رمضان میں موسمِ بہار کے بھی اثرات ابھی باقی ہیں، گویا ایمان والوں کو دو بہاریں نصیب ہو گئیں ایک اس ماہِ مبارک کی رحمتوں اور برکتوں کی بہار اور دوسری موسم کی بہار! نبی کریم ﷺ ماہِ رجب سے ہی اس ماہِ مبارک کی فضیلت بتاتے ہوئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کمربستہ رہنے کی ترغیب دیتے تھے اور یہ دعا تعلیم فرماتے تھے:

اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لَنَا فِيْ رَجَب، وَشَعْبَانَ، وَبَلِّغْنَا رَمَضَانَ

''اے اللہ! ہمارے لیے ماہِ رجب اور شعبان میں برکت عطا فرمایئے اور ہمیں رمضان تک پہنچایئے۔'' اس سے اس ماہِ رمضان کی فضیلت بہ خوبی واضح ہو جاتی ہے۔ دوسری فضیلت اس ماہِ مبارک میں قرآن کا نزول ہے، یہ عام مشاہدہ ہے کہ معصوم بچے دو طریقوں سے سیکھتے ہیں، خوف سے یا شوق سے، جو ماں باپ دور اندیش اور سمجھ دار ہوتے ہیں، وہ اپنے بچوں کی ہر خواہش و فرمائش کو پورا نہیں کرتے۔ وہ جانتے ہیں جب یہی بچے اپنے ہاتھ پیروں پر کھڑے ہوں گے، دولت کی فراوانی ہو گی تو کہیں خواہشات کی تکمیل میں بے دریغ دولت نہ خرچ کر بیٹھے اور پھر بعد میں پچھتانا پڑے۔ معصوم بچے سنِ شعور کو پہنچے پر ماں باپ کے مزاج سے خوب واقف ہو جاتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ میرے ماں باپ میرے کون سے اور کس رویّے سے خوش ہوتے ہیں اور کون سے غلط کاموں سے ناراض ہوتے ہیں! افسوس! ہم ایک اچھی عمر گزارنے کے بعد بھی اپنے پروردگار، خالق، منعمِ حقیقی کے مزاج سے واقف نہیں کہ وہ ہمارے کسی عمل سے ناراض ہوتا ہے اور کون سے عمل سے خوش ہوتا ہے، جبکہ کلام الٰہی میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ اللہ ہماری کن حرکتوں سے ناراض ہوتا ہے اور کن سے راضی ہوتا ہے۔ اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ حکیمِ مطلق ہیں، بندوں کے مزاج سے بہ خوبی واقف ہیں۔

چناں چہ اللہ تعالیٰ نے اس ماہِ مبارک میں ایمان والوں کی تربیت کرنے کے لیے یہی انداز اختیار کیا ہے۔ اللہ سے ڈرو اور تقویٰ اختیار کرو، اس کی اطاعت و فرماں برداری کرو۔

روزے کا بنیادی مقصد اپنی خواہشات کو قابو میں رکھنا ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ نے روزے داروں کے ازدواجی تعلّقات پر بھی پابندی لگائی ہے، جب انسان اتنی بڑی خواہش سے اپنے آپ کو روکے رکھے گا تو پھر دوسری خواہشات سے بچنا آسان ہو جائے گا۔ قرآنِ حکیم میں بے جا خواہشات کے پیچھے پڑھنے کی کئی جگہ مذمت کی گئی ہے۔

سورۃ النازعات میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے فرمایا:

فَاَمَّا مَنْ طَغٰى وَ اٰثَرَ الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا فَاِنَّ الْجَحِيْمَ هِيَ الْمَاْوٰى وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِيَ الْمَاْوٰى (النازعات: 37-41)

''تو جس (شخص) نے سرکشی کی (ہو گی) اور دنیوی زندگی کو ترجیح دی (ہو گی) (اس کا) ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ ہاں! جو شخص اپنے رب کے سامنے کھڑے ہونے سے ڈرتا رہا ہو گا اور اپنے نفس کو خواہش سے روکا ہو گا تو اس کا ٹھکانا جنت ہی ہے۔''

اللہ تعالیٰ ایمان والوں کو مجاہد اور دین کا سپاہی دیکھنا چاہتے ہیں۔ جلیل القدر صحابی حضرت حنظلہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سیرت کو دیکھیے، جب جہاد کا اعلان ہوا تو آپ اپنی ایک رات کی دلہن کو چھوڑ کر جہاد میں شریک ہو کر شہید ہو گئے، ان کو ملائکہ نے غسل دیا اور غسالِ ملائکہ کہلائے۔ کیا ایمان تھا، کیا شہادت کا زوق اور ایمانی جذبہ تھا! روزے دار کو جب شدّتِ پیاس کی وجہ سے حلق میں کانٹے محسوس ہوتے ہیں تو اس کو پانی کی قدر معلوم ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رگوں کو سیراب کرنے کے لیے پانی جیسی نعمت عطا فرمائی ہے، اسی طرح جب بھوک ستاتی ہے تو اس کو احساس ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بنجر زمین کو آسمان سے بارش برسا کر کس طرح زندہ کرتا ہے اور ہمارے لیے انواع و قسم کے اناج اور رسیلے اور لزیز پھل پیدا کرتا ہے، یوں روزے دار کو اللہ کی معرفت اور قربِ الٰہی حاصل ہوتا ہے۔

یہ ماہِ مبارک خیر خواہی، غم خواری اور صبر کا مہینہ ہے اور اللہ کی راہ میں فراخدلی کہ ساتھ خرچ کرنے کا مہینہ ہے۔ زکوۃ، صدقہ خیرات کی صورت میں اقربا، مساکین اور مستحقین پر خرچ کیا جائے۔ حدیث میں آیا ہے:

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ الصَّدَقَةَ لَتُطْفِيُ غَضَبَ الرَّبِّ، وَتَدْفَعُ عَنْ مِيْتَةِ السُّوْءِ

''بے شک صدقہ اللہ تعالیٰ کے غصے کو ٹھنڈا کرتا ہے اور بری موت سے بچاتا ہے۔''

سیرت نگاروں نے لکھا ہے کہ نبی کریم ﷺ سب سے زیادہ سخی اور فیاض تھے۔ آپ ﷺ کی سخاوت ماہِ رمضان میں آندھیوں سے بھی زیادہ تیز ہو جاتی تھی۔ ایک مرتبہ ایک بچی نے آپ ﷺ کی خدمت میں ککڑیاں پیش کیں، اس وقت کہیں سے زیورات آئے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے اس میں سے مٹھی بھر کر زیورات اس بچی کو دے دیے۔

آپ ﷺ کے پاس کوئی سائل اور ضرورت مند آ جاتا تو آپ اسے خالی ہاتھ نہیں جانے دیتے، اگر آپ کے پاس کچھ دینے کو نہیں ہوتا تو قرض لے کر ان کی مدد فرماتے۔

اللہ ربّ العزّت نے سورۃ الطلاق میں آیت نمبر 2,4 میں تقویٰ کی علامت کا یوں ذکر فرمایا ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا وَّ يَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ

''جو کوئی اللہ سے ڈرتے ہوئے کام کرے گا، اللہ اس کے لیے مشکلات سے نکلنے کا کوئی راستہ پیدا کر دے گا اور اُسے ایسی جگہ سے رزق دے گا، جہاں سے اسے گمان بھی نہ ہو گا۔''

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ اَمْرِهٖ يُسْرًا

''جو شخص اللہ سے ڈرے، اس کے معاملے میں وہ سہولت پیدا کر دیتا ہے۔''

آپ اپنا خود محاسبہ کر لیجیے کہ اگر آپ اس مبارک ماہ میں ان آیات کا مصداق بن گئے تو سمجھ لیجیے کہ آپ کے اندر تقویٰ آگیا۔ یہ آیات اپنے آپ کو پرکھنے کے لیے کسوٹی ہیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ گنتی کے ان چند دنوں کی عبادت کا اتنا اجر و ثواب عطا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''روزہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کا اجر دوں گا۔'' اللہ تعالیٰ کو روزے دار کی منہ کی بو مشک سے بھی زیادہ پسند ہے۔ دوسرے روزے داروں کو جنت میں داخل ہونے کے لیے اللہ جلّ شانہ نے خاص دروازہ مختص کیا ہے، جس کا نام باب الریّان ہے، چناں چہ اگر ہم تقویٰ اور پرہیزگاری کا روزہ آخری سانس تک کے لیے نیت کر لیں تو اللہ تعالیٰ آخرت میں ہمیں اتنا کچھ دیں گے جس کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

ہمیں چاہیے کہ اس ماہِ مبارک میں اپنے ان عزیز و اقارب، دوست احباب کو بھی یاد کر لیں جو گزشتہ رمضان میں ہمارے ساتھ سحر اور افطار کیا کرتے تھے اور نمازوں میں برابر شریک ہوا کرتے تھے۔ اب وہ ہم سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اس خیال کا بھی استحضار رہنا چاہیے کہ کہیں یہ ماہِ مبارک ہماری زندگی کا آخری رمضان نہ ہو، یہ سوچ فکر ہماری عبادت میں خشوع و خضوع اور روحانیت پیدا کرے گی۔

بقیہ صفحہ نمبر ۲۴ پر

دیر آید درست

بیگم سیدہ ناجیہ شعیب احمد

رمضان المبارک کے مبارک و مسعود لمحات تیزی سے گزر رہے تھے۔ دیکھتے ہی دیکھتے آخری عشرۂ مغفرت آن پہنچا تھا۔ ندا نے رو رو کے اپنی حالت خراب کر لی تھی۔ بہن بھائی سب ہی اسے بہلانے میں لگے ہوئے تھے۔ خوشی کا موقع تھا، جمعۃ الوداع کو بعد از نمازِ جمعہ اس کا نکاح طے پایا تھا۔ پورے گھر میں گہما گہمی کا عالم تھا، گھر کے تمام چھوٹے بڑے افراد خوشی خوشی اپنی ذمہ داریاں نبھانے میں مشغول و مصروف تھے، مگر یہ ندا کو کیا ہوا؟ اس کا رونا ہی ختم نہیں ہو رہا تھا۔ اسے شاید گھر سے رخصت ہونے کا شدید غم لاحق ہو گیا تھا، مگر بھئی! آج کل کون اتنا روتا ہے؟ بات اظہر من الشّمس کی طرح روشن ہے کہ رمضان میں روزے رکھ کر عبادات و ریاضت کا سرور ہی الگ آتا ہے، دل بات بات پر بھر آتا ہے، آنکھیں دعائیں مانگتے ہوئے بے تحاشا نیر بہانے لگتی ہیں۔

لاریب فیہ! اس ماہِ مبارک میں خالقِ اکبر ابرِ رحمت برسا کر دل اور دماغ کے ہی نہیں، روح کے بھی میل کچیل دھو کر صاف کر دیتا ہے۔

◆◆◆

ندا کے رگ وپے میں رہ رہ کر درد کی لہریں اُٹھ رہی تھیں۔ اس نے بلا چوں وچرا اس ایک مشرقی لڑکی کی طرح اپنے والدین کی پسند پر اپنا سر تسلیم خم کر دیا تھا۔ کلیم اللہ صاحب نے محدود وسائل اور قلیل آمدنی کے باوجود جیسے تیسے جہیز کا سامان اکٹھا کر کے اپنی سفید پوشی کا بھرم رکھ ہی لیا تھا۔ امی، ابو اور بہن بھائی ہنستے مسکراتے ہوئے شادی کے انتظامات میں لگے ہوئے تھے، چھوٹے بہن بھائیوں کے کھلتے ہوئے چہرے اسے خوش کرنے میں ناکام ثابت ہوئے تھے، پتا نہیں کون سا دکھ اسے سسک سسک کر رونے پر مجبور کر رہا تھا۔ گھر میں سب یہی سمجھ رہے تھے کہ گھر والوں کی جدائی کا خیال اسے بے حال کیے ہوئے ہے۔ ارے! ابھی دو دن پہلے تک وہ بہت خوش تھی، سب کے ساتھ ہنس بول بھی رہی تھی، مگر کل شام جب سے سفینہ خالہ کی آمد ہوئی تب سے اس کی حالت غیر تھی۔

ندا کی آنکھوں میں کل شام کا ایک ہی منظر بار بار گھوم رہا تھا، جب سفینہ خالہ نے امی سے ندا کے جہیز کی تیاریوں کے متعلق پوچھا، تب اماں نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا تھا: ”الحمد للہ!“ مگر خالہ سفینہ کو تسلی نہ ہوئی اور انھوں نے جہیز میں رکھے جانے والے کپڑوں کے بارے میں استفسار کیا تو امی نے آہستہ سے کہا: ”بہن! کل ملا جلا کر یہی کوئی سات جوڑے رکھے گئے ہیں۔ ندا کے ابو اس سے زائد کے متحمل نہیں۔“

”اوہ!“ خالہ سفینہ یہ سن کر کافی افسوس کا اظہار کرتے ہوئے کچھ دیر اِدھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد دو گھنٹے بعد ڈھیروں تھیلوں سے لدی پھندی ہوئی آئیں اور بڑے جوش و خروش سے کہنے لگیں: ”آپا! یہ سارے جوڑے میری طرف سے ندا کے جہیز کے جوڑوں میں شامل کر دیں، تعداد بڑھ جائے گی اور سسرال والوں میں دھاک بیٹھ جائے گی اس کی، ایسے لش پش جوڑے ہیں۔ یہ دیکھیں! یہ میکسی ہے، ثناء نے بس ایک مرتبہ پہنی تھی انس کی منگنی میں اور میری یہ ساڑھی بالکل نئی جیسی ہے، اس کا تو بلاؤز بھی اسی میں ہے، اصل میں، میں نے الگ سے میچنگ کا بنوا کر پہن لیا تھا، یہ غرارہ دیکھیں پچھلے ماہ سعدیہ نے اپنی گہری سہیلی کی شادی میں سب کی دیکھا دیکھی سلوایا تھا، اب بھلا بتاؤ کنواری لڑکی اتنا جھلملاتا غرارہ دوبارہ کہاں پہن پائے گی؟“ سفینہ خالہ نے قالین پر اُترن کپڑوں کا ڈھیر لگا دیا، جسے دیکھتے ہی بینا کی تو باچھیں کھل گئیں، وہ تصور میں خود کو ایک ایک لباس زیب تن کیے دیکھنے لگی۔ بینا تھی تو ندا کی سگی بہن، مگر اس کی سوچ ندا کی طبیعت سے ذرا بھی میل نہیں کھاتی تھی۔ ندا جب بھی سفینہ خالہ کے دیے ہوئے اُترن کپڑوں کو لینے اور پہننے سے انکار کرتی تھی، بینا لمبا چوڑا پُر مغز لیکچر جھاڑ دیتی: ”آپو! ابو کی محدود آمدنی ہے اور منہ پھاڑے سیکڑوں اخراجات، پانچ، پانچ ہزار کے اُترن سوٹ پہنتے وقت کے احساسات و جذبات کا اندازہ وہی لوگ لگا سکتے ہیں، جن کے پاس تن ڈھانپنے کے لیے بہ مشکل چند ایک ہی مکمل لباس ہوتے ہیں۔“

ندا کچھ کہنا چاہتی، مگر بینا اسے ڈپٹ کر خاموش رہنے پر مجبور کر دیتی اور پھر لیکچر دینے شروع کر دیتی: ”بھولی آپو! جہاں قناعت پسندی اور کفایت شعاری کے ساتھ بہ مشکل گزارا ہوتا ہے، وہاں مہنگے مہنگے برانڈڈ سوٹ خریدنا اِصراف میں شمار کیا جاتا ہے، ایسے میں اگر کوئی آپ کو مہنگے برانڈڈ سوٹ پہننے کو دے تو اسے منع کرنا کفرانِ نعمت ہے۔ ارے کیا ہوا جو اُترن ہے؟ انھوں نے کون سا رگڑ گھس پہنا، بس دو چار مرتبہ ہی تو پہنا ہوگا، بالکل نئے نکور سوٹ ہیں، آخر انھیں اللہ تعالیٰ نے اتنا زیادہ نوازا ہوا ہے۔“

تب ندا سلگ کر کہتی: ”خالہ خالو اتنے بڑے سخی، دیالو ہیں کہ اپنی بیٹیوں کو میلاد، مایوں، مہندی، نکاح، برات، ولیمہ، چوتھی، دسہرا ہر تقریب میں نیا جوڑا پہناتے ہیں اور ہمارے لیے لے دے کے ان کی شہزادیوں کے ریجیکٹڈ سوٹ ہی رہ جاتے ہیں؟“

بینا بھنا کر کہتی: ”اف ندا آپی! تم جیسے ناشکرے لوگ کبھی بھی ترقی نہیں کر سکتے، خیر ہمت ہے تو یہ سب ابو امی کے سامنے کہہ کر دکھاؤ۔“

اور ندا ہمیشہ کی طرح اپنے ابو کے جلالی مزاج کے خلاف بات کرنے کا سوچ کر لرز کر رہ جاتی، پر اب اس کی شادی کا معاملہ تھا۔ بات عزّتِ نفس، نام و نمود پر آبنی تھی، لوگوں کا کیا ہے؟ لوگ تو بھری محفل میں بے عزّت کرنے میں ایک لمحے کی دیر نہیں لگاتے۔ ندا کو وہ تکلیف دہ لمحہ آج بھی یاد ہے جب انعم کی شادی پر ندا نے ثناء کا اُترن جوڑا پہن رکھا تھا۔ سفینہ خالہ نے سب رشتے داروں کے سامنے کہا تھا: ”ہائے ندا! تم پر کتنا جچ رہا ہے یہ جوڑا! بالکل فٹ آیا ہے، ثناء پر تو تھیلا لگ رہا تھا۔“

افف اس وقت اس کی عزّتِ نفس پر زبردست کوڑا پڑا تھا۔ اس احساس کمتری، بے عزّتی کے بعد اس کے دل و دماغ میں ایک جنگ سی چِھڑ چکی تھی، شاید یہ کسی کے لیے بہت ہی عام سی بات ہو گی، مگر ندا کے لیے انتہائی دکھ کا مقام تھا۔

اماں جان مصلحت آمیز خاموشی اختیار کیے ہوئے سفینہ خالہ کی پُرجوش جوشیلی گفتگو (جو غالباً نیک نیتی پر مبنی تھی) سماعت فرما رہی تھیں، جبکہ ندا، خالہ کی ہر بات پر انھیں مسکرا مسکرا دیکھتے ہوئے مسلسل زیرِ لب کچھ بڑبڑا رہی تھی، یہ بڑبڑاہٹ ابو تو ابو اگر نرم مزاج امی بھی سن لیتیں تو ضرور ایک قیامت بپا ہو جاتی۔

◆◆◆

ثناء اور سعدیہ خالہ سفینہ کی بیٹیاں ہیں، جو ندا اور بینا کی ہم عمر ہونے کے ساتھ ساتھ ہم لباس بھی ہیں کہ بچپن سے لے کر اب تک ندا، ثناء کی اور بینا، سعدیہ کی اُترن پہنتی آئی

ہے، یوں تو کلیم اللہ صاحب اپنی مالی حیثیت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے اپنے اہل و عیال کو ہر طرح کی ممکن سہولیات و آسائش فراہم کرنے میں کوشاں رہتے تھے، مگر مہنگائی ہی اتنی ہے کہ غریب کے لیے دو روٹیاں کمانا بھی جوئے شیر لانے کے مترادف ہو گیا ہے۔ نہ چاہ کر بھی کھانے پینے اوڑھنے پہننے میں کوئی نہ کوئی کمی کوتاہی رہ ہی جاتی ہے۔

کھانے پینے میں تو قناعت اور توکل پر گزارا کر لیتے تھے، مگر ایک بات کا ندا کو قلق رہتا تھا، اسی دکھ میں اضافے کا سبب اس کی شادی میں دیے جانے والے ڈھیر سارے اُترن جوڑے، سینڈل اور دیگر استعمال شدہ اشیا تھیں، جنہیں دیکھ دیکھ کر اس کے دل و دماغ میں لاوا سا پکنے لگا، اس کی حسرت دل میں مچلتی رہ گئی کہ کاش۔۔۔! وہ بھی کبھی سعدیہ اور ثناء کی طرح نئے نویلے برانڈڈ کپڑے نہ سہی، مگر اپنے خریدے ہوئے کپڑے پہنے اور پھر اس کی اُترن اس کی نک چڑی خالہ زاد بہنیں اسی کی طرح ماتھے پہ بنا کوئی شکن لائے زیب تن کریں اور خالہ صاحبہ کو امی، ابو کی طرح کوئی اعتراض نہ ہو، آخر کو یہ چاروں بہنیں جو ہیں، وائے قسمت! اب یہاں کون انصاف کرے؟

ندا کو وہ دن ہر گز بھلائے نہیں بھولتا تھا، جب ثناء اور سعدیہ ان کے گھر گرمیوں چھٹیاں گزارنے آئیں ہوئی تھیں، وہیں رہتے ہوئے اتفاق سے کسی دعوت میں جانے کا پروگرام بن گیا، وہ اپنے ساتھ دعوت میں زیب تن کرنے کے حساب سے لباس نہیں لائیں تھیں، ندا نے امی کے کہنے پر اپنے بہترین جوڑے نکال کر ثناء اور سعدیہ کو پیش کیے، جنہیں ان دونوں بہنوں نے بڑی نخوت سے ٹھکراتے ہوئے کہا: "ہم نے کبھی اُترن سوٹ نہیں پہنے، یہ آپ ہی لوگوں کو مبارک ہوں۔" بس اس دن سے ندا کا دل خون کے آنسو روتا ہے، اس کے والدین ہمیشہ سے اسی خوش فہمی میں مبتلا ہو کر اُترن وصول کر لیتے تھے کہ خالہ صاحبہ اور دیگر صاحب حیثیت رشتہ دار نہایت خوش اسلوبی و خوش دلی سے ان کا ہاتھ بٹا رہے ہیں، ان کی سفید پوشی کا بھرم رکھا جا رہا ہے، ان کے بچوں کو دوسرے خوش حال بچوں کی طرح، بہترین اعلیٰ لباس اور دیگر اشیائے صَرف میسر ہو رہے ہیں، جن کا عام طبقہ بس تصور ہی کر سکتا ہے، مگر جب دلوں میں منافقت ہو، کسی کی غربت پر اپنی امارت کی دھاک بٹھانا ہو، کسی کو اپنی چیز دیتے وقت کم ظرفی کا مظاہرہ کرتے ہوئے دل میں یہ سوچا جائے کہ اس نے میرا دیا ہوا پہنا ہوا ہے، نعوذ باللہ! اسے میں نے پہنایا ہے، توبہ استغفر اللہ! ارے! اگر اتنا ہی ہے تو نیا نکور جوڑا دیں نا پہننے کو اُترن تو پہناتے ہی آئی ہیں۔ اس سوچ اور شکوے کو ندا نے مثبت انداز اور مناسب الفاظوں کے پیرائے میں ڈھال کر آخر اپنے والدین کے حضور پیش کرنے کی ہمت کر ہی لی۔

جمعۃ الوداع کا مبارک دن آ پہنچا تھا۔ کلیم اللہ صاحب نمازِ جمعہ ادا کرنے کے بعد گھر واپس لوٹ آئے تھے۔ نکاح ہو چکا تھا۔ افطار کے وقت دستر خوان پر سب گھر والے اکٹھے بیٹھے ہوئے روزہ کھلنے کا انتظار کر رہے تھے، تب ندا نے موقع غنیمت جان کر دھیمی آواز میں کہنا شروع کر دیا۔

"امی، ابو! آپ لوگ ہمیں جیسا چاہیں اوڑھائیں، پہنائیں ہمیں اس پر رتّی برابر اعتراض نہیں مگر۔۔۔"

وہ دَم بھر کو رُکی اور پھر بڑی عاجزی سے گویا ہوئی: "امی جی! اب ہمیں کوئی اُترن قبول نہیں، ایسی اُترن جس میں دینے والے کی نیت میں کھوٹ شامل ہو، جس کی نگاہ اللہ تعالیٰ پر نہیں بلکہ اپنی ذات پر ہو، گویا اس نے مخلوق خدا کو اپنے بدن کا اُترا ہوا لباس دان کر کے احسانِ عظیم کر دیا ہے۔"

امی بس پہلو بدل کر رہ گئیں۔ ندا ان کی کیفیت سے بہ خوبی واقف تھی۔ بڑے رسان سے امی کے کندھے پر سر رکھتے ہوئے بولی: "میری پیاری امی جان! ہم باز آئے ایسے پہناوؤں سے جن کو پہن کر ہم خود اپنی شناخت کھو دیں، ہم سَستا پہنیں گے پر اپنا پہنیں گے، اُترن کیا صرف سفید پوش غریبوں کا مقدر ہے؟ نہیں! ہم اس سوچ کو بدلیں گے۔"

محبت اور ادب سے کی گئی مؤدبانہ درخواست کے مثبت اثرات نظر آنا شروع ہو گئے تھے۔ یہ وقت ہی ایسا تھا کہ سبھی کے دل گداز ہو رہے تھے، کمرے میں افطاری کے برتن ترتیب سے رکھتی بینا کے دماغ میں ندا کی باتیں اپنی جگہ بنانے میں کامیاب ہو ہی گئی تھیں۔

وہ بے ساختہ بول اٹھی: "ہمیں کسی کو کچھ بھی دینے کے لیے سب سے عمدہ اور معیاری چیزوں کا انتخاب کرنا چاہیے۔"

ندا نے بینا کو محبت پاش نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا: "ہاں! کیوں نہیں پیاری بہنا! فرمانِ رسول اللہ ﷺ بھی یہی ہے کہ ایک مومن دوسرے مومن کے لیے وہی پسند کرتا ہے، جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔" ندا نے حدیث بیان کر کے بات ختم کر کے بڑے ادب سے اپنا سر جھکاتے ہوئے دونوں ہاتھوں کے پیالے میں اپنا چہرہ چھپا لیا تھا۔ وہ دھیمی آواز میں روتے ہوئے اللہ جی سے سب کے لیے دعائیں مانگ رہی تھی۔ قبولیت کی گھڑی تھی، دلوں اور نگاہوں کو پھیر دینے والے رب العالمین نے کن فرما دیا تھا۔

اور جس محمدی نے اپنے پیارے نبی ﷺ جی کا فرمان سُن لیا، اگر وہ ایک سچا امتی ہے تو نفی کی جرأت نہیں کرتا۔ ندا کے ابو کلیم اللہ صاحب یقیناً ایک سچے امتی تھے، جن کے دل و دماغ میں ندا کی رقّت آمیز گفت گو کا کافی اچھا اثر پڑا تھا اور وہ بے ساختہ بول اٹھے: "میری بیٹی! میں صدقے، میں قربان! نبی جی کا فرمان سر آنکھوں پر!" کلیم اللہ صاحب کی بات ختم ہوئی ہی تھی کہ مسجد میں اذان مغرب کی صدا بلند ہوئی "اللہ اکبر اللہ اکبر" کمرے کے باہر کھڑی خالہ سفینہ جو نکاح کی مبارک باد دینے کے لیے اپنے بہن کے داماد کے لیے استعمال شدہ گھڑی لائی تھیں، اپنا محاسبہ کرتے ہوئے سخت نادم و شرمسار وہیں کھڑی رہ گئی تھیں، وہ دل ہی دل میں پکا عہد کر رہی تھیں کہ حدیثِ پاک پر عمل کرتے ہوئے اس سنتِ رسول ﷺ پر ضرور عمل کریں گی، جسے سب بھول چکے ہیں۔

بقیہ

بخشش اور معرفت کا مہینہ

ہر رمضان میں ہمارے پاس یہ موقع بھی ہوتا کہ ہم اپنے پچھلے رمضانوں کی نسبت اپنا جائزہ لیں کہ یہ رمضان کتنا تقویٰ اور پرہیزگاری کے ساتھ گزارا۔

ماہِ رمضان کے آخری عشرے کی بھی بڑی اہمیت ہے بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ یہ عشرہ تو عبادت کی روح ہے، یوں تو پورا عشرہ پہلے دونوں عشروں سے زیادہ اہمیت کا حامل ہے، لیکن اس عشرے میں اعتکاف اور طاق راتوں میں شب بے داری کا اہتمام کرنا چاہیے۔ نبی کریم ﷺ نے آخری عشرے میں اعتکاف کا ہمیشہ اہتمام فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کو شب بے داری کی تاکید فرماتے تھے۔ آخری عشرے کی طاق راتوں کی گھڑیاں بہت قیمتی ہیں۔ خوب اللہ کو یاد کریں گڑگڑا کر دعائیں مانگیں، دنیا نہ مانگیں بلکہ اللہ مانگیں اور اپنے گناہوں اور نافرمانیوں پر پشیمان ہو کر اللہ سے بخشش طلب کریں۔ اللہ راضی ہو گئے تو تمام الجھی ہوئی گتھیاں سلجھ جائیں گی۔ وطنِ عزیز کو اچھی قیادت نصیب ہو گی، مہنگائی کا عفریت بھی ختم ہو جائے گا، ملک ان شاء اللہ امن اور سلامتی کا گہوارہ بن جائے گا۔ اس جامع دعا کا بھی اس ماہ میں کثرت سے اہتمام کریں۔

اللَّهُمَّ إِنِّي أَعُوذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَأَعُوذُ بِمُعَافَاتِكَ مِنْ عُقُوبَتِكَ وَأَعُوذُ بِكَ مِنْكَ لَا أُحْصِي ثَنَاءً عَلَيْكَ أَنْتَ كَمَا أَثْنَيْتَ عَلَى نَفْسِكَ

"میں اللہ سے اس کی خوش نودی اور جنت مانگتا ہوں اور اللہ کی ناراضی اور جہنم سے پناہ مانگتا ہوں۔" اس کا اصل مقصد اللہ سبحانہٗ و تعالیٰ نے سورۃ المزمل آیت نمبر 8 میں یوں فرمایا:

وَاذْكُرِ اسْمَ رَبِّكَ وَتَبَتَّلْ إِلَيْهِ تَبْتِيلًا

"اپنے پروردگار کے نام کا ذکر کرو اور ہر طرف سے بے تعلق ہو کر اسی کے ہو رہو۔" اس عشرے کو قیمتی بنائیں، ایک ایک لمحے کی قدر کریں، دنیاوی معاملات کو چند دنوں کے لیے موقوف کر دیں۔ موبائل کا استعمال کم سے کم کریں، فضول باتوں سے پرہیز کریں، مانا کہ نفس ساتھ لگا ہوا ہے، اس کو قابو میں رکھیں نفس اور شیطان کے چُنگل اور مکر و فریب سے جو بچ گیا وہی کامیاب ہے۔

NEW Zaiby Jewellers CLIFTON
A trusted name in jewellery since 1974
Exclusive collection
OF MODERN & TRADITIONAL JEWELRY
NEWZAIBYJEWELLERS
S-11, YOUSUF GRAND SQUARE, BLOCK 8, CLIFTON, KARACHI
021 35835455
021 35835488

مسائل پوچھیں اور سیکھیں

مفتی محمد توحید

ماہِ رمضان المبارک کے احکام

سوال: روزے کی فرضیت، حکم، اس کی حکمتوں اور فوائد سے آگاہ فرمائیں؟

جواب: واضح رہے کہ رمضان المبارک کے روزے رکھنا ہر مسلمان مرد و عورت، عاقل و بالغ پر فرض ہے اور یہ دین کا ایک بڑا رکن ہے، ان کی فرضیت کا انکار کرنے والا کافر اور بلا عذر چھوڑنے والا سخت گناہ گار اور فاسق ہے۔

روزے کا حکم: روزے دار اپنے ذمے سے فرض یا واجب کو ادا کرتا ہے اور آخرت میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ثواب حاصل کرتا ہے۔

روزہ رکھنے میں بہت سی حکمتیں ہیں، مثلاً:

1. جسم کی تندرستی
2. نفس کا مغلوب ہونا
3. شیطان کی ناراضی
4. دل کی صفائی
5. گناہ معاف ہونا
6. آخرت میں ثواب واللہ تعالیٰ کی خوشنودی
7. فرشتوں کی صفت حاصل ہونا وغیرہ۔

روزے کی بہت سی خوبیاں اور فائدے ہیں، مثلاً:

1. اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کی قدر معلوم ہو کر ان کا شکریہ ادا کرے گا۔
2. روزے کی برکت سے ہر کام میں اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری کرے گا اور تقویٰ اختیار کرے گا۔
3. خواہشات نفسانی کی اصلاح ہو جائے گی۔
4. فقراء و مساکین پر رحم اور ان کی خدمت کرے گا۔
5. فرشتوں کی صفت سے متصف ہو گا جو کہ کھانے پینے اور ہر قسم کی لذتوں سے پاک ہیں اور ہر وقت عبادتِ الٰہی میں مشغول رہتے ہیں۔
6. صبر کی صفت اور برداشت کی عادت پیدا ہو گی۔
7. دل میں صفائی آجائے گی، جس سے شریعت کی پابندی اور اس کے احکام پر عمل آسان ہو جائے گا۔
8. روزہ رکھنا دنیا میں روزے دار کو گمراہی سے اور آخرت میں دوزخ کے عذاب سے بچائے گا۔
9. روزہ خالص اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے۔
10. روزے دار کے منہ کی بُو اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔
11. روزے دار کو دنیا و آخرت میں فرحت حاصل ہو گی، دنیا میں جب وہ روزہ افطار کرتا ہے اور آخرت میں جب روزے دار کو ثواب اور جنت میں اللہ تعالیٰ کا دیدار حاصل ہو گا۔
12. روزہ فرشتوں کے سامنے روزے دار کے ذکر کو بلند کرتا ہے۔
13. روزے دار کا جسم بیماریوں سے تندرست رہتا ہے، خاص کر بلغمی امراض اور رطوباتِ ردیہ کو جسم سے زائل کرتا ہے۔
14. یہ ایک ایسی پوشیدہ عبادت ہے کہ اس میں ریاکاری داخل نہیں ہوتی۔

روزے کے چند مسائل

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام مندرجہ ذیل مسائل کے بارے میں:

1. روزہ کس پر فرض ہے اور بچوں کے بارے میں کیا حکم ہے؟
2. رمضان کے ہر روزے کی نیت الگ الگ ہونی چاہیے یا سحری کھانا بھی نیت کے قائم مقام ہو جائے گا؟
3. روزے کی حالت میں دانت سے خون نکل کر حلق میں چلا گیا تو روزے کا کیا حکم ہے؟
4. پائریا کی وجہ سے مسوڑھوں سے پیپ آتی ہے اور وہ تھوک کے ساتھ اندر داخل ہو جاتی ہے۔ اس سے روزہ فاسد ہو جائے گا یا نہیں؟
5. روزے کی حالت میں اگر دانت نکلوایا تو روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟
6. آنکھ میں سرمہ یا دوا ڈالنے یا جسم میں تیل لگانے سے روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟
7. عود اور اگربتی وغیرہ کا دھواں اگر اندر چلا جائے تو روزے کا کیا حکم ہو گا؟
8. حقہ، نسوار اور سگریٹ پینے نے روزہ فاسد ہوتا ہے یا نہیں؟
9. اگر عورت کو روزے کی حالت میں حیض آجائے تو وہ بقیہ دن میں کھا پی سکتی ہے یا نہیں؟
10. اگر عورت رمضان کے دن حیض سے پاک ہو گئی تو وہ بقیہ دن کیا کرے؟
11. کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا تو روزہ فاسد ہو گا یا نہیں؟

روزہ نہ رکھنے کے اعذار کیا ہیں؟

1. رمضان شریف کے روزے ہر مسلمان، عاقل بالغ پر فرض ہیں، جیسا کہ قرآن شریف میں ہے۔ بچوں اور بچیوں کے بارے میں حکم یہ ہے کہ روزے کو نماز پر قیاس کرتے ہوئے بچوں کو بھی سات سال کی عمر مکمل ہونے کے بعد نماز کی طرح روزہ رکھنے کا حکم دیا جائے گا اور دس سال کے بعد باقاعدہ اہتمام سے روزے رکھوائے جائیں، تاکہ بالغ ہونے کے بعد روزہ رکھنے میں کسی قسم کی مشکل نہ ہو۔
2. رمضان شریف کے ہر روزے کی نیت الگ الگ کرنا ضروری ہے، اگر نیت نہیں کی گئی تو سحری کرنا نیت کے قائم مقام ہو جائے گا، نیز واضح رہے کہ ماہِ رمضان میں روزے کی نیت

نصف النہار شرعی سے پہلے پہلے کر سکتے ہیں، بشرطیکہ کچھ کھایا پیا نہ ہو۔

3 روزے کی حالت میں اگر دانتوں سے خون نکل کر تھوک کے ساتھ حلق میں چلا گیا تو یہ دیکھا جائے گا کہ خون زیادہ ہے یا تھوک، اگر خون زیادہ ہے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، قضا ضروری ہوگی۔ اور اگر تھوک زیادہ ہے اور خون کم ہے تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

4 پائریا ایک مستقل مرض ہے اور پائریا کی پیپ منہ ہی میں پیدا ہوتی ہے، اس سے احتراز ممکن نہیں، ساتھ ساتھ پیپ کی مقدار کم اور تھوک سے مغلوب ہوتی ہے، اس لیے پائریا کی پیپ مفسدِ صوم نہیں ہوگی۔

5 اگر روزے کی حالت میں دانت نکلوایا اور خون پیٹ میں چلا گیا تو روزہ فاسد اور قضا لازم ہوگی۔

6 آنکھ میں دوائی اور سرمہ ڈالنے اور جسم کے اوپر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، کیوں کہ آنکھ، جسم، دماغ اور معدے کے درمیان کوئی راستہ نہیں، جب کہ روزہ فاسد ہونے کے لیے کسی چیز کا جوفِ معدہ تک پہنچنا ضروری ہے، البتہ اگر منہ، کان، ناک، چھوٹے اور بڑے پیشاب کی جگہ، پیٹ اور کھوپڑی کے اندرونی زخم کی راہ سے کوئی چیز جوفِ معدہ اور دماغ تک پہنچ جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا، جسم پر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔

7 عود اور اگر بتی کا دھواں اگر روزے دار نے قصداً منہ میں داخل کیا اور وہ اندر چلا گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، قضا لازم ہوگی، اور اگر بلا قصد و ارادہ خود بخود داخل ہو گیا تو روزہ فاسد نہیں ہوگا۔

8 حقہ اور سگریٹ پینے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے، اگر نسوار حلق میں چلی جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔

9 اگر عورت کو روزے کی حالت میں حیض آ جائے تو وہ بقیہ دن کھا پی سکتی ہے، روزہ دار کی طرح رہنا ضروری نہیں۔

10 اگر عورت رمضان کے دن میں حیض و نفاس سے پاک ہو گئی تو بقیہ دن روزہ دار کی مانند رہے، اس کے لیے کھانے پینے کی اجازت نہیں ہے اور بعد میں اس روزے کی بھی قضا کرے۔

11 کلی کرتے وقت اگر پانی حلق میں چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ فاسد ہو جائے گا، قضا لازم ہوگی۔

12 پانچ اعذار ایسے ہیں جن کی وجہ سے روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے:

1۔۔۔ ایسا شدید مرض جس کی وجہ سے روزے کی سکت نہ ہو یا روزے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو، عذر ختم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

2، 3۔۔۔ حاملہ اور بچے کو دودھ پلانے والی عورت جن کو روزے سے اپنی جان یا بچے کو ایذا و تکلیف پہنچنے کا اندیشہ ہو، عذر ختم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

4۔۔۔ شرعی مسافر، مقیم ہونے کے بعد قضا لازم ہے۔

5۔۔۔ ایسا سن رسیدہ ضعیف (بوڑھا، بڑھیا) جو روزہ نہ رکھ سکتا ہو، معذور ہو، ہر روزے کے عوض ایک ایک فدیہ ادا کرے گا، اگر فدیہ ادا کر دینے کے بعد اللہ تعالیٰ روزہ رکھنے کی طاقت عطا فرمائے تو فوت شدہ روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

جان بوجھ کر کئی سال تک روزے نہ رکھنے کی صورت میں قضا کا طریقہ

سوال: میری خالہ جن کی عمر اس وقت ساٹھ سال کے لگ بھگ ہوگی۔ پہلے خرابیٔ صحت کی وجہ سے رمضان کے روزے نہیں رکھ سکتی تھیں، یہاں تک کہ انہیں روزوں کی پابندی سے بچنے کی عادت سی ہو گئی۔ اب تقریباً چالیس سال سے انہوں نے یہ فرض ادا نہیں کیا اور نہ ہی اس کا کوئی کفارہ ادا کیا، کیوں کہ توفیق نہیں تھی، پھر جب توفیق ہوئی اور اداروزے رکھنے شروع کر دیے تو گزشتہ قضا روزوں کا خیال نہیں آیا۔ اب انہیں اس بات کا احساس ہو رہا ہے اور کفارہ ادا کرنا چاہتی ہیں تو کس حساب سے ادا کریں؟

جواب: آپ کی خالہ صاحبہ کو چاہیے کہ وہ اول تو چھوڑے ہوئے روزوں کو ٹھیک حساب لگا کر اپنے وصیت نامے میں لکھ دیں کہ میرے اتنے روزے چھوٹے ہوئے ہیں۔ اگر میں ان کو ادا کیے بغیر مر جاؤں تو ان کا فدیہ ادا کر دیا جائے۔ اس بعد ان پر فرض ہے کہ وہ چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرنا شروع کریں اور جتنے روزوں کی قضا کر سکتی ہوں، کر لیں اور جتنے روزے رکھتی رہیں ان کا حساب بھی وصیت نامے میں درج کرتی رہیں اور جب عمر کی زیادتی اور ضعف و بیماری کی وجہ سے روزہ رکھنا ان کے لیے ممکن نہ رہے تو جتنے روزے اس وقت باقی ہوں ان کا فدیہ خود اپنی زندگی میں ادا کر دیں، اور فدیہ اس حساب سے ادا کریں کہ ہر ایک روزے کے بدلے ایک سیر ساڑھے بارہ چھٹانک گندم کسی فقیر کو دے دیں یا اس کی قیمت ادا کر دیں، پھر اگر قوت آ جائے تو دوبارہ قضا روزے رکھنا شروع کر دیں۔ واضح رہے کہ فدیہ ادا کرنا صرف اس وقت کافی ہو گا جب روزہ رکھنے کی طاقت بالکل نہ رہے، ورنہ خود روزہ رکھنا ضروری ہے۔

ہوائی جہاز میں افطار کس وقت کے لحاظ سے کیا جائے؟

سوال: طیارے میں روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے، جبکہ طیارہ 35ہزار فٹ کی بلندی پر محو پرواز ہو اور زمین کے اعتبار سے غروب آفتاب کا وقت ہو گیا ہو، مگر بلندیٔ پرواز کی وجہ سے سورج سامنے دکھائی دے رہا ہو، تو ایسے میں زمین کا غروب معتبر ہو گا یا طیارے کا؟

جواب: واضح رہے کہ روزہ دار کو جب آفتاب نظر آ رہا ہے تو افطار کرنے کی اجازت نہیں ہے، روزہ دار جہاں موجود ہو وہاں کا غروب معتبر ہے، پس اگر وہ دس ہزار فٹ کی بلندی پر ہو اور اس بلندی سے غروبِ آفتاب دکھائی دے تو روزہ افطار کر لینا چاہیے، باقی جس جگہ کی بلندی پر جہاز پرواز کر رہا ہے وہاں کی زمین پر غروب آفتاب ہو رہا ہو تو جہاز کے مسافر روزہ افطار نہیں کریں گے۔

میکے اور سسرال کی طرف سے ملنے والے زیور پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: عورت کا جو زیور سونے کا ہے، جو اس کی ماں نے دیا اور جو سسرال والوں کی طرف سے پڑا، اس کی زکوٰۃ کس کے ذمے واجب ہے؟

جواب: صورتِ مسئولہ میں جو زیور میکے سے ملا اس کی زکوٰۃ خود عورت پر فرض ہے اور جو سسرال کی طرف سے ملا، اگر وہ عورت کی ملکیت کر دیا گیا تھا تو عورت پر فرض ہے، ورنہ اس کے شوہر پر۔

کاروباری مقاصد کے لیے خریدی گئی زمین پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: ایسی رقم جو کاروباری مقاصد کے لیے زمین کی خریداری کی مد میں ادا کی گئی ہو، ابھی کافی رقم کی ادائیگی اور زمین کی ملکیت کی منتقلی باقی ہو، اس پر زکوٰۃ ہے؟

جواب: واضح رہے کہ جب تک زمین کی بیع نہیں ہوئی اس وقت تک اس رقم پر زکوٰۃ فرض ہے، البتہ زکوٰۃ ادا کرنا اس وقت واجب ہو گا جب رقم واپس مل جائے یا زمین کی بیع آپ کے نام ہو جائے اس وقت جتنے سال رقم کی زکوٰۃ ادا نہیں کی گئی اتنے سالوں کی زکوٰۃ یک مشت ادا کرنی ہوگی، تاہم اگر ہر سال اپنے دوسرے اثاثوں کے ساتھ اس رقم کی زکوٰۃ بھی ادا کرتے رہیں تو زکوٰۃ ادا ہوتی رہے گی۔ اور زمین اگر اس غرض کے لیے خریدی ہے کہ اسے بیچ کر نفع حاصل کریں گے تو زمین کی مالیت پر بھی زکوٰۃ ہر سال فرض ہو گی اور ہر سال اس وقت کی بازاری قیمت کا ڈھائی فی صد زکوٰۃ میں دینا ہو گا۔

WHERE JOURNEY BEGINS...
TRAVEL
CHOOSE YOUR DESTINATION TODAY
TRAVEL THE WORLD
WITH US !
MORE THAN A DECADE
OF EXPERIENCE
AIRLINE TICKETS
VISA PROCESSING
HOTEL BOOKING
TOUR & TRANSFERS
ضيوف الرحمن
للحج والعمرة
ZUYUFUR RAHMAN
Hajj & Umrah
GL. No. 3945
HEAD OFFICE: Plot # 17-C, Shop # 4, Sunset Commercial Street 4, Phase 4 near Bait-us-Salam Masjid, DHA, Karachi.
Landline: 92-021-35392220-21 Mobile: +92-331-9711111
ORANGI TOWN
0311-3004438 / 0333-3240678
0312-4186633
KORANGI
0335-2790800 / 0320-2006900
0325-1210101
I.I. CHUNDRGARH
0333-4534669
0333-7076142
BALOCH COLONY
0300-2314701
0321-9289574
MIRPUR KHAS
0317-0877137
info@zuyufurrahman.pk
/zuyufurrahman
www.zuyufurrahman.pk

اے کاش!

انیسہ عائش

چاند میاں نے جیسے ہی بادلوں کی اوٹ سے منہ نکالا ارضِ اسلام پر چاروں طرف خوشی کی لہر دوڑتی چلی گئی۔ نیوز چینلز پر خبر چلنے لگی، لوگ موبائل پر اور گلے مل کر ایک دوسرے کو مبارک باد دینے لگے "رمضان مبارک" اور یہ دیکھ کر چاند میاں بھی کھل اٹھے، مگر وہیں انصار ولا کے مکینوں پر چھائی اداسی مزید گہری ہو گئی۔ اس اثنا میں دادی اماں کی پاٹ دار آواز سنائی دی۔ "کچھ خبر بھی ہے تم سب کو رمضان کا چاند نظر آ گیا ہے۔ مبارک مہینے کی مبارک گھڑیاں شروع ہو گئی ہیں۔ جھاڑ لو اپنا پوستی پن، چلو اٹھے سارے۔" دادی اماں کی آواز سنتے ہی حلقہ بنائے بیٹھی نوجوان پارٹی بو کھلا اٹھی اور ہڑبڑاہٹ میں سب نے لاؤنج سے کھسکنے کی، کی۔

◆◆◆

انصار ولا میں اماں بیگم اپنے چار بیٹوں عمار، انصار، ابصار، افتخار ان کی بیگمات اور اولادوں کے ساتھ رہائش پذیر تھیں۔ چاروں بیٹوں کا مشترکہ وسیع کاروبار تھا، سو دولت کی ریل پیل تھی۔ گھر سنبھالنے کو نوکروں کی فوج تھی اور ان کی نگرانی کو اماں بیگم! باقی مکین "کھاؤ پیو، عیش کرو" کے مقولے کے تحت زندگی گزار رہے تھے۔ نئے نئے ماڈل کے موبائل، کار، برانڈڈ کپڑے جوتے، پارٹیاں، کلب شوشا۔ دین صرف جمعہ، عیدین، تہواروں اور فوتگیوں تک محدود تھا۔ سارا سال دادی اماں سب کے "ساتھ خوش رہو خوش رہنے دو" والا رویہ روا رکھتیں، مگر رمضان کی آمد کا علم ہوتے ہی ان کے اندر کی نیک روح جھٹکا کھا کر بیدار ہوا اٹھتی اور انصار ولا میں سب کی شامت آ جاتی۔ رمضان کا شیڈول اماں بیگم خود ترتیب دیتیں، جس میں بیٹوں کو استثنا حاصل ہوتا۔ عمومی طور پر رمضان میں اداروں سے چھٹی ہوتی تھی، ورنہ دوسری صورت میں دادی اماں کا حکم تھا کہ رمضان میں ساری سرگرمیوں کو موقوف کر کے رمضان کا حق ادا کیا جائے۔ پہلے روزے سے ہی ان کے اصولوں کا آغاز ہو جاتا۔ سب کو سحری سے ایک گھنٹہ قبل اٹھنے کا حکم، نوافل کی مشقت (کیوں کہ سب کو عادت جو نہ ہوتی) اس لیے مشقت ہی لگتی اور سحری کے بعد کچن اور تمام فریج کی چابیاں اماں بی کے پاس رکھی جاتیں، اس کا مطلب ہوتا کہ کوئی روزہ رکھے یا نہ رکھے، افطاری تک کھانے کو کچھ نہیں ملنے والا۔ رمضان میں باقاعدہ فضائل رمضان کی تعلیم دیتیں۔ مارے باندھے بیٹھے ان کی بہو، پوتے اور تبلیغ کرتی ہوئی اماں، منظر کچھ یوں ہوتا: "صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رمضان میں عبادات کا خصوصی اہتمام کرتے تھے۔ اس عفان کی طرح نہیں کہ حلق تک بھر کر کھایا اور سارا دن پڑ کر سو رہے۔" حیرت کے مارے عفان کا منہ کھل اٹھا، جسے دیکھ کر نادیہ کی ہنسی نکل گئی، اس کی بتیسی پر نظر پڑتے ہی دادی اماں کی توپوں کا رُخ نادیہ کی طرف۔ "اور نہ ہی اس نادیہ کی طرح سارا دن ٹنٹنی (ہینڈ فری) کانوں میں گھسائے پڑے رہو۔ ایسے نماز روزوں کا کوئی فائدہ نہیں۔۔۔ حدیث میں ہے کہ "کچھ روزے داروں کو کچھ نہیں حاصل ہوتا، سوائے بھوک پیاس کی مشقت کے اور وہ تم جیسوں کی طرح ہی ہوتے ہیں۔" سب کے چہرے پر پھیلی ندامت ان کو "بوسٹ اپ" کر دیتی اور وہ مزید زور و شور سے وعظ جاری رکھتیں۔ سارا دن جتنے بھی سپارے، قرآن پاک، نوافل، تسبیحات اور جو جو عبادات کرتیں ڈائری میں لکھواتی جاتیں۔ قرآن پاک کی تلاوت کے اتنے پارے، اتنے نوافل، اتنی تسبیحات اور پھر ہر آئے گئے کے سامنے فخریہ انداز میں تذکرہ۔ نادیہ کو نفرت تھی ان کے اس عمل سے، مگر زبان سے کہنے پر مانع! وہ اپنی کزنوں اور بہنوں کے سامنے بھڑاس ضرور نکالتی۔ "بھلا ایسے نمائشی روزوں اور نمازوں کا خاک ثواب ملنا ہے، اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہوتا ہے، بھلا جب نیت ہی دکھلاوے کی ہو تو ہمیں کیا ثواب ملتا ہوگا نا، ناجیہ؟" اس نے بیچ میں ناجیہ کو بھی گھسیٹ لیا اور پہلے سے ہی بھری پڑی ناجیہ گویا پھٹ پڑی۔ "ہاں، ہاں! ویسے تو ہم بچپن سے سنتے آ رہے ہیں کہ دین میں کوئی زبردستی نہیں تو پھر یہ زبردستی کے نوافل اور تسبیحات کا کیا؟" دراصل رمضان میں ہر جمعہ کے جمعہ سب کا احتساب ہوتا تھا۔ اماں بیگم سب کو لائن میں کھڑا کر لیتیں اور پھر پوچھ گچھ! "ہاں! تم نے کتنے سپارے پڑھے؟ ہاں تم نے کتنی تسبیحات کی؟" سست اور عبادت چور ناجیہ کی باری آئی تو وہ منمنائی: "حسبِ توفیق" جواباً دادی کی گرج۔ "ہاں ہاں! جیسے تو میں جانتی نہیں تمہاری توفیق کو، آج ہی تم سے ڈانس کروالو، گانے سنوالو، تم سب سے آگے ہو گی اور نماز روزے میں دل تنگ پڑتا ہے تم سب کا، ذرا خبر بھی ہے تم بے خبروں اور عبادت چوروں کو اتنا مبارک مہینہ ہے، ہر نیکی کا ثواب ستر گنا ملتا ہے۔۔۔" اور پھر ایک طویل لیکچر! سب سے زیادہ ستم بھوک چور اور پیٹو خزیم پر پڑتا، اسے کچن میں آنے والا قحط آٹھ آٹھ آنسو رلاتا کہ دادی اماں کا حکم تھا رمضان میں کسی قسم کی فضول کھانوں کی ڈشز نہیں بنائی جائیں گی، نہ ہی افطار میں زیادہ مشروبات اور پُرتکلّف چیزیں کہ اس سب میں وقت ضائع ہوتا ہے، ویسے بھی سارا سال تو اپنی مرضی کے کھانے کھاتے ہیں اور تو اور نہ تو رمضان افطار پارٹی منعقد ہوتی اور نہ ہی جانے کی اجازت ملتی۔ اس مبارک ماہ میں وہ امر بالمعروف و نہی عن المنکر کا فریضہ سنبھال لیتیں اور "منکرینِ والا" کی اصلاح کا بیڑا اٹھا لیتیں، مگر ان کا طریقِ تبلیغ لعنت، ملامت، پھٹکار، تنز و تنقید اور حکایت وعید سنانا ہوتا، جو دل کچھ خوفِ خدا رکھتے، وہ اماں بیگم کی ہر گناہ پہ سنائی گئی وعید سن سن کر تائب ہو جاتے، جبکہ باقی ماندہ عوام اماں بیگم کی سختیوں کی ماری، بیزار، تھکے ماندے دل ہی دل میں رمضان المبارک کے ختم ہونے کا انتظار کرتے اور ساتھ ہی ساتھ بغض، بدگمانی اور غیبت کا گناہ اپنے کھاتے میں مزید لکھوا لیتے۔ ان سب میں رافعہ دلی طور پر دین سے لگاؤ رکھتی تھی۔ وہ دونوں طرف کی خرابیاں جانتی تھی، مگر وہ کچھ کرنے سے قاصر تھی۔ نہ یہ کچھ سمجھتے تھے نہ وہ! وہ سوچتی اے کاش! دادی اماں صرف رمضان کے بجائے سارا سال دین کے لیے مستعد رہیں تو کیا ہی اچھا ہو۔ اے کاش! کہ وہ عبادت کا خوف ڈالنے کے بجائے شوق ڈالیں اور عبادت پر فخر کرنے اور دکھلاوا کرنے کے بجائے رضائے الٰہی کی نیت کر لیں اور باقی سب لوگ دادی سے بیزار ہونے کے بجائے شوق سے عبادت کریں تو ان کا رمضان بھی مثالی گزرے۔

اے کاش! قارئین اپنے ارد گرد دیکھے، اگر کوئی اماں بیگم جیسا کردار نظر آئے تو آگے بڑھ کر ذرا سی رہنمائی کر کے اس کی مدد کریں۔

◆◆◆

کامیابی کا وظیفہ

تنزیلہ احمد

"لڑکیو! جلدی اٹھو، سحری بنانی ہے، تمھاری پھوپھو اُٹھ چکی ہیں، تہجد پڑھ رہی ہیں۔" بیٹیوں کے کمرے میں داخل ہو کر نجمہ بیگم تیز آواز میں بولیں۔

گزشتہ شام ان کی اکلوتی نند انیلا دیارِ غیر سے لوٹی تھیں۔ وہ ہر برس پاکستان کا چکر ضرور لگاتیں، اس بار وہ ماہِ مبارک کا آخری عشرہ گزارنے اور عید کرنے کے لیے آئی تھیں، ان کا ارادہ کچھ دن اپنے آبائی گھر رہنے کا تھا، جو اب بڑے بھائی کی ملکیت تھا۔ عید کرنے کے لیے انھوں نے سسرالی گھر جانا تھا، جتنے دن وہ بھائی کے گھر رہتی، ان کی خوب آؤ بھگت ہوتی۔ نند، بھاوج ،ماموں زاد تھیں، نجمہ بیگم کو آس تھی کہ انیلا اپنے بیٹے کے لیے آنیہ کا رشتہ لے لی گی، یہ آس آکاس بیل کی طرح ان کے دل کو لپٹ چکی تھی۔

باورچی خانے میں آتے ہی انھوں نے چائے کے لیے پانی چڑھایا۔ بل دار پراٹھے بنانے کے لیے فٹافٹ پیڑے کرنے لگیں، تھوڑی دیر بعد انھیں ثانیہ آتی دکھائی دی، ان کی تیوری چڑھ گئی۔

"آنیہ کدھر ہے۔۔۔ وہ کیوں نہیں آئی؟ انھوں نے بڑی کے بارے میں پوچھا۔

"سو رہی ہے محترمہ۔۔۔" جواب سن کر انھوں نے غصے سے ثانیہ کو دیکھا۔

"مجھے کیوں بھسم کرنے پر تلی ہیں؟ آپ کی لاڈلی نے اک نیا وظیفہ شروع کیا ہے، پیرنی صاحبہ عشاء کے بعد وہ ہی پڑھتی رہی، اب اٹھنے کا نام نہیں لے رہی۔" ثانیہ کے بتانے پر انھوں نے سر پیٹ لیا۔ "کون سا وظیفہ؟"

"ہر مقصد میں کام یابی کا وظیفہ۔۔۔ کہہ رہی تھی، آخری عشرے کا خاص وظیفہ ہے۔" ثانیہ نے جواب دیا۔

"اللہ! میں کیا کروں اس لڑکی کا؟ نہ جانے کون کون سے چینل اور ڈیجیٹل پیر فالو کر رکھے ہیں، کبھی کوئی وظیفہ تو کبھی کوئی، یہ نہیں کہ قرآنِ پاک پڑھے، اذکار اور تسبیحات پڑھے، ماہِ مبارک کی برکات سے فیض یاب ہو، مگر نہیں! بس وظیفے کیے اور سوتی رہی۔ اٹھاؤ اسے سحری کا وقت ہے۔" جب تک انھوں نے بات مکمل کی ثانیہ نے ابلتے قہوے میں دودھ ڈال دیا۔ ماں کا حکم بجالانے کے بعد وہ آملیٹ کی تیاری کرنے لگی۔ آنیہ نے باورچی خانے میں جھانکا تو سحری تیار تھی۔

"السلام علیکم پھوپھو!" پراٹھے اور آملیٹ کھانے کی میز پر رکھتے ہوئے آنیہ مسکرائی۔

"وعلیکم السلام! جیتی رہو، دیسی گھی کی خوش بو تو بڑے مزے کی آ رہی ہے، بھابھی کے ہاتھ کے پراٹھے لاجواب ہوتے ہیں۔" انھوں نے جوابی مسکراہٹ اس کی طرف اچھالی۔

خوش گوار ماحول میں سحری کھائی گئی۔ سائرن بجتے ہی ثانیہ اور آنیہ برتن سمیٹ کر باورچی خانے کی طرف بڑھ گئیں۔ ابو نماز پڑھنے مسجد چلے گئے۔ ثانیہ نے ماں کے ساتھ سحری بنوائی تھی، اس لیے برتن دھونے کی ذمہ داری آنیہ کی تھی۔

دوپہر ہونے کو تھی۔ نجمہ بیگم لاؤنج میں بیٹھی سبزی بنا رہی تھیں، جب انیلا کمرے سے نمودار ہوئی، نہائی دھوئی تیار شیار۔۔۔

"کہیں جانے کی تیاری ہے کیا؟" انھوں نے حیرانی سے استفسار کیا۔

"جی بھابھی! بازار جانے کا ارادہ ہے، سوچا عید کی شاپنگ کر لوں۔"

"اس وقت؟" نجمہ بیگم کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

"مطلب؟ میں سمجھی نہیں۔" انیلا نے الجھے ہوئے انداز میں پوچھا۔

"بھئی یہاں تو سب افطاری کے بعد بازار کا رُخ کرتے ہیں، اصل رونق ہی تب ہوتی ہے۔"

"اللہ اکبر! بھابھی مجھے رونق سے غرض نہیں، ضروری اشیا لینے سے ہے، ابھی ظہر میں وقت ہے، تسلی سے خریداری ہو جائے گی، واپس آکر نماز اور تلاوتِ قرآنِ پاک کا وقت بھی ہو گا، افطاری کے بعد کچن سمیٹنا، نمازِ عشاء اور تراویح کا اہتمام کرنا ہوتا ہے، وقت کہاں ملتا ہے کہیں جانے کے لیے۔" انھوں نے تفصیل سے بتایا۔

"خیر! بچیاں کہاں ہیں؟ آپ اجازت دیں تو دونوں کو ساتھ لے جاؤں؟" انیلا نے پوچھا۔

"اجازت کا مسئلہ نہیں، بات یہ ہے کہ بچیاں سو رہی ہیں، ظہر سے پہلے جاگیں گی۔" انھوں نے روانی میں بتایا۔

"اصل میں آنیہ تو یونیورسٹی سے ویسے ہی فارغ ہو چکی ہے، رہی ثانیہ تو اس کی سمسٹر بریک ہے، اس لیے میں روکتی نہیں، جتنا چاہے آرام کر لیں۔" نجمہ بیگم نے سبھاؤ سے صفائی پیش کی۔

"ہمم! یہاں لوگوں کے طور طریقے چند برس میں، بہت بدل چکے ہیں، حیرانی کے ساتھ ساتھ افسوس ہوتا ہے، عبادت کرنے اور برکات سمیٹنے کے بجائے سو سو کر روزہ گزارنے کو ترجیح دیتی ہے نئی نسل۔" انیلا تاسف سے بولیں۔

"کس بات کا افسوس پھوپھو؟" کمرے سے نکلتی ثانیہ نے پوچھا۔

"اے لو! یہ تو اٹھ گئی، بہن کو بھی جگاؤ جلدی، پھوپھو کے ساتھ بازار جانا ہے۔" نجمہ بیگم جھٹ سے بولیں۔

"امی! بتایا تو تھا۔۔۔ پیرنی جی نے عشاء اور فجر کے بعد وظیفہ شروع کر رکھا ہے، مشکل ہے وہ اتنی جلدی اٹھے۔" ثانیہ نے ہنستے ہوئے بتایا۔ دونوں خواتین کے تاثرات یک دم بدلے، ایک کے چہرے پر حیرانی تو دوسری کے چہرے پر کوفت در آئی۔

"ہیں، کیا مطلب!"

"مطلب یہ پھوپھو! کہ آپ کی بڑی بھتیجی کے پاس ہر کام کا وظیفہ ہے، گھر گھر میں پیر جو آ گیا ہے۔" سمارٹ فون ان کے سامنے لہراتے ہوئے ثانیہ نے خوش گوار لہجے میں بتایا۔ انیلا پہلے تو حیران ہوئی پھر ہنسنے لگی۔ نجمہ بیگم دل ہی دل میں کڑھنے لگیں۔

"بے وقوف لڑکی! کیا ضرورت تھی پھوپھو کے سامنے یہ بات کرنے کی۔۔۔"

"اچھا، ایک بار کوشش کرلو، پیرنی صاحبہ جاگ گئیں تو ٹھیک، ورنہ ہم دونوں بازار چلے چلیں گے۔" ان کے کہنے پر وہ سر ہلاتی ہوئی کمرے کی طرف چل دی۔ تین منٹ بعد تینوں بازار کے لیے نکل چکی تھیں۔ ظہر سے قبل لوٹیں تو شاپنگ بیگ تھام رکھے تھے۔

"پھوپھو نے ہمیں یہ جوڑے دلوائے ہیں۔" مہنگے، برینڈ کے دو سلے سلائے سوٹ آنیہ نے ماں کے سامنے رکھے۔

"اور یہ آپ کے لیے۔" اسی برینڈ کا ان سلا سوٹ انیلا نے نجمہ بیگم کے سامنے کیا۔

"کیا ضرورت تھی اتنا خرچہ کرنے کی؟" وہ اپنائیت سے گویا ہوئیں۔

"بس، میرا دل چاہ رہا تھا، کئی برسوں بعد اپنے وطن میں عید کروں گی۔۔۔ عبید بھی چاند رات سے قبل پہنچ جائے گا۔" وہ سادگی سے بولیں۔

"ہیں! کیا واقعی، عبید آرہا ہے؟" آنیہ کے چہرے پر آئے رنگ اور نجمہ بیگم کا چونک جانا انیلا نے بغور دیکھا تھا۔ جیسے ہی شوہر گھر آئے، نجمہ بیگم نے بات چھیڑ دی۔

"بات سنیں! عبید آرہا ہے عید پر، آپ بات کریں اپنی بہن سے کہ وہ ہاں کردے تو ہم جھٹ پٹ رشتہ کرنے کو تیار ہیں۔"

"تم خواہ مخواہ تیار بیٹھی ہو، ہتھیلی پر سرسوں نہیں جمتی، نہ جانے انیلا اور عبید کا کیا ارادہ ہے۔" انھوں نے جواب دیا جو نجمہ بیگم کو ذرا پسند نہ آیا۔

"کیوں نہیں چاہتے، گھر کی بچی ہے، کیا کمی ہے ہماری آنیہ میں جو کوئی انکار کرے۔"

یہ بات کمرے کے باہر کھڑی آنیہ نے بھی سنی، اس کے دل میں لڈو پھوٹنے لگے، وہ اپنے کمرے کی طرف بھاگی، عشاء کے بعد والا وظیفہ اسے مکمل کرنا تھا، اپنے مقصد میں کام یابی اسے واضح نظر آنے لگی تھی۔

"اور بھئی عبید کی شادی کا کیا ارادہ ہے۔" رات میں نجمہ بیگم نے سلیقے سے من چاہی بات کا آغاز کیا۔

"پڑھائی مکمل کرچکا ہے، اچھی نوکری ہے، ماشاء اللہ! اکلوتے بیٹے کی شادی کا سوچو بھئی!" بھائی نے مان سے اپنی بہن سے کہا۔

"بھائی جان! میری تو خود بہت خواہش ہے عبید کے سر پر جلد سہرا سجانے کی۔"

"اچھی بات ہے، کوئی رشتہ ہے نظر میں؟" انھوں نے جاننا چاہا۔

"آپ بھی کیسے سوال کرتے ہیں، بھلا ہماری آنیہ سے بہتر رشتہ ہو سکتا ہے کیا عبید کے لیے؟ گھر کی بچی ہے، پھوپھی بھتیجی ایک ذات۔۔۔" نجمہ بیگم نے جھٹ سے دل کی خواہش ان کے سامنے رکھی۔ ان کی جلد بازی پر شوہر نے تاسف سے سر ہلایا، جب کہ نند ششدر رہ گئی۔

"آنیہ واقعی گھر کی اور بہت اچھی بچی ہے، مگر بھابھی عبید کسی میں انٹرسٹڈ ہے۔" انیلا بغیر کسی لگی لپٹی کے بولی۔ یہ خبر نجمہ بیگم کے سر پر بم بن کے گری۔

"کک کیا مطلب؟ کسے پسند کرتا ہے؟ باہر رہنے کا مطلب یہ تھوڑی ہے کہ والدین اولاد کی ہر بات مانیں۔" ان کے لہجے میں تلخی نمایاں ہوئی۔

"عبید اپنی ایک کلاس فیلو میں انٹرسٹڈ ہے، اس کی پسند پر ہمیں کوئی اعتراض نہیں، اچھے خاندان کی سلجھی ہوئی بچی ہے اور بھابھی بات باہر رہنے کی نہیں، اولاد کی خوشی کی ہے۔" انیلا نے تحمل سے جواب دیا۔

"روایتی پھوپھی ہی نکلی نا تم! مجھے تم سے یہ توقع نہ تھی۔" نجمہ بیگم درشتی سے بولیں اور تن فن کرتی کمرے سے نکل گئیں۔ ان کا یہ رویہ انیلا پر گراں گزرا تھا۔

"بھائی جان! مجھے سمجھ نہیں آرہی کہ اتنے غصے والی کیا بات ہے، میں نے کبھی عبید اور آنیہ کے رشتے کے متعلق بات نہیں کی۔۔۔ عبید کی پسند نہ ہوتی تو میں آنیہ کو ترجیح دیتی۔"

"دل برا نہ کرو، میں سمجھ سکتا ہوں، اللہ دونوں بچوں کے حق میں بہتر فیصلہ کرے۔" بہن کے سر پر ہاتھ رکھتے ہوئے وہ آہستگی سے گویا ہوئے۔

سحری کے وقت سب اکٹھے ہوئے تو چپ چپ سے تھے، نجمہ بیگم کا پھولا منہ کسی سے ڈھکا چھپا نہ تھا، آنیہ کی آنکھیں بھی سوجی ہوئی تھیں۔ انیلا کو اپنا آپ چور سا محسوس ہونے لگا، وہ کیا سوچ کر آئی تھیں اور یہاں کی کہانی کچھ اور ہی تھی۔ رات میں ہی انھوں نے سسرال فون کردیا تھا، چند گھنٹوں میں دیور کا بیٹا انھیں لینے کے لیے آنے والا تھا۔

بھاری دل کے ساتھ وہ میکے سے رخصت ہوئیں، نجمہ بیگم اور آنیہ ان سے ملنے بھی نہ آئیں، ثانیہ سے کہلوادیا کہ طبیعت ٹھیک نہیں، انیلا جواب تو دینا چاہتی تھی، مگر روزے کے احترام میں خاموش رہیں۔ پھوپھو کو رخصت کرنے کے بعد ثانیہ نے وضو کیا اور قرآنِ پاک کی تلاوت کرنے لگی۔ ظہر ہونے والی تھی، آنیہ منہ سر لپیٹے پڑی تھی، وہ آنیہ کا رویہ سمجھ نہیں پارہی تھی، اس کی کون سی کوئی عبید بھائی سے بات طے تھی۔ ظہر ادا کرکے اس نے بڑی بہن کو دوبارہ آواز دی۔

"کیا مصیبت ہے۔" آنیہ جھنجھلا گئی۔

"بس کریں آپی! کیا تماشا ہے یہ، اتنی خود غرضی؟ نہ آپ کو روزے کا دھیان ہے نہ عبادت کا۔"

"ذاتی مقاصد کے لیے وظیفے پڑھنا ہی کیا عبادت ہے آپ کی نظر میں۔۔۔ اللہ کے فیصلوں پر بھروسا نہیں آپ کو؟" آنیہ نے کھا جانے والی نظروں سے کمرے سے نکلتی بہن کو دیکھا تھا۔

عید کا چاند نظر آچکا تھا۔ چاند رات کی رونق دیکھنے لائق تھی۔ ثانیہ نے نمازِ عشاء کے بعد دو نفل لیلتہ الجائزہ کے ادا کیے، اسے بہن کی طرح رنگ برنگے وظائف کرنے کی عادت نہ تھی، مگر نماز روزے کی پابند تھی۔ دعامانگ کر اس نے پھوپھو کو کال ملائی، کال فوراً اٹھالی گئی۔

"السلام علیکم پھوپھو! چاند رات مبارک۔۔۔"

"وعلیکم السلام بیٹا! خیر مبارک! کیسی ہو، گھر میں سب ٹھیک ہیں؟"

"جی سب ٹھیک، کب آئیں گی آپ؟" ثانیہ نے پوچھا۔

"عید کے دوسرے روز ان شاء اللہ!" وہ یوں بات کررہی تھیں، جیسے کچھ ہوا ہی نہ ہو۔

پھوپھو کے آنے سے عید کا مزا دوبالا ہوگیا تھا۔ ثانیہ سب سے زیادہ خوش تھی، ابو بہت گرم جوشی سے بہن سے ملے۔ نجمہ بیگم کا رویہ سرسری سا تھا، کچھ دیر بعد وہ بھائی بھابھی کو لیے کمرے میں چلی گئیں تو دونوں بہنوں کو ذرا حیرانی ہوئی۔

"بھلا بات کرنے کو اب کیا رہ گیا ہے؟" آنیہ بال جھٹکتے ہوئے بولی۔

"توبہ ہے!" ثانیہ ابرو اُچکاتے ہوئے باورچی خانے کی طرف چل دی۔ یہ دوپہر کے کھانے کا وقت تھا، کھانے کی میز پر ماں کا جگمگاتا چہرہ دیکھ کر دونوں بہنیں ٹھٹک گئیں۔

"کایا پلٹ، وہ بھی یک دم۔۔۔ پر کیسے؟" انھوں نے دل ہی دل سوچا۔ اس سوال کا جواب رات تک انھیں مل چکا تھا۔

انیلا سے ان کی سہیلی نے اپنے بیٹے کے رشتے کی بات کی تھی اور ان کا ارادہ تھا کہ پاکستان آنے پر خود جاکر سہیلی کا گھر بار اور بیٹا دیکھیں، اگر سب کچھ تسلی بخش لگے تو بھائی سے بات کریں گی۔ سہیلی کو وہ آنیہ کی تصویر دکھا چکی تھیں اور اب وہ گھر آنا چاہتی تھی۔

بیٹھے بٹھائے جوڑ کا اچھا رشتہ ملنے پر نجمہ بیگم کھل اٹھی تھیں۔ انیلا کا بڑا پن کہ انھوں نے ایک بار بھی ان کے ناروا رویہ کا گلہ نہیں کیا تھا۔

"تمہارا وظیفہ تو کام یاب ہوگیا بھئی! خوش ہو؟" ان کے پوچھنے پر آنیہ جھینپ گئی۔

"سوری پھوپھو!" وہ باادب بولی۔

"اِٹس اوکے! بیٹا ہم پر جو حقوق اللہ اور حقوق العباد فرض ہیں، انھیں نیک نیتی سے ادا کرنے کے بعد اللہ پاک پر کامل بھروسا رکھنا ہی درحقیقت کام یابی کا وظیفہ ہے۔ ہم لوگ بس اپنی فکر میں گھلتے ہیں جب کہ رب کو سب کی فکر ہے۔" انیلا بولیں تو ثانیہ نے پیار سے ان کے ہاتھ تھام لیے۔

"ہماری پیاری پھوپھو!"

"خوش رہو۔" انھوں نے دونوں کے گال تھپتھپائے۔ اپنے کمرے کے دروازے پر کھڑی نجمہ بیگم ندامت میں گھری تھیں، انھوں نے سوچا کہ انیلا کی واپسی سے قبل اس سے معذرت کریں گی، خواہ مخواہ کی آس اُمید اور بدگمانی پالنا ان کی غلطی تھی، جب کہ یوں بیٹھے بٹھائے نواز دینا، اللہ پاک کی شان۔۔۔ رب کا شکر ادا کرنے کی خاطر وہ وضو کرنے چل دی تھیں۔

Jazaa
چکھو نعمتوں کا مزہ
VERMICELLI
ELITE BASMATI RICE
Extra Long Grain
Mix Nimco
Mughlai Qorma
Jaam e Khaas
Himalayan
PINK SALT
FINE
GINGER GARLIC
Red Chilli Powder
ASSORTED
Cookies
SIDR
HONEY
Jelly
order.jazaaglobal.com
Ordering with ease is now at your fingertips.
Simply place your order through Jazaa WhatsApp bot
+92 331 2271111

بلاعنوان

بنت مسعود احمد

"رمضان آنے میں دو ماہ باقی ہیں۔" وہ انگلیوں پر حساب لگاتے ہوئے آزردگی سے بولی۔

"ہاں! خیر سے رحمتوں کا مہینا آنے ہی والا ہے، ربا جی ہمیں خوب خوب عبادت کی توفیق دے۔" فرید نے آنکھیں موندے جواب دیا۔

"میری خواہش تھی کہ اس سال ہمارا احمر مسجد میں تراویح پڑھاتا۔" حسرت اس کے لہجے میں نمی سی گھول گئی۔

"پگلی! وہ کوئی حافظ تھوڑی بن گیا ہے۔" وہ دکھ سے مسکرایا۔

"ہاں! اگر ایسا ہو جاتا تو۔۔۔" وہ ادھوری بات کہہ کر خاموش ہو گئی۔

فرید آنکھوں پر ہاتھ رکھے لیٹا تھا، مگر جانتا تھا کہ وہ رو رہی ہے۔

◆

طاق میں سجے نور کے ہالے پر گزرتے وقت نے بڑی بے دردی سے دھول کی تہہ جما دی تھی۔ اس کے چہرے پر پڑنے والی عجیب سی روشنی اس کے سوچنے سمجھنے کی تمام صلاحیتوں کو سلب کیے دے رہی تھی۔

اس نے مٹی کی تہہ کو افسوس سے دیکھا اور جلدی سے اپنا دایاں ہاتھ بڑھا کر اس پر جمی دھول ہٹا دی۔

اس نے ناچاہتے ہوئے بھی تھک کر اسے خود سے دور کیا اور بجلی کے سوکٹ سے اسے جوڑ کر خود بے چین سا آنکھیں موند کر لیٹ گیا۔

اس نے مانوس سے الفاظوں کو بڑی اجنبیت سے پڑھنا شروع کیا، مگر ایک صفحہ پڑھ کر ہی اسے لگنے لگا کہ جانے اسے پڑھتے ہوئے کتنا وقت بیت گیا ہے، چند منٹوں کے فرق سے اس کی نظریں گھڑی کی سوئیوں کا طواف کر رہی تھیں۔

اس نے اسکرین کو اپنے رومال سے رگڑ رگڑ کر یوں صاف کیا، جیسے اس کی کوئی قیمتی متاع ہو۔ اب وہ گھر میں رہتے ہوئے پوری دنیا سے مربوط ہو چکا تھا پر گھر والوں سے ہر قسم کا رابطہ منقطع تھا۔

اس نے جلدی جلدی بہ مشکل دو صفحے اٹکتے ہوئے پڑھے، غلاف کو چٹکی سے پکڑ کر ایک دو بار یوں جھاڑا، گویا ساری دھول نکل کر دور جا گرے گی۔

غلاف چڑھا کر صحیفے کو آنکھوں سے لگالیا، ہونٹوں سے چوما اور پھر سے طاق میں سجا دیا۔

موبائل میں مشغول ہوئے رات سے کب دن نکلا اسے پتا ہی نہ لگا۔ آنکھیں نیند سے بوجھل ہونے لگیں تو اس نے موبائل ایک طرف ڈال کر چادر سر تک تان لی۔

◆

احمر کافی دن سے اپنے اندر کچھ بے چینی سی محسوس کر رہا تھا، ایسے جیسے اس کے کندھوں پر ہمہ وقت کوئی بوجھ سا رکھا ہوا ہو۔ ڈاکٹر کو دکھا آیا، لگانے کو ٹیوب اور کھانے کو کیپسول مل گئے، پورا ہفتہ گزر گیا، مگر وہ بوجھ اپنی جگہ سے ایک انچ بھی نہ سرکا۔

وہ موبائل تھامتا اور درد کی ٹیسیں سی کندھوں سے رینگتی ہوئی انگلیوں کے پوروں تک آجاتیں۔ وہ کبھی جھنجھلا کر موبائل پٹخ دیتا تو کبھی درد کو بہ مشکل سہتے ڈھیٹوں کی طرح موبائل تھامے بیٹھا رہتا۔

◆

"یہ موبائل سے جان چھڑالے گا تو درد خود اس کی جان چھوڑ دے گا۔" ابا نے اماں کی روتی صورت دیکھ کر کئی دفعہ کی کہی بات کو دوبارہ دہرایا۔

دیکھیں تو کتنا درد ہو رہا ہے احمر کے بازوؤں میں، اس کو رات بھر نیند نہیں آئی۔ وہ اس کے کندھے دباتے ہوئے پریشانی کے عالم میں بولی۔

"لے جائیں نا اسے بڑے حکیم جی کے پاس۔" اس نے منت کرتے ہوئے کہا۔

"اونہہ۔۔۔ مجھے کام پر جانا ہے، دیر ہو رہی ہے، مزدور آدمی ہوں، بغیر بتائے چھٹی بھی نہیں کر سکتا۔ وہاں حکیم صاحب کے پاس رش کتنا ہوتا ہے پورا دن لگ جاتا ہے۔ اب ذرا یہ ہمت کرے میں بات کر کے آتا ہوں بڑے صاحب سے۔ تھوڑا برداشت کرے۔" وہ اپنا سامان اٹھائے تیزی سے دروازے کی جانب بڑھ گیا۔ اسے پہلے ہی دیر ہو چکی تھی۔

◆

"اماں ابا کو میرا خیال نہیں، بس نوکری کی فکر ہے۔" وہ درد سے کراہتے اتنا ہی بول سکا۔

"بچے تو ہمارا ایک ہی بیٹا ہے، نوری تو سب کی پرائی ہو گئی، اب گھر کی ساری رونق تیرے ہی دم سے ہے۔ تیرے ابا دن رات محنت کرتے ہیں، جب ہی گھر کا راشن پانی چل رہا ہے۔ باپ کی محبت پر شک نہ کر! وہ دل سے تجھے چاہتا ہے۔"

"ہر وقت موبائل کا طعنے دیتے ہیں، کچھ ہم دردی نہیں ہے انھیں مجھ سے۔" وہ سر جھٹک کر بولا۔

"چپ کر جا۔۔۔ یہ موبائل کا ہی تو فتنہ ہے کہ تو اپنے ابا سے متنفر ہو رہا ہے۔ پہلے تو ہر وقت ان کے کندھے سے لٹکا رہتا تھا، اب یہ حال ہے کہ ماں باپ کا بھی ہوش نہیں رہتا۔ کتنے چاؤ سے تجھے قرآن مجید حفظ کرنے بٹھایا تھا، پر۔۔۔" وہ گہری افسردہ سی سانس خارج کر کے دور آسمانوں کی وسعتوں میں جانے کیا تلاشنے لگی۔

وہ ایک لمحے کو اپنا درد بھول کر ماں کی آنکھوں میں اترے درد کو دیکھنے لگا، جو پانی کی صورت اب اس کے گالوں پر بہہ نکلا تھا۔

◆

وہ نو سال کا تھا، جب فرید اور آمنہ نے اسے قرآن حفظ کرنے بٹھایا۔ اس سے پہلے ان کی لاڈلی نوری محض بارہ سال کی عمر میں حافظہ بن چکی تھی۔ دونوں کی عمروں میں آٹھ سال کا فرق تھا۔ نوری کی شادی ہوئی تو اس کو یاد کر کے وہ اکثر اداس ہو جاتا۔ ابا کی اجازت سے مدرسے سے کبھی کبھار وہ نوری کے گھر اس سے ملنے چلا جاتا۔ وہاں سے اس کا سسرال قریب ہی تھا۔ سسرال والے بھی اچھے تھے، کسی کو احمر کے آنے پر اعتراض نہ تھا۔ نوری کا دیور اس کا ہم عمر تھا، جلد ہی دونوں میں اچھی خاصی دوستی ہو گئی۔ اس کے پاس نت نئے کھلونوں کے ساتھ ساتھ موبائل اور کمپیوٹر بھی تھا۔ احمر کا جی یہاں خوب لگنے لگا۔ ایک دن نبیل نے نیا موبائل لیا تو پرانا اسے دے دیا اور یہیں سے اس کی زندگی میں بدلاؤ آنا شروع ہوا۔ صرف

چار پارے باقی تھے، جب وہ مدرسے کو خیر آباد کہہ آیا۔ فرید کا غصہ اور آمنہ کا رونا، نوری کی منتیں۔۔۔ وہ ایسا بدلا کہ کسی چیز کو خاطر میں نہ لایا اور اپنی کر کے ہی دم لیا۔

◆◆◆

اسے یاد تھا کہ قاری صاحب جب کوئی نئی سورت شروع کرواتے تو سب بچوں کو اس کی فضیلت ضرور بتلاتے تھے اور ایک دن سورۂ رحمٰن کی فضیلت بتاتے ہوئے آخر میں یہ بھی کہا تھا کہ اس کی تلاوت سننے اور اس کو پڑھنے سے شفا ملتی ہے۔

یہ بات ذہن میں آتے ہی اس نے سوچا کہ موبائل پر تلاوت لگا لے، مگر اماں نے تو موبائل لے کر الماری میں تالا لگا رکھا تھا، اب اس میں اتنی سکت نہ تھی کہ اماں کو وضاحتیں پیش کرتا، جبکہ جانتا تھا کہ وہ کبھی اسے موبائل نہیں دیں گی۔ اس نے ذہن پر زور ڈالا کہ بے وضو ہی اس سورت کو زبانی پڑھ ڈالے، شاید اس کا درد کچھ کم ہو جائے، مگر وہ تو صبح کا پڑھا سبق شام کو بھول جایا کرتا تھا، اب تو کئی مہینے بیت چکے تھے اسے قرآن کھولے ہوئے، پھر وہ سورۂ رحمٰن کیسے پڑھ لیتا۔

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور صحن کے کونے میں لگے واش بیسن کے آگے آ کھڑا ہوا، اب وہ وضو کر رہا تھا۔ چہرے پر پڑنے والے پانی کے قطروں کے ساتھ درد کے مارے نکلے اس کے آنسو بھی مدغم ہوئے جا رہے تھے۔

◆◆◆

اماں کے سبزی بناتے ہاتھ پل بھر کو ہلنے سے انکاری ہو گئے۔

وہ کتنے مہینوں بعد اپنا قرآن پاک کا نسخہ نکال کر تخت پر بیٹھا تھا۔ سر پر رومال باندھے وہ تیز آواز میں تلاوت کر رہا تھا۔

ماں صدقے۔۔۔ وہ خوشی کے مارے کتنی ہی دیر اسے ٹکٹکی باندھے دیکھے گئی۔

◆◆◆

وہ جو ایک گھنٹے بیٹھ کر کمر دُکھنے کی شکایت کرنے لگتا تھا، اب کئی گھنٹوں سے بیٹھا تلاوت کر رہا تھا۔ شدید درد میں تلاوت کرتے ہوئے اسے ایک عجیب سی راحت اور حلاوت محسوس ہو رہی تھی۔ سکون اس کی انگلیوں کی پوروں سے ہوتا ہوا اس کے کندھوں کو سہلا رہا تھا۔ تلاوت مکمل کر کے اس نے غلاف کو اٹھایا تو اس پر چڑھی دھول اس کی آنکھوں میں مرچیں سی بھر گئی۔ چار ماہ پہلے ہی تو اس نے جھاڑ کر رکھی تھی۔ وہ قرآن کو سینے سے لگا کر بے آواز رو دیا۔ اس غلاف پر پڑی دھول سے زیادہ تو تمہارے دل پر غفلت کی دھول جم چکی ہے۔ اس کے اندر سے کوئی شکوہ کناں تھا۔ وہ قرآن کو رحل پر رکھ کر غلاف مٹھی میں دبائے بیسن تک آیا اور اپنے ہاتھوں میں تھامے اسے رگڑ رگڑ کو دھونے لگا۔ باورچی خانے کے دروازے سے جھانکتی دم سادھے کھڑی آمنہ اس لمحے اپنے بیٹے کے لیے بڑی شدّت سے رب کے حضور گڑگڑائی ”یا اللہ! اس کے دل پر لگا غفلت کا زنگ اتار دے۔“

اور رب کے حکم سے زنگ تو اس غلاف پر لگی دھول کے ساتھ دھل ہی چکا تھا۔

◆◆◆

شام ڈھل چکی تھی، جب فرید نے گھر کی دہلیز پر قدم رکھا۔

”آ گئے آپ؟“ سلام کے بعد آمنہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”احمر کہاں ہے؟“ وہ فکر مندی سے پوچھنے لگا۔

”وہ ابھی کچھ دیر پہلے ہی سویا ہے۔“

”اچھا۔۔۔ سارا دن میں اس کے لیے دعائیں کرتا رہا۔ آج تو چھٹی نہیں مل سکی، پر کل کی چھٹی لے کر آیا ہوں۔ کل لے کر جاتا ہوں اسے حکیم صاحب کے پاس!“

”اب شاید حکیم کے پاس جانے کی ضرورت نہ پڑے۔“ آمنہ اسے ساری بات بتانے لگی اور وہ دم سادھے سُن رہا تھا۔

◆◆◆

وہ پوری رات اس صحیفے کو سینے سے چمٹائے روتا رہا جو اگر کسی پہاڑ پر نازل ہو جاتا تو وہ ریزہ ریزہ ہو کر بکھر جاتا۔۔۔ وہی صحیفہ جو آقا ﷺ کے مبارک و مصفا دل پر رب کی محبت کا پیغام بن کر اترا اور پوری انسانیت کے لیے ہدایت کا ذریعہ بن گیا۔

فجر کی اذان ہوتے ہی وہ گھر سے نکل گیا۔ اب اس کا رُخ مسجد کی طرف تھا۔

◆◆◆

”میں یہ نہیں پوچھوں گا کہ تم کیوں گئے تھے اور نہ میں یہ سوال کروں گا کہ اب کیوں واپس پلٹ آئے ہو، لیکن یہ بات ذہن نشین کر لو کہ جو کتاب میرے اور تمہارے سامنے ہے، یہ بڑی شان اور عظمت والی ہے، یہ بڑی پاک اور بلند شان والے کا کلام ہے۔ اس کو تھامے رکھنا ہی ہماری اصل کامیابی ہے۔

جس کتاب کا ایک حرف نامۂ اعمال میں دس نیکیاں بڑھا دیتا ہے، جس کا پڑھنا، سننا، یاد کرنا سب عبادت ہے تو اس سے منہ موڑنے والے بھلا کیسے فلاح پا سکتے ہیں؟

خدا کی زمین پر جو انسان (و جن) دانستہ یا نادانستہ طور پر اپنے خالق کی طاعت و بندگی سے بے زار ہیں اور کفر و معصیت کے گڑھے اور دلدل میں پھنسے ہوئے ہیں اور قعرِ مذلت سے نکل کر منزل کی تلاش اور قربِ الٰہی کے طلب گار ہیں، ایسے تمام لوگوں کے لیے قرآنِ مجید اللہ کی اتاری ہوئی رسی ہے، جو اسے مضبوطی سے تھام لے گا، وہ کفر و عصیان کے گڑھے سے نجات پا کر بلند مقام پر پہنچ جائے گا۔“

وہ قاری صاحب کے آگے کسی مجرم کی طرح سر جھکائے بیٹھا انھیں سن رہا تھا اور سسکیوں سے رو رہا تھا۔

◆◆◆

رمضان کی مبارک ساعتیں ہر مسلمان کے لیے نیکی کی طرف لپکنے اور رب کی رحمت کو پانے کا پیغام لیے اتریں تھیں۔

احمر پوری دل جمعی سے گردان میں مصروف تھا، آج مسجد میں اسے پہلی تراویح پڑھانی تھی اور قاری صاحب نے اس کا حفظ مکمل ہونے کی خوشی میں تراویح کے لیے اسے ہی چنا تھا۔

آمنہ کا دل رب کی عطا پر خوشی سے بھر چکا تھا، اس کی مناجاتیں قبولیت کا درجہ پا کر اسے سراپا شکر بنا چکی تھیں، وہ رب کا شکر کرتے نہ تھک رہی تھی۔

اماں جانتی ہو اس آیت کا مطلب کیا ہے؟

شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ (البقرۃ:185) وہ تلاوت کرتے رکا اور پاس بیٹھی آمنہ کو متوجہ کرتے ہوئے بولا۔

”بتاؤ۔۔۔“ وہ اشتیاق بھرے لہجے میں پوچھنے لگی۔

ترجمہ: ”رمضان کا مہینہ وہ ہے، جس میں قرآن نازل کیا گیا۔“

قاری صاحب بتا رہے تھے کہ ہر رمضان میں نبی کریم ﷺ حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ قرآن پاک کا دور کرتے تھے، جیسا کہ بخاری شریف کی ایک حدیث میں ہے:

ترجمہ: جبرائیل علیہ السلام رمضان کی ہر رات حضور ﷺ سے ملا کرتے اور آپ ﷺ کے ساتھ قرآنِ پاک کا دور کرتے تھے۔

اب اماں میں بھی پورے رمضان تراویح پڑھ کر نبی ﷺ کی یہ سنت ادا کروں گا۔ ان شاء اللہ!

”ان شاء اللہ، ماشاء اللہ لا قوۃ الا باللہ۔۔۔“ وہ محبت سے احمر کے پُر نور چہرے کو تکتے ہوئے آسودگی سے مسکرا دی۔

انوکھا حکم

دانیال حسن

اسپین (اُندلس) کے ساحل پر چند جہازوں اور کشتیوں میں آگ لگی ہوئی تھی۔ قابلِ حیرت بات تھی کہ یہ آگ کسی اتفاقی حادثے یا حملے کے نتیجے میں نہیں لگی تھی، بلکہ ان لوگوں نے خود لگائی تھی، یہ لوگ مختلف رنگوں کے اور مختلف زبانیں بولنے والے تھے، لیکن ان میں زیادہ تر بربر قوم سے تعلق رکھنے والے سیاہ فام جب کہ تھوڑی تعداد میں عربی بھی شامل تھے۔ اپنے جہازوں اور کشتی کو آگ لگانے والے یہ لوگ پاگل نہیں تھے اور نہ ہی وہ کسی تفریحی سفر پر نکلے تھے کہ ایڈونچر کے لیے کشتیاں جلا ڈالیں، بلکہ افریقا کے صحراؤں اور عرب کے ریگ زاروں سے تعلق رکھنے والے افراد ایک ایسی قوم کو ظلم سے نجات دلانے کے لیے نکلے تھے، جسے اس کے حکمران ظلم کی چکی میں پیس رہے تھے۔ یہ ان عظیم لوگوں کا قافلہ تھا جو انسانوں کو انسانوں کی غلامی سے نکال کر اللہ کی حاکمیت قائم کرنے آئے تھے اور جاں بازوں کے سالار بربر قوم سے تعلق رکھنے والے طارق بن زیاد تھے۔

جب اسپین کے مظلوم عوام نے اپنی مدد کے لیے والی افریقا موسیٰ بن نصیر رحمتہ اللہ علیہ کو پکارا تو ان کے لیے خاموش تماشائی بنا رہنا ممکن نہیں تھا، کیوں کہ وہ جس دین پر عمل پیرا تھے، وہ انھیں مظلوموں کی مدد کرنے اور ظالم کے خلاف مزاحمت کرنے کی ہدایت دیتا ہے۔ اس

دوران اسپین کی ایک ریاست سیوٹا (Ceuta) کا گورنر خود موسیٰ بن نصیر سے آکر ملا اور اس نے اسپین کی حکومت کے مظالم سے آگاہ کرتے ہوئے اسپین پر حملہ کرنے کی درخواست کی، چناں چہ موسیٰ بن نصیر نے اپنے ایک بہادر اور نڈر گورنر طارق بن زیاد کو اس مہم کا سربراہ بنا کر بھیجا۔ طارق بن زیاد مراکش سے چار جہازوں پر سات ہزار سپاہیوں کے ہم راہ اسپین کی طرف روانہ ہوئے۔ اسپین کے ساحل پر اترنے کے بعد انھوں نے جہازوں کو آگ لگانے کا حکم دیا۔ یہ حکم سمجھ میں آنے والا نہیں تھا، فوجی حیران رہ گئے، لیکن انھوں نے تعمیل کرتے ہوئے جہازوں کو آگ لگا دی اور جہاز جل کر راکھ ہوگئے۔

طارق بن زیاد کی فوج کا رجب 92 ہجری بمطابق 711ء اسپین کے ساحل پر لنگر انداز ہوئی تھی اور لنگر انداز ہونے کے بعد فوراً ہی اس نے نقل و حرکت شروع کر دی تھی۔ طارق بن زیاد کا پہلا پڑاؤ ایک پہاڑ پر ہوا۔ جو اب جبل الطارق (جبرالٹر) کے نام سے مشہور ہے۔ سب سے پہلے قدیم ساحلی شہر کارقبہ بلا رکاوٹ فتح ہوگیا، پھر جزیرہ خضرہ پر قبضہ ہوا۔ طارق بن زیاد کی آمد اور فتوحات کی اطلاع اسپین کے گورنر تھیوڈومر (Theodomir) کو ہوئی، چناں چہ اس نے مقابلے کے لیے پیش قدمی کی، لیکن جلد پسپا ہو کر پیچھے ہٹ گیا۔ اس نے اپنے بادشاہ راڈرک کو خط میں اطلاع دیتے ہوئے کہا: ”ہماری سرزمین پر ایک قوم اتری ہے، ہم نہیں جانتے، آسمان سے نازل ہوتی ہے یا زمین سے نکل پڑی ہے۔“

راڈرک اس وقت باقیوں سے جنگ میں مصروف تھا۔ وہ اس ناگہانی مصیبت سے گھبرا کر دار الحکومت واپس لوٹ آیا اور عام فوجی بھرتی کا اعلان کرا دیا۔ پادریوں کو مذہب کے نام پر لوگوں کو فوج میں بھرتی ہونے پر اکسانے کے کام پر لگا دیا۔ آخر کار راڈرک کے پاس ایک لاکھ فوج تیار ہوگئی۔

طارق بن زید کو جب راڈرک کی جنگی تیاریوں کا علم ہوا تو انھوں نے موسیٰ بن نصیر سے مزید کمک بھیجنے کو کہا۔ انھوں نے پانچ ہزار کی تعداد میں فوج بھیجی۔ اس طرح مسلم فوج کی کل تعداد بارہ ہزار تک پہنچ گئی۔ راڈرک اپنی فوج قرطبہ سے جنوبی سپین کی طرف سے لے کر چلا، طارق بن زیاد نے بھی اسلامی لشکر کو آگے بڑھایا۔

دونوں فوجوں کا سامنا دریائے گواڈلیٹ کے کنارے جیروز (Juarez) کے مقام پر ہوا۔ بارہ ہزار کی مختصر فوج کا مقابلہ ایک لاکھ کی فوج کے ساتھ تھا۔ طارق بن زیاد نے جنگ سے پہلے والی رات کو ایک معرکتہ الآرا تاریخی خطاب کیا۔

اس خطاب نے مسلمانوں میں استقامت کی ایک نئی روح پھونک دی۔

طارق بن زیاد نے اپنی تقریر میں کہا: ”لوگو! تمہارے لیے بھاگنے کی جگہ ہی کہاں ہے؟ تمہارے پیچھے سمندر ہے اور آگے دشمن، لہٰذا خدا کی قسم! تمہارے لیے اس کے سوا کوئی راستہ نہیں کہ تم خدا کے ساتھ کیے ہوئے عہد میں اترو اور صبر سے کام لو، ہمارے گھر یہاں سے دور ہیں، لیکن جنّت نزدیک ہے۔“ وہ 27 رمضان المبارک 92 ہجری بمطابق 19 جولائی 711 کی یادگار رہی تھی، جب جنگ کا آغاز ہوا۔

طارق بن زیاد کے رفقا پہلے ہی جذبہ جہاد اور شوقِ شہادت سے سرشار تھے۔ ان کی اس تقریر نے ان کے اندر ایک نیا جوش اور ولولہ پیدا کیا، وہ اس معرکے میں اپنے جسم و جان کو فراموش کر کے لڑے۔ مسلمانوں کے جوش و خروش کا یہ عالم تھا کہ ایک مغربی مؤرّخ کے مطابق، اس دن مسلمان موت کو یا ڈھونڈتے پھر رہے تھے اور موت ان سے بھاگ رہی تھی۔ یہ جنگ آٹھ دن تک جاری رہی، راڈرک کو شکستِ فاش ہوئی اور وہ دریائے گواڈلیٹ میں ڈوب کر مر گیا۔

پھر اس کے بعد طارق بن زیاد کا لشکر آندھی اور طوفان کی طرح بڑھتا چلا گیا اور ایک سال کے اندر اندر پورے جزیرہ نما اسپین کو فتح کر کے فرانس کے اندر گھس گیا اور اس کے کئی شہروں پر قبضہ کر لیا۔ فرانس میں اس وقت پرتگال بھی شامل تھا۔

مسلمانوں نے اسپین پر تقریباً آٹھ سو سال حکومت کی۔ اسلامی حکومت کے اس طویل دور کی وجہ انصاف اور مساوات کا ایک ایسا نظام تھا، جس کے اہلِ اسپین برسوں سے متمنّی تھے۔ لہٰذا اسپین میں اسلامی حکومت قائم ہوتے ہی لوگوں نے تیزی کے ساتھ اسلام قبول کرنا شروع کر دیا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے دورِ حکومت میں اسپین کو ترقی سے ہم کنار کیا۔ اس وقت پورا یورپ جہالت کے اندھیروں میں ڈوبا ہوا تھا۔ مسلمانوں نے اپنے دور میں اسپین میں علم و ہنر کے ایسے چراغ روشن کیے، جن کی روشنی آج تک دنیا کو منوّر کر رہی ہے۔ بڑے بڑے شہروں مثلاً قرطبہ، غرناطہ طلیطلہ، اشبیلہ وغیرہ میں ایسے مدارس قائم کیے، جن میں دنیا بھر سے طالب علم، علم حاصل کرنے آتے تھے۔ ہر بڑے شہر میں لاتعداد کتب خانے قائم کیے۔ فنِّ تعمیر میں بھی اسپین کے مسلمانوں نے حیرت انگیز کارنامے انجام دیے۔ قرطبہ، قصرالحمرا، محل غرناطہ، قصرِ مامون، قصرِ کبیر مشہور ہیں، مگر افسوس! آٹھ سو سالہ حکومت کے بعد آپس کے اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کو اسپین چھوڑنا پڑا اور لاکھوں مسلمان شہید کیے گئے۔

SUPER POWER
MOTORCYCLE
NON STOP POWER
70cc Dollar
70cc Tokyo
70cc Premium
70cc Scooty
70cc Deluxe
125cc Regular
110cc Cheetah
150cc Archi
200cc LEO
SUPERPOWER
Motorcycle Rickshaw
175 Loader
3 Seater Rickshaw
Ph: +92-21-35319651-58 | www.piranigroup.com.pk | Facebook.com/superpowermotorcycle

چھ اٹھنیاں

ساجدہ بتول

اماں (بڑی خالہ) نے اسے دس اٹھنیاں دی تھیں۔
یہ دس اٹھنیاں اس کے لیے سونے کے دس سکوں جیسی تھیں۔
اس کی خواہشات کا پورا جہان سمٹ کر اس کی مٹھی میں آگیا تھا!

رمضان المبارک کا مہینا چل رہا تھا، موسمِ بہار کے روزے تھے۔ اور ابھی تو اس کی زندگی کا بھی موسمِ بہار ہی تھا۔ بے فکرے دن۔ بے پروا راتیں، خوب مزے میں زندگی گزر رہی تھی۔

وہ کبھی روزہ رکھتی، کبھی چھوڑ دیتی، ہر برس کے رمضان المبارک کی طرح اس بار بھی اسے پورے روزے رکھنے کی اجازت نہ ملی تھی، کیوں کہ روزے اس پہ فرض نہیں تھے اور ہر بچے کے ماں باپ کی طرح اس کے ماں باپ کو بھی اپنی بچی کم زور ہی نظر آتی تھی، جس دن اس کا روزہ ہوتا، گویا اس کی عید ہی ہو جاتی۔۔۔ سحری میں امی جی کے ہاتھ کا بنا دیسی گھی والا گرما گرم پراٹھا، دیسی گھی ملی شکر کے ساتھ ملتا، پھر امی جی سارا دن اس کے ناز اٹھاتی رہتیں۔۔۔ ابو جی اگر گھر پر ہوتے تو وہ بھی اس کے خوب نخرے اٹھاتے، افطاری تیار کرنے میں امی جی کی مدد کرتے، تیل والے چولہے پہ مرغی کا سالن خود تیار کرتے، اس دور میں مرغی کے گوشت کا ذائقہ بٹیر کے گوشت جیسا ہوتا تھا، یعنی بہت لذیذ۔۔۔ امی جی آلو کے مزیدار پکوڑے تلتیں۔ اس نے تو ابھی گھر کے کام کرنا شروع ہی نہیں کیے تھے، حالاں کہ وہ گیارہ برس کی ہو گئی تھی، مگر آہ! یہ اکلوتی بچیاں اور ان کو ملنے والا لاڈ پیار! کون جانتا ہے، اس لاڈ پیار کے پیچھے رکھے نصیب میں کتنی تلخیاں گھلی ہوتی ہیں!! کہ اگلی ساری زندگی میں ان تلخیوں کی کڑواہٹ مستقل محسوس ہوتی رہتی ہے۔

وہ ابھی گھر کے کام یوں بھی نہیں کرتی تھی، مگر جس دن اس کا روزہ ہوتا، اس دن تو کوئی ایک گلاس اٹھا کر رکھنا بھی اس کے لیے شجرِ ممنوعہ ہو جاتا۔

اماں کا گھر دور تھا۔ کل اس کا روزہ نہیں تھا۔ چلنے پھرنے کی اجازت تھی، اس لیے وہ اماں کے ہاں سے ہو آئی تھی اور اماں نے اسے پوری دس اٹھنیاں دی تھیں!! ایک دم اتنی اٹھنیاں کبھی کبھار ہی مل پاتی تھیں۔ ماں باپ اسے اور بھائی کو زیادہ گند بلا کھلانے کے قائل نہ تھے اور کچھ متحمل بھی نہ تھے۔ ابو جی کی مالی حالت ان دنوں کم زور تھی، پھر بھی جتنا ہو سکتا اپنی اولاد کو اچھا کھلاتے پہناتے، بس دس دس اٹھنیاں اکٹھی نہ دے پاتے۔

وہ کل سے ایک ہی سوچ میں غلطاں تھی کہ ان دس اٹھنیوں سے کیا کیا خریدے گی؟ آج یہی سوچتے ہوئے اس نے ایک بار پھر اٹھنیاں اٹھائیں، ہاتھوں سے ان کو جانچا، پھر رکھ دیں۔۔۔ سوچا کہ امی جی سے مشورہ کر لیتی ہوں۔ اٹھنیاں دراز میں رکھیں اور کمرے سے باہر نکل آئی۔ صحن میں چارپائی پہ اماں زبیدہ (چھوٹی دادی) جلوہ افروز تھیں۔ امی جی ان کے پاس ہی کھڑی ان سے کہہ رہی تھیں "دیسی گھی تو لے لیا، لیکن دو روپے کم پڑ گئے، ادھار کر کے آئی ہوں۔"

وہ تیزی سے اندر پلٹی، دراز کھولا، چار اٹھنیاں نکالیں، ٹک ٹک کرتی باہر آئی اور وہ اٹھنیاں امی جی کے ہاتھ پہ رکھ دیں۔

"یہ کیا؟" امی جی حیران ہوئیں۔

"دیسی گھی کے باقی پیسے!" امی جی کے چہرے پہ چمک آ گئی۔

ابھی اسے باقی اٹھنیوں کا حساب کرنا تھا، وہ دوبارہ اندر چلی گئی۔

اندر آتے ہی اس نے اٹھنیاں نکالیں اور ہتھیلی پہ رکھیں۔ اس کی کائنات اس کی ہتھیلی میں سمٹ گئی۔ وہ اپنی خواہشات کا حساب کرنے لگی۔

- پہلی اٹھنّی (نمکو کا پیکٹ) ٹھک سے سائیڈ پہ ڈال دی
- دوسری اٹھنّی (بسکٹ) ٹھک
- تیسری اٹھنّی (املی کی دو ڈبیاں) ٹھک
- چوتھی اٹھنّی (چورن کی ننھی منّی بوتل) ٹھک
- پانچویں اٹھنّی (دو ٹافیاں) ٹھک
- چھٹی اٹھنّی (ٹارزن والی کہانی) ٹھک

اٹھنّیاں مکمل ہو گئی تھیں اور اس کی خواہشات بھی!!

اب بس آج وہ افطاری سے پہلے دکان والی اماں کے گھر سے یہ چیزیں لے آئے گی، پھر افطاری کے بعد ان کو مزے سے کھائے گی اور ہمیشہ کی طرح ہر چیز میں ماں کو حصے دار بنائے گی۔ ماں حسبِ عادت جھلائیں گی "لاتی اپنے لیے ہو اور کھلاتی مجھے ہو!" وہ پروا

کیے بغیر اگلا لقمہ ماں کے منہ میں زبردستی ڈالے گی اور ماں پھر اُلجھیں گی "خود نہیں کھایا جاتا کیا؟"

اور وہ منہ بناتے ہوئے کہے گی: "میں نہیں آپ کے بغیر کھاتی بس!"

رہی ٹارزن والی کہانی، وہ اسکول کے قریب ایک تخت کی دکان لگائے بابا جی سے کل ملے گی۔

ابھی ہونٹوں پہ مسکراہٹ کھیلنا شروع ہی ہوئی تھی کہ ایک خیال نے اسے چونکا دیا! اسکول سے اسے کچھ یاد آیا تھا۔۔۔

"اووہ! اسکول کی سہیلیاں اور ان کو دیے جانے والے تحائف!"

وہ تیزی سے اٹھی، دراز میں سے بٹوہ نکالا، اس میں چند نوٹ اور چند سکے تھے، اس نے ان کو گنا، تعداد اب بھی اتنی ہی تھی، جتنا اس کو آخری بار گن کر رکھا تھا۔ یہ سینتالیس روپے تھے۔ یہ پیسے اس نے پہلے سے جمع کر رکھے تھے۔ اس نے دو سہیلیوں کو عیدی دینی تھی۔ ان دنوں نیکلس اور چھوٹی جھمکیوں والے آرٹیفیشل سیٹ بیس بیس روپے کے مل رہے تھے، اس کا ارادہ یہی سیٹ لینے کا تھا۔ دونوں سہیلیوں کے لیے پانچ پانچ روپے والے چوڑیوں کے سیٹ بھی لینے تھے۔ اس خریداری کے لیے پچاس روپے کی ضرورت تھی اور سینتالیس روپے اس نے جمع کر لیے تھے۔ تین روپے ان میں ملانا باقی تھے اور عید کارڈ تو وہ پہلے ہی لے کر رکھ چکی تھی۔

اس نے حاتم طائی کی قبر کے ساتھ اپنی خواہشات پہ بھی لات مار دی اور وہ چھ اٹھنّیاں ان سینتالیس روپوں میں ملا دیں اور یوں پچاس روپے مکمل ہو گئے۔۔۔ اس کی ساری خواہشات داؤ پہ لگ گئیں!! مگر وہ خوش تھی کہ اس کی سہیلیاں خوش ہو جائیں گی، کیوں کہ وہ ان چیزوں کی دیوانی تھیں۔ دیوانی تو وہ خود بھی تھی، مگر اس نے سوچا کہ پہلے وہ سہیلیوں کو تو عیدی دیدے، بعد میں اپنے لیے بھی سوچ لے گی۔

دل سے نایاب شئے فدا کر دی
بیوقوفی کی انتہا کر دی

◆◆◆

اس نے سہیلیوں کو عیدی میں وہی سیٹ، چوڑیاں اور عید کارڈ دے دیے تھے۔ سہیلیاں خوش ہو گئی تھیں اور وہ خوش تھی کہ اس "امتحان" میں سرخرو ہوئی تھی۔ یہ الگ بات تھی کہ اس وقت اس کی ایک بھی خواہش پوری نہ ہو پائی تھی!

وقت کب گزرا، کب وہ بڑی ہوئی، کب اس کی شادی ہو گئی، کچھ پتا نہ چلا۔

ناؤ پانی، خوشی، بارشیں، قہقہے
سب کے سب کھو گئے، ہم بڑے ہو گئے

زندگی کے گزرتے ماہ و سال نے اس کی جھولی میں چند خوشیوں کے ساتھ بہت سے دکھ ڈال دیے ہیں۔ خوشیاں اس سے لینے والے کئی ہاتھ ہیں، مگر دکھ لینے والا کوئی نہیں۔ اِن دکھوں کا بوجھ اٹھانے والی وہ اکیلی ہے۔ کبھی کبھار ان دُکھوں پہ دِلاسا مل جاتا ہے، مگر کندھا نہیں ملتا۔ یہ حقیقت اب اس پہ عیاں ہو چکی ہے کہ کندھا ماں باپ کے بعد صرف سگی بہن کا ملا کرتا ہے، جو اللہ نے اسے دی ہی نہیں!! ورنہ اس نے بہن ہونے کے دعوے تو بیسیوں دیکھے ہیں، مگر انہی دعووں کے ہم راہ فاصلے بھی اتنے ہی دیکھے ہیں۔ وہ دور دور تک نظر دوڑاتی ہے، اس کی بہت سی سہیلیاں زندگی کی بھیڑ میں کھو چکی ہیں، وہ جن پہ وقت قربان کیا۔۔۔ وہ جن پہ پیسے قربان کیے۔۔۔ وہ جن پہ دل قربان کیا۔۔۔ وہ جن پہ زندگی قربان کی۔۔۔ وہ جن پہ خوشیاں قربان کیں اور وہ جن پہ اپنی خواہشات قربان کر دیں۔۔۔ وہ تمام سہیلیاں اپنی اپنی زندگی میں یوں مگن ہیں کہ کہیں نظر ہی نہیں آتیں، کہیں نہ کہیں ضرور ہوں گی، مگر اس کی زندگی سے نکل چکی ہیں، رہی وہ دو سہیلیاں، جن پہ اس نے اس دور کے حساب سے پچیس پچیس روپے کے بیش قیمت تحائف ہار دیے تھے، وہ تو تب ہی اس کی زندگی میں سے نکل گئی تھی، جب اس نے ان کے ساتھ اسکول کا آخری دن گزارا تھا!!

ہاں! مگر ساتھ رہے تو آخری سانس تک ابو جی اور ساتھ رہیں تو اپنی آخری سانس تک ماں!! اور اسے اپنے اللہ سے اُمید ہے کہ ماں پہ خرچ کیا گیا ایک ایک روپیہ اس کے نامہ اعمال میں محفوظ ہو گا۔ اسے تو معلوم ہی نہیں تھا کہ وہ چار اٹھنّیاں جو اس نے بغیر کسی اُمنگ اور ترنگ کے، ماں کے ہاتھ پہ رکھی تھیں، ان اٹھنّیوں کے بدلے میں ملنے والی ماں کی دعا کتنی قیمتی تھی کہ اللہ نے آج تک اسے کبھی رزق کی تنگی نہیں ہونے دی۔ ماں کے منہ میں زبردستی ڈالے گئے ان لقموں کا ہی ثمرہ ہے کہ اللہ نے اسے جوانی میں دو بار اپنے گھر بلایا، محبوب کا روضہ دِکھایا۔

مگر وہ چھ اٹھنّیاں جو اس نے اپنا دل قربان کر کے سہیلیوں پہ وار دیں، ان کے بدلے میں تو کچھ بھی نہ ملا۔۔۔ وہ سہیلیاں تحائف ہضم کر کے کچھ عرصے بعد اسے چھوڑ گئیں۔۔۔ آج زندگی کے دکھ اور مصائب اٹھانے کے لیے وہ اکیلی ہے، نہ وہ سہیلیاں رہیں، نہ ان پہ نچھاور کی گئی محبت!!

◆◆◆

بندے کا اللہ کے ساتھ بالکل یہی معاملہ ہے، بندہ اپنی زندگی کا قیمتی وقت یعنی جوانی دنیوی رشتوں پہ خرچ کر دیتا ہے۔ اللہ کو اپنا بچا کچا وقت یعنی بڑھاپا دیتا ہے۔ اللہ کے دین کے علم کے لیے اپنے معذور بچے مدرسے میں ڈالتا ہے۔ اللہ کے نام پہ ہلکا مال خرچ کرتا ہے، مگر رشتوں، تعلّقات اور اپنی خواہشات کے لیے عمدہ وقت، عمدہ اولاد اور عمدہ مال چنتا ہے۔ بندے کو معلوم ہی نہیں ہوتا کہ وہ یہ سب کچھ ضایع کر رہا ہے۔ اسے معلوم ہی نہیں ہوتا کہ باقی تو صرف وہی رہے گا جو اللہ پہ خرچ کر دیا۔۔۔ ہاں! جو دنیا پہ خرچ کیا، وہ میری چھ اٹھنّیوں کی طرح ضایع ہو جائے گا، جن پہ خرچ کیا وہ بھی اسی دن ساتھ چھوڑ جائیں گے، جب اس کی زندگی کا آخری دن ہو گا۔ ہاں! مگر ماں کو دی گئی میری چار اٹھنّیوں کی طرح ہمیشہ کے لیے فخر کے قابل وہی رہے گا جو اللہ کو دے دیا، وہی ہمیشہ ساتھ رہے گا اور وہی قبر و حشر میں کام آئے گا۔ اس لیے بس اللہ کے لیے جئیں اور اللہ کے بنائے گئے خونی و قانونی رشتوں کے لیے۔۔۔ باقی تو نرا خَس ہے، جو آپ کی زندگی میں جتنا کم ہو اتنا آپ کا جہاں پاک رہے گا۔

رٹو طوطے

انعم توصیف

"کیا واقعی اس کا کوئی فائدہ نہیں؟" موبائل کی اسکرین کو سامنے رکھے ہوئے مبشرہ مسلسل کچھ سوچ رہی تھی۔

"کب سے موبائل لے کر بیٹھی ہو؟ تمہاری باجی آنے والی ہیں۔" ساجدہ بیگم نے اسے ٹوکا۔

"جی امی! بس اُٹھ ہی رہی ہوں۔" مبشرہ نے تھکی ہوئی آواز میں جواب دیا۔

"آج تم نے دوہرائی بھی نہیں کی؟" ساجدہ بیگم نے اس کے قریب بیٹھتے ہوئے سوال کیا۔

"مجھے یاد ہے پارہ۔"

"کیا ہوا، کوئی بات ہے؟" ساجدہ بیگم نے سوال کیا تو اس نے جھجکتے ہوئے پوچھ ہی لیا۔

"امی! کیا قرآنِ پاک حفظ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں، جب اس کے معانی و مطالب معلوم نہ ہوں؟"

"توبہ توبہ! کیسی باتیں کر رہی ہو، یہ تو بہت بڑی سعادت ہے۔ ہمارے پورے خاندان میں صرف تم ہی ایک حافظہ ہو۔ ایک حافظ خاندان کے کئی لوگوں کو جنّت میں لے کر جائے گا۔ دنیا میں ہی دیکھ لو، کیسے سارا خاندان تمہیں رشک کی نگاہ سے دیکھتا ہے۔ تراویح کے ختم پر سارا خاندان ہی تمہاری اور تمہاری وجہ سے ہماری تعریف کرتے نہیں تھکتا۔"

"لیکن امی! پتا نہیں کیوں آج کل میرے سامنے ایسی پوسٹ آتی ہیں۔۔۔" ابھی وہ مزید کچھ کہتی کہ ساجدہ بیگم نے اس کے ہاتھ سے موبائل لیا اور منہ بنا کر کہا۔

"اس کی جان چھوڑ دو، الٹی سیدھی باتیں ہوتی ہیں اس میں، باجی آنے والی ہیں، ان کو پارہ سناؤ، تاکہ تراویح میں اچھے سے سنا سکو، ورنہ لوگ کیا کہیں گے کہ قرآن پاک ہی بھول گئی۔" اپنے علم اور عقل کے مطابق وہ اسے حفظ کی اہمیت سمجھا گئی تھیں۔

دروازے کی گھنٹی بجی تو مبشرہ جلدی سے اٹھ کر وضو کرنے کے لیے واش روم کی طرف بڑھ گئی۔

مبشرہ کو اس کی مرحوم دادی کی خواہش پر قرآنِ کریم حفظ کروایا گیا تھا۔ دادی کا میلان دین کی طرف تھا، لیکن ان کے اس دنیا سے جانے کے بعد ان کے بیٹے اور بہو نے دین کو صرف اس حد تک رکھا تھا کہ وہ اپنی سب سے بڑی بیٹی مبشرہ کے حافظِ قرآن ہونے کو اپنے لیے فخر کا باعث سمجھ کر اپنی نجات کا ذریعہ سمجھتے۔ مدرسے میں تعلیم کی وجہ سے مبشرہ کو نماز کی عادت پڑ گئی تھی اور اپنی دادی کی صحبت کی بنا پر اسے دین سے لگاؤ بھی تھا۔ ہر سال رمضان المبارک سے پہلے ایک باجی کا انتظام کیا جاتا، جو گھر آکر مبشرہ کا قرآن پاک سن کر اس کی دوہرائی کرواتیں، تاکہ گھر میں وہ تراویح میں قرآن پاک سنا کر اپنے ماں باپ کا نام روشن کر سکے۔ مبشرہ انٹر میں تھی، پڑھائی کا بوجھ بھی کافی تھا، مگر تراویح میں قرآنِ پاک سنانے کے لیے اس کے لیے لازم تھا کہ وہ اپنا وقت نکال کر دوہرائی کرے۔ سارا سال وہ پڑھائی میں مشغول رہ کر بہت کم ہی تلاوت کر پاتی تھی۔

"کیا ہوا مبشرہ؟ آج اتنی غلطیاں؟" پارہ سننے کے بعد باجی نے استفسار کیا۔

"وہ۔۔ باجی۔۔!!"

"میں دو تین دن سے نوٹ کر رہی ہوں کہ آپ کچھ پریشان ہو، کوئی بات ہے تو آپ مجھ سے شیئر کر سکتی ہو۔"

"باجی! کیا قرآنِ پاک کے معنٰی اگر معلوم نہ ہوں تو اس کو حفظ کرنے کا کوئی فائدہ نہیں؟" تمہید باندھے بغیر ہی مبشرہ نے سوال کر ڈالا۔

باجی نے مسکراتے ہوئے اسے دیکھا: "بیٹا! کلام اُللہ کو دیکھنا، اس کو چھونا بھی باعث ثواب ہے تو اس کو حفظ کرنے کا کیسے کوئی فائدہ نہیں ہوگا؟ اس کے بے شمار انعامات ہیں۔"

"جی باجی! وہی تو۔۔۔ میں نے تو کتنی بار یہ پڑھا ہے، جیسے حافظِ قرآن کے والدین کو سونے کا تاج پہنایا جائے گا، حافظِ قرآن سے کہا جائے گا کہ قرآنِ پاک پڑھتا جا اور جنّت کے درجات چڑھتا جا اور۔۔۔" مبشرہ بولتے بولتے سوچنے لگی۔ وہ احادیثِ مبارکہ ﷺ کے مفہوم بتاتے بتاتے بھول گئی تھی، تب ہی باجی نے اس کی حوصلہ افزائی کی۔

"ماشاء اللہ! آپ کو تو بہت کچھ معلوم ہے، پھر آپ یہ سوال کیوں کر رہی ہیں۔"

"وہ اس لیے باجی کہ میں نے اکثر جگہ یہ پڑھا کہ لوگ حافظِ قرآن کو رٹو طوطا کہہ رہے ہوتے ہیں اور یہ کہ جب معانی نہیں معلوم تو حفظ کرنے کا فائدہ؟" مبشرہ کی سوئی ابھی بھی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔

"ہمم! تو ہم حافظِ قرآن انھیں یہ کہنے کا موقع ہی کیوں دیتے ہیں؟" باجی نے الٹا اس سے یہ سوال کر لیا۔

"باجی! اب ہر کوئی تو ترجمہ نہیں سیکھ سکتا، گھر سے نکلنا کتنا مشکل ہوتا ہے۔ یہ تو دادی کی وجہ سے میں نے حفظ کر لیا، ورنہ میرے گھر کا ماحول تو آپ جانتی ہی ہیں۔" باجی پچھلے تین سالوں سے اس کے گھر رمضان سے پہلے آ رہی تھیں۔ وہ اس کے ماحول سے بہ خوبی واقف تھیں۔

"اللہ پاک نے آپ کو اپنا کلام یاد کرنے کی سعادت دی ہے، ہو سکتا ہے آپ ہی اس ماحول کے بدلنے کا ذریعہ بنیں، لیکن ابھی بات ہے ترجمے کی تو بیٹا! قرآنِ پاک کو سمجھنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ آخر ہم جاننے کی کوشش تو کریں کہ ہمارے رب نے ہم سے کہا کیا ہے؟ اور حافظِ قرآن پر تو زیادہ ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ جب اللہ نے اسے اتنی بڑی نعمت دی ہے، وہ بنا دیکھے کلام اللہ کو پڑھ رہا ہے تو اس کے معانی پر بھی غور کرنا چاہیے۔"

"جی باجی!" مبشرہ نے آہستہ آواز میں کہا۔

باجی نے مزید اسے سمجھانے کی کوشش نہیں کی، لیکن وہ اس کے لیے دعا کرتے ہوئے وہاں سے اُٹھ کھڑی ہوئیں۔ اب روزانہ مبشرہ کے لیے فہمِ قرآن کی دعا کرنا اِن کا معمول بن گیا تھا۔

"لَایَہْدِیْ نہیں۔۔۔ یَہْدِیْ ہے۔" باجی نے اسے ٹوکا۔

"پتا نہیں یہ غلطی بار بار کیوں آ جاتی ہے۔" مبشرہ نے پریشانی سے کہا۔

دیکھو! لَایَہْدِیْ مطلب ہدایت نہیں دیتا، یَہْدِیْ مطلب ہدایت دیتا ہے۔ صرف لا لگا دینے سے کتنا معنی پر فرق پڑ جاتا ہے بلکہ معنی ہی بدل جاتے ہیں۔ مبشرہ کی غلطیوں کو اب وہ ترجمے کے حوالے سے سمجھانے لگی تھی۔

مبشرہ غور سے ان کی بات سنتی، لیکن کچھ کہتے کہتے رک جاتی! باجی منتظر رہتیں کہ کب ان کی دعائیں مبشرہ کے حق میں قبول ہوں گی۔

رمضان المبارک میں پندرہ دن

بقیہ صفحہ نمبر ۴۳ پر

میری اُجڑی ہوئی داستاں بھی سنو!

بنتِ عامر

مما! اب کیا ہمیں کبھی کبھی کھانا ملے کرے گا؟ جب سے یہ جنگ شروع ہوئی ہے، ہمیں دو دن بعد ہی کچھ کھانا نصیب ہوتا ہے۔ ویسے آج میں بہت خوش ہوں، آج میں نے پیٹ بھر کر کھانا کھایا ہے۔ فَلِلّٰہِ الْحَمْدُ ننّھے حمزہ نے اپنی ماں سے سوال کیا۔

"میرے بیٹے! اللہ کا بہت احسان ہے، جس نے ہمیں ان جنگی حالات میں بھی رزق سے نوازا۔ ہر دم اللہ کا شکر ادا کرتے رہو اور اللہ سے ہر حال میں راضی رہو۔ یہی سچے ایمان والے کی پہچان ہے۔" جذبۂ ایمانی سے سرشار اُمِّ حمزہ نے جواب دیا۔

"مما! مجھے بابا سے ملنا ہے، جب سے جنگ شروع ہوئی ہے بابا گھر ہی نہیں آئے۔ میں ان کے لیے بہت اُداس ہو گیا ہوں۔" حمزہ نے کہا۔

جب سے جنگ شروع ہوئی تھی، تب سے ہی ڈاکٹر ابو حمزہ ہسپتال میں تھے۔ شہدا اور زخمیوں کی تعداد اتنی زیادہ تھی کہ ڈاکٹر حضرات پورا پورا دن اپنے کام میں مصروف رہتے۔ انھیں گھر جانے یہاں تک کہ اپنے کھانے پینے کی بھی فرصت نہ تھی۔ وہ خدمتِ خلق میں ایسے لگ گئے تھے، جس میں اپنا آپ بھی بھلا بیٹھے تھے اور یہ جذبہ کیوں نہ ہوتا؟ آخر شہرِ انبیا کے ڈاکٹر تھے، یہاں کا تو بچہ بچہ کوہِ استقلال ہے تو پھر بڑے تو بڑے ہیں۔

"جی بیٹے! آج ہم بابا سے ملنے ہسپتال جائیں گے۔ میں نے ان کے لیے کچھ کھانا بھی رکھا ہے، نجانے وہ بھی کب سے بھوکے ہوں گے۔ تھوڑا سا کھانا میں اُمِّ اسود کو دے کر آتی ہوں۔" اُمِّ حمزہ نے اپنی ایک رشتہ دار کا نام لیا، جن کا پورا خاندان جنگ میں شہید ہو چکا تھا۔

"مما! میرا نام مٹ گیا ہے، اسے دوبارہ لکھ دیں۔" حمزہ نے قلم اور اپنا ہاتھ آگے بڑھایا۔ اہلِ غزہ ہر وقت اپنی ہتھیلیوں میں اپنا نام لکھ کر رکھتے ہیں، تاکہ شہادت کے بعد پہچاننے میں آسانی ہو۔

"بیٹے گھبرانا نہیں! میں بس جلدی سے اُمِّ اسود تک کھانا پہنچا کے آتی ہوں۔ نجانے وہ بیچاری بھی کس حال میں ہوں گی، بہت بڑی تکلیف سے گزر رہی ہیں وہ! بس، آپ مسلسل حفاظت کی دعائیں پڑھتے رہنا جو آپ کو یاد کروائی ہیں۔" اُمِّ حمزہ نے قلم پکڑا اور اس کے ہاتھ پہ اس کا نام رقم کیا اور اُمِّ اسود کے گھر کی طرف چل دیں۔ وہ تیز تیز قدم اٹھاتی اُمِّ اسود کے محلّہ پہنچیں اور دل حمزہ میں ہی اٹکا تھا، انھیں کھانا دے کر واپسی کے لیے جیسے ہی قدم بڑھائے تو ایک زوردار دھماکے کی آواز گونجی، ان کے محلے پہ میزائل داغا گیا تھا۔ ایک قیامت خیز منظر برپا ہو گیا۔ میرا حمزہ!! میرا حمزہ!!! کی پکار لگاتے وہ اپنے گھر تک پہنچیں تو دیکھا ان کا گھر زمین بوس ہو چکا تھا اور ان کا لختِ جگر ملبے تلے دب گیا تھا۔ وہ دیوانہ وار چلا رہی تھیں اور اپنی حیثیت کے مطابق ملبہ ہٹانے کی کوشش کر رہی تھیں۔ اتنے میں ریسکیو ٹیم پہنچ گئی اور حمزہ کو نکالنے میں کامیاب ہو گئی، مگر اس کی حالت بہت نازک تھی۔ وہ شدید زخمی تھا، لہولہان چہرہ، زخمی ہاتھ اور ٹوٹی ہوئی ٹانگ۔

"وَرَبَّا! وَرَبَّا!!!" (ہائے میرے رب! ہائے میرے رب!) ہم تو قضائے حاجت کے لیے بھی جائیں تو بھی اپنے لختِ جگر کی جان کا دھڑکا لگا رہتا ہے۔ ہم کیسے عجیب لوگ ہیں اور کیسے عجیب زمانے میں جی رہے ہیں۔" اُمِّ حمزہ کی آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔

◆◆◆

الشفاء ہسپتال اندھیرے میں ڈوبا ہوا تھا۔ اہلِ غزہ کی بجلی بھی کاٹ دی گئی تھی۔ تھکے ہارے ڈاکٹر ابو حمزہ ذرا دیر ستانے کو لیٹے تھے، وہ مسلسل تین دن سے جاگ رہے تھے۔ زخمیوں اور شہدا کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی، جس کے سبب ڈاکٹر حضرات انتہائی مصروف تھے۔ دن رات ایک کر کے اپنوں کی جان بچانا، ان کی اوّلین ترجیح تھی۔ بھوک، پیاس اور نیند کے غلبے میں بھی یہ لوگ بڑی مستعدّی سے اپنے کام میں لگے رہتے ہیں۔

"ڈاکٹر ابو حمزہ!! کہاں ہو؟" محمد کی آواز سے ابو حمزہ کی آنکھ کھلی۔

"ایک جگہ حملہ ہوا ہے، کچھ زخمی لائے گئے ہیں، ایک بچے کی حالت بہت نازک ہے، جلد آپریشن کی ضرورت ہے۔" محمد (وارڈ بوائے) نے اطلاع دی۔

"اللہ اکبر!! مگر اس اندھیرے میں بغیر سازوسامان کے آپریشن!" ابو حمزہ بھونچکے رہ گئے۔

"اللہ کی ذات مدد کرنے والی ہے ڈاکٹر صاحب! ہم اپنا کام کرتے ہیں، وہ ذات اپنا کرشمہ دکھائے گی۔ ہم جتنے کام کے مکلّف ہیں اتنا تو ہمیں کرنا چاہیے۔" محمد نے دِلاسہ دیا اور زخمی کو بیڈ پر لٹایا۔

"بجلی کے بغیر تو آلات بھی کام نہیں کریں گے اور بے ہوشی کی دوا بھی نہیں ہے۔ اس ننھی جان کی ہوش کی حالت میں کیسے ٹانگ کاٹ دوں؟" ابو حمزہ پریشان ہو گئے۔

"ڈاکٹر صاحب! یہ فلسطینی بچہ ہے، کوئی عام بچہ نہیں ہے۔ اس کا صبر، ضبط اور تحمل بھی یقیناً زیادہ ہو گا۔ آپ بسم اللہ کریں۔" محمد نے اپنے موبائل سے ٹارچ جلائی اور ابو حمزہ نے آپریشن شروع کیا۔ اتنے میں بچے کے منہ سے کرّاہ نکلی اور فوراً ہی اس کے لب تلاوتِ قرآنِ کریم سے ہلنے لگے۔ تلاوت کی آواز سنتے ہی آپریشن کرتے ابو حمزہ کے ہاتھ کانپ گئے اور وہ لڑکھڑا سا گئے، یقیناً وہ آواز پہچان چکے تھے۔ انھوں نے محمد کو اشارہ کیا کہ وہ ٹارچ بچے کے منہ کی طرف کرے، تاکہ وہ اس کا چہرہ دیکھ سکیں۔ اندھیرے کی وجہ سے وہ اب تک بچے کا چہرہ نہیں دیکھ سکے تھے۔

"یہ تو میرا حمزہ ہے!" ڈاکٹر صاحب کانپ گئے۔

"ڈاکٹر صاحب ہمت کریں، جلد از جلد آپریشن ختم کرنے کی کوشش کریں۔" محمد نے کہا۔

ڈاکٹر ابو حمزہ نے کانپتے ہاتھوں، بہتی آنکھوں اور اپنے بچے کی دلسوز تلاوت کے ساتھ آپریشن کیا، جس میں کئی بار اپنے لختِ جگر کی دلخراش چیخیں بھی سنیں۔ آخر آپریشن کامیاب ہوا، محمد نے ابو حمزہ کو گلے لگایا اور مبارک باد دی۔

"اللہ اکبر!!! میں نے تو کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ ان حالات میں اپنے بچے کا آپریشن اپنے ہی ہاتھوں سے کروں گا، اگر میں بچے کو پہلے دیکھ لیتا تو کسی اور ڈاکٹر کے حوالے کرتا، بھلا کوئی باپ اپنے بیٹے کو بغیر بے ہوش کیے کیسے چیر سکتا ہے؟ اللہ!! اللہ!!" ڈاکٹر ابو حمزہ کی آنکھوں سے مسلسل اشک رواں تھے۔

◆◆◆

ڈاکٹر ابو حمزہ او۔ٹی (آپریشن تھیٹر) سے نکلے اور اُمِّ حمزہ کو تلاش کرنے لگے۔ موبائل کی ٹارچ جلائے وہ بڑی فکر مندی سے انھیں آوازیں لگا رہے تھے۔ موبائل میں چارجنگ کم تھی، انھیں یہ خوف تھا کہ کہیں موبائل بند ہی نہ ہو جائے کہ اسی اثنا میں انھیں اُمِّ حمزہ مل ہی گئیں۔ لال

سُرخ آنکھیں لیے وہ انھیں دیکھ کر پھوٹ پھوٹ کے رودیں۔
"میرا حمزہ کیسا ہے؟ مجھے اس کے پاس لے چلیں۔" اُمِّ حمزہ نے فریاد کی۔
"حمزہ اب ماشاء اللہ بہتر ہے، آئیں میں آپ کو اس کے پاس لے چلوں۔" ابو حمزہ انھیں حمزہ کے پاس لے گئے۔
"میرا شہزادہ!!! میرا العل حمزہ!!!" وہ دیوانہ وار اسے پیار کرنے لگیں۔
"ڈاکٹر ابو حمزہ آپ کی کال ہے، کچھ مریضوں کو آپ کی ضرورت ہے۔" ایک نرس نے آکر انھیں بلایا۔
"آپ کچھ آرام تو کرلیں، کب سے کام میں مصروف ہیں۔" اُمِّ حمزہ بولیں۔
"میں کیسے اس حال میں آرام کر سکتا ہوں، جبکہ میرے لوگ زندگی اور موت کی کشمکش میں ہیں، میں چلتا ہوں۔ آپ حمزہ کا خیال رکھیں۔" ابو حمزہ درد سے گویا ہوئے اور وہاں سے چلے گئے۔
اسی دوران حمزہ کے ہونٹ ہلے اور اس نے پانی مانگا۔ اُمِّ حمزہ پانی کی تلاش میں دوڑیں، مگر پانی کہیں نہ ملا۔ ڈسپنسر بھی خالی تھے، فارمیسی میں بھی کچھ نہ تھا، یہاں تک کہ واش روم کے نل میں بھی ایک قطرہ تک پانی کا نہ تھا۔ وہ پانی کی تلاش میں دوڑتیں، حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو یاد کرنے لگیں۔ وہ بھی ویران، بیاباں صحرا میں اپنے بیٹے کے لیے پانی تلاش کر رہی تھیں۔ اس وقت انھیں صحیح معنوں میں احساس ہوا کہ کس درد سے ہاجرہ علیہا السلام گزری تھیں۔
"کیا مجھے تھوڑا سا پانی مل سکتا ہے؟ میرے بیٹے کی ٹانگ کا آپریشن ہوا ہے، وہ پیاس سے رو رہا ہے۔" اُمِّ حمزہ نے ایک عورت سے پانی طلب کیا۔ اس عورت نے اپنے تھیلے سے پانی کی بوتل نکالی، جس میں فقط ایک گھونٹ ہی تھا۔ اس عورت کا ننّھا منا بیٹا ماں کو دیکھنے لگا، گویا کہ کہہ رہا ہو کہ تھوڑا سا ہی تو پانی ہے، بچا کے رکھتیں۔ اس عورت نے ایثار بھر جذبے سے وہ بوتل اُمِّ حمزہ کو تھمائی اور بیٹے سے کہا: "اللہ تعالیٰ اس سے دس گنا بڑھا کے دے گا، تم صبر رکھو۔"
اُمِّ حمزہ اس کا شکریہ ادا کرتے ہوئے حمزہ کی طرف دوڑیں اور اسے پانی پلایا، جس کو پی کر حمزہ کی جان میں جان آئی۔ وہ اپنی کٹی ہوئی ٹانگیں دیکھ کے روہانسا ہو گیا۔
"مما!!! اب میں بغیر ٹانگوں کے جیوں گا؟ میں دوستوں کے ساتھ دوڑ بھی نہیں سکوں گا؟ کیا اب میں ہمیشہ چلنے کے لیے دوسروں کا محتاج رہوں گا؟"
میرا بچہ ایسے نہیں کہتے؟ آپ تو کتنے خوش نصیب ہو کہ آپ کی ٹانگیں آپ سے پہلے ہی جنت میں چلی گئیں۔ وہ تو جنت میں ابھی سے مزے کر رہی ہیں۔ اس میں رونے کی کیا بات ہے، یہ تو خوشی کی بات ہوئی نا! اُمِّ حمزہ جو خود اندر سے ٹوٹی ہوئی تھیں، بیٹے کو حوصلہ دینے لگیں۔ وہ محسوس کر چکی تھیں کہ اب ان کی مدد کو کوئی نہیں آئے گا۔ اب بقیہ زندگی اہلِ غزہ کو جھوٹی تسلیوں پہ ہی گذارنی ہے۔ مسلم امہ کی بے حسی پہ نوحہ کناں ہونا بھی بے کار ہے۔
یہ صرف حمزہ کی کہانی نہیں! بلکہ یہ غزہ کے گھر گھر کی کہانی ہے۔ یہ لوگ دکھ اور تکلیف کے ان لمحات میں سخت حالات میں گھرے بھی ایک دوسرے کو ایسی ہی تسلیاں دیتے ہیں۔ ہمارا فرض ہے کہ ہم ان مظلوم لوگوں کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں اور جتنا ہو سکے ان کے ساتھ مالی تعاون کریں۔

بقیہ

باقی رہ گئے تھے۔ قرآنِ پاک کی دوہرائی ایک بار مکمل ہو گئی تھی۔ آج سے مبشرہ کو دو پارے سنانے تھے۔
"پارے پکے ہیں نا؟"
"جی باجی۔۔۔" مبشرہ نے سعادت مندی سے جواب دیا اور پارہ سنانے لگی۔ اس کی عادت تھی کہ وہ آنکھیں بند کر کے پارہ سناتی تھی۔ پارہ سناتے سناتے اس نے آنکھ کھولی تو باجی کو مسکراتے ہوئے دیکھا۔
"کیا ہوا باجی؟" اس کے یوں بولنے سے باجی چونک پڑیں۔
"کچھ نہیں بیٹا! آپ پڑھو۔"
"باجی! جب میں تلاوت کرتی ہوں تو اکثر آپ مسکراتی ہیں یا کبھی آپ کی آنکھوں میں آنسو آجاتے ہیں۔ ابھی بھی آپ مسکرا رہی تھیں۔"
"بیٹا! ابھی آپ جو آیتیں پڑھ رہی ہو، اس میں بنی اسرائیل کا ذکر ہے۔ اللہ نے ان کو ایک وادی میں بند کر دیا تو وہاں پر بھی اپنی نعمتیں ان پر نہیں روکیں، بلکہ من و سلویٰ کھانے کو دیا۔ میں یہ سوچ رہی تھی کہ اللہ کو ان سے کتنا پیار تھا۔"
"آپ کو کتنا مزا آتا ہوگا نا تلاوت سنتے ہوئے۔ آپ کو سب پتا ہوتا ہے کہ اللہ ہم سے کیا کہہ رہے ہیں؟" مبشرہ کے لہجے میں اشتیاق تھا۔
"آپ کو بھی مزا آسکتا ہے۔" باجی کی مسکراہٹ گہری ہوئی۔
"لیکن باجی! بہت مشکل ہے، پڑھائی میں وقت ہی کہاں ملتا ہے۔" مبشرہ نے کم زور سا بہانہ گڑھا، لیکن شاید باجی کی دعائیں قبول ہونے والی تھیں۔
"چند آیات کے لیے بھی وقت نہیں نکل سکتا؟"
"چند آیات؟ پھر تو کئی سال لگ جائیں گے۔"
"تو لگنے دو! اس کا امتحان دنیا میں تو نہیں دینا، یہ تو اللہ کے لیے سمجھنا ہے، بس نیک نیتی، ثابت قدمی چاہیے۔" باجی نے پیار سے سمجھایا۔
"لیکن میرے پاس فراغت کا تو صرف صبح کے بعد کا کچھ وقت ہوتا ہے یا پھر رات گیارہ بجے کا۔" شیطان نے اسے روکنے کی پوری کوشش کی۔
"اللہ نے انسان کو موبائل کی سہولت دی ہے تو کیوں نا اس کا مثبت استعمال کیا جائے۔ میں دن میں آپ کو سبق ریکارڈ کر کے بھیج دیا کروں گی، آپ جب بھی فری ہو سن لیا کرنا، کیسا؟" باجی نے ہنستے ہوئے جواب دیا تو مبشرہ کے چہرے پر مسکراہٹ بکھر گئی۔
"یہ تو بہت آسانی ہو جائے گی، میں بھی قرآنِ پاک سمجھ کر پڑھنے لگوں گی؟"
"ان شاء اللہ!" باجی نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو مبشرہ خوشی خوشی سپارہ سنانے لگی۔
"ہمارے نوجوانوں کو کوئی رہ بر مل جائے تو آج بھی اللہ کی باتوں کو سمجھنے کے لیے پُرجوش ہو جاتے ہیں۔ باطل کتنا ہی طاقت ور ہو، اللہ اپنے دین کی سمجھ بوجھ جس کو چاہے دیتا ہے اور دیتا رہے گا۔ اللہ پاک قرآنِ پاک کا فہم اس بچی کو عطا کرے، اسے اور اس کے گھر والوں کو ہدایت دے۔ آمین!
سپارہ سنتے ہوئے باجی نے دل ہی دل میں سوچ کر اسے دعا دی۔

صبر و شکر

اهلاً و سهلاً یا رمضان!

عذرا خالد

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو قلب و روح کی اصلاح کے ساتھ ساتھ پاکیزگی کا ذریعہ بنایا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے رمضان المبارک کو صبر و شکر اور بُردباری کا باعث بنایا ہے۔

ماہِ رمضان صبر کا مہینہ ہے۔ لغت کے لحاظ سے رمضان اور صبر میں معنی کے اعتبار سے قربت پائی جاتی ہے۔

رمضان اور صبر دونوں کے معنی "روکنے" کے ہیں، یعنی اپنے نفس کو ادنیٰ خواہشات سے روکنا صبر ہے۔

لفظ صبر کے اصل معنی "روکنے" یعنی مایوسی اور دل برداشتگی اور نفس کی گھبراہٹ کو قابو میں رکھ کر اپنے موقف پر جمے رہنے کے ہیں۔

قرآن وسنت کی اصطلاح میں صبر کی تین اقسام ہیں:

1. اپنے نفس کو حرام وناجائز چیزوں سے روکنا۔
2. اطاعت وعبادات کی پابندی پر مجبور کرنا۔
3. مصائب وآفات پر صبر کرنا، یعنی جو مصیبت آگئی، اس کو رب سبحانہٗ وتعالیٰ کی طرف سے سمجھنا اور اپنے رب کی طرف سے ثواب کی اُمید رکھنا۔ اس کے ساتھ ہی اگر تکلیف و پریشانی کے اظہار کا کوئی جملہ زبان سے نکل جائے تو وہ صبر کے منافی نہیں ہے۔

یہ تینوں اقسام صبر کے فرائض میں شامل ہیں۔

اس لیے ہر صاحبِ ایمان یعنی مسلمان کو صبر کی ان تینوں اقسام کا پابند ہونا لازم ہے۔

لیکن ہماری روزمرّہ زندگی میں تیسری قسم ہی کو صبر کہا جاتا ہے اور سمجھا جاتا ہے۔

لیکن یہ بات غیر مناسب معلوم ہوتی ہے، کیوں کہ صبر کی پہلی دو بنیاد ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے قرآنِ مجید وفرقانِ حمید میں صبر کے معنی خود واضح بیان کیے ہیں۔

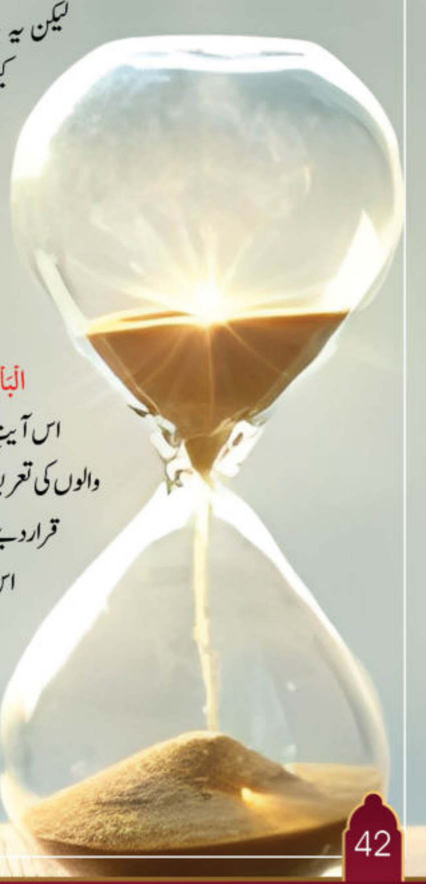

سورۃ البقرہ میں ارشادِ ربانی ہے: وَ الصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَ الضَّرَّآءِ وَ حِیْنَ الْبَاْسِ (البقرۃ:177)

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کی تعریف کرتے ہوئے انھیں نیک اور متقی قرار دیتے ہیں۔

اس آیت میں لفظ الْبَاْسَآءِ آیا ہے، اس کے معنی پریشانی، مصیبت اور آزمائش کے ہیں۔

اس آیت میں لفظ وَ الضَّرَّآءِ سے مراد تکلیف، سختی اور دشواری ہیں۔

الْبَاْس سے مراد جنگ ہے۔

اس آیتِ مبارکہ میں اللہ تعالیٰ نے صبر کرنے والے لوگوں کا بتایا ہے کہ جو مشکلات اور تکالیف میں صرف اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ پر توکل کرتے ہیں۔

سختیوں اور آزمائشوں کا صبر کے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی اگر جنگ کا موقع آجائے تو ثابت قدم رہتے ہیں۔

صبر مسلمان کے ایمان اور تقویٰ کا پیمانہ ہے۔ صبر کرنے والے لوگ اپنے ایمان کی حفاظت کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر ہر قسم کی پریشانیوں اور مشکلات کا مقابلہ کرتے ہیں۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے صبر کرنے والوں سے بہترین اجر وثواب کا وعدہ کیا ہے۔

قرآنِ مجید میں متعدّد بار ربُّ العزت نے صبر کرنے والوں کی تعریف کی ہے اور اس کے ساتھ ہی جنّت کی بشارت بھی دی ہے۔

صبر کے متعلق احادیث مبارکہ ﷺ: انس بن مالک رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے آپ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: جب میں اپنے بندے کو اس کی دو محبوب چیزوں یعنی دو آنکھوں کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کرتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں اس کے عوض اس کو جنت عطا کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ "جب میں کسی مؤمن بندے کی محبوب چیز اس دنیا سے اٹھالیتا ہوں، پھر وہ ثواب کی نیت سے صبر کرے تو اس کا بدلہ جنت ہی ہے۔" (صحیح بخاری)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "جو شخص صبر کرنے کی کوشش کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے صبر کرنے کی توفیق عطا فرماتے ہیں اور کسی کو صبر سے بڑھ کر کوئی خیر عطا نہیں کی گئی۔"

حضرت انس رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے نقل فرماتے ہیں کہ "درحقیقت صبر وہی ہوتا ہے، جو صدمہ کے ابتدا کے وقت کیا جائے۔"

شکر: سب سے پہلے اُس رب کا لاکھ لاکھ شکر کہ اس ربِّ پاک نے ہم کو صحت و تن درستی اور ایمان کے ساتھ ایک اور رمضان المبارک عطا کیا۔

اللہ ربُّ العزّت نے انسان کو بے شمار نعمتیں عطا کی ہیں۔ ان بے شمار نعمتوں کا شکر ادا کرنا ہر مسلمان پر لازم ہے۔ شکر ادا کرنے سے اللہ تعالیٰ نعمتوں میں اور اضافہ کرتے ہیں۔ اس طرح دنیا وآخرت میں کامیابی حاصل ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآنِ مجید میں فرماتے ہیں: فَاذْکُرُوْنِیْٓ اَذْکُرْکُمْ وَ اشْکُرُوْا لِیْ وَ لَا تَکْفُرُوْنِ (152)

اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہیں جانتے تھے، لہٰذا مجھے یاد کرو، میں تمہیں یاد رکھوں گا اور میرا شکر ادا کرو اور میری ناشکری نہ کرو۔

بقیہ صفحہ نمبر ۴۸ پر

Zaiby Jewellry
Saddar
021-35215455, 35677786 zaiby_jewellery Zaiby_jewellery
zaiby.jeweller@gmail.com Zaibunnisa Street, Saddar, Karachi

باولی بھجیا

قانتہ رابعہ

رضیہ بیگم کے چھ بچے تھے۔ بچے بہت مختلف مزاج کے مالک تھے، کوئی بہت شرارتی تو کوئی بہت غصیلے لہجے میں بات کرتا، ہر وقت لڑائی جھگڑے کے لیے تیار، کوئی ادھر کی ادھر لگانے والا تھا تو کوئی کام چور کاہل! وہ بہت پریشان رہتی تھیں۔ چار بیٹوں اور دو بیٹیوں میں ارسہ سب سے چھوٹی تھیں، لیکن سب سے زیادہ سمجھ دار اور ذہین! دوسروں کے معاملات میں سے اپنے لیے بہترین سبق اخذ کرنے والی! سب سے بڑی بیٹی فہمیدہ بہت چٹخوری تھیں، ہر وقت چٹ پٹی چیزوں کے لیے دل للچاتا، اتفاق سے گھر بازار کے شروع میں واقع تھا تو گول گپے ہوں یا لڈو پیٹھیاں، دال ماش کے بھلے ہوں یا پاپڑ کرارے، نمکو ہو یا آلو چھولے کی چاٹ سب ٹھیلے والے ان کی گلی سے باآواز بلند چیزیں بیچتے ہوئے جاتے اور رضیہ بیگم کی سب سے بڑی بیٹی فہمیدہ بانو جو سب چھوٹے بھائی بہنوں کی فمو باجی تھیں، رال ٹپکاتے ہوئے دروازے پر پہنچ جاتیں۔

ٹھیلے والے کو آواز لگاتیں۔

"اے بھیّا! ایک پلیٹ دہی بھلے کی تو دینا، خوب سا مرچ مسالا چھڑک کے۔" کبھی بھائیوں کے پیچھے منتیں کرتیں۔

"نعمان، میری بات تو سنو!" اور نعمان بھائی کانوں میں روئی ڈالے بہرے بنے رہتے، جیسے کچھ سنا ہی نہیں، کیوں کہ ان کو وہ مونگ کی دال کے پاپڑ، سموسے پکوڑے لا کر دیں گے تو باقی بہن بھائیوں کا بھی کھانے کو جی چاہے گا اور فمو باجی تو اپنے کھانے پینے کی اشیا میں کسی کو شامل کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتیں، اس کے بعد لڑائی مار کٹائی کا جو سلسلہ شروع ہوگا، وہ امی کے جوتے کھانے کے بعد ہی ختم ہوگا۔

ان چٹ پٹی چیزوں پر جب وہ مزید مرچ مسالا چھڑک کر کھاتیں تو بعد میں ان کا گلا بھی خراب ہوتا جو شاندے، قہوے اور ادویات کا لمبا سلسلہ امی ابو کی ڈانٹ ڈپٹ کے ساتھ تب تک جاری رہتا، جب تک فمو باجی امی سے سب کے سامنے معافی نہ مانگ لیتیں۔

یہ اور بات ہے کہ یہ معافی تلافی بس تن درست ہونے کے بعد دو چار ہفتے ہی بہ مشکل اثر دکھاتی، پھر وہی لڈو پیٹھے والے پاپڑ کرارے کی صدائیں، فمو باجی کا چٹخورہ پن، رال ٹپکتی زبان اور ناک، منہ تو کیا تیز مرچ مسالے دار اشیا کھانے کے بعد انھیں کانوں سے بھی دھواں نکلتا محسوس ہوتا۔

خیر! بڑی باجی کا حشر دیکھ کر ارسہ اندر تک ہل جاتیں اور کوئی پوچھتا کہ "ارسہ جی! گلی میں نمکو اور آلو کے چپس والا ٹھیلا گزر رہا ہے، کھانے کو جی چاہ رہا ہے تو منگوادوں؟"

فقرہ مکمل ہونے سے پہلے ہی ارسہ کا ڈھائی کلو کا وزنی سر انکار میں ہل جاتا اور کانوں کو ہاتھ لگاتے ہوئے کہتی: "نہ بابا نہ، پہلے ہی فمو باجی کو امی جان سمجھا سمجھا کر تھک جاتی ہیں، اوپر سے میں بھی تنگ کرنے والی بن جاؤں۔"

چھ ساڑھے چھ سالہ معصوم بچی کے منہ سے ایسی بات سن کر رضیہ بیگم کے اندر تک ٹھنڈ پڑ جاتی، ان کی آنکھیں بھیگ جاتیں، وہ دوپٹے کے پلو سے آنسو پونچھتے ہوئے سوچتیں: "کیا ہوا، کوئی غصے میں آ کر لڑائی پر اتر آتا ہے تو۔۔۔ انھیں ساتھ ساتھ سمجھاتی بھی ہوں، غصے کے برے انجام کے متعلق قصے کہانیاں بھی سناتی ہوں، اللہ سے دعا بھی کرتی ہوں، مجھے امید ہی نہیں پورا یقین ہے کہ ایک دن ضرور وہ اپنے غصے پر قابو پانے میں کام یاب ہو جائے گا۔" کبھی نومی اپنی شرارتوں سے زچ کر دیتا اوپر سے اس کی شرارتیں بھی کئی مرتبہ خطرناک ہو جاتیں۔

ابا اسے مارنے کو دوڑتے، ڈانٹتے، کان پکڑوانے کے بعد دیوار کی طرف منہ کر کے گھنٹہ بھر کے لیے کھڑا کر دیتے، وہ ابا کی موجودگی میں دیوار کی طرف منہ کر کے کھڑا ہو جاتا، لیکن اس حالت میں بھی وہ ناچتا کودتا ہی رہتا، اس کی ہڈی میں سکون اور چین تھا ہی نہیں، جب کبھی اسے فہمیدہ باجی یا ابا سے مار پڑتی، (ابا تو تھپڑوں کے ساتھ جوتا بھی مارنے کے لیے اتار لیتے) رضیہ بیگم جلدی سے جوتا پکڑ لیتیں، ابا انھیں بھی برا بھلا کہتے۔

ایسے ہی ایک دن روزانہ کی طرح بچوں کے لڑائی جھگڑے اور شرارتوں کے سلسلے جاری تھے، چوتھے نمبر والے بیٹے روحان نے جب سب سے چھوٹی بہن رِمشا کو سیڑھیوں سے اترتے دیکھا تو دبے پاؤں اس کے پیچھے چل دیا، جونہی اس نے چوتھی سیڑھی پر پاؤں رکھا، روحان نے اچانک اونچی آواز سے اس کے کان میں ڈرانے والے انداز میں "ہاؤ" کہا کہ اپنے خیالات میں مگن دھیرے دھیرے سیڑھیاں اترتی رِمشا کا ہاتھ ریلنگ سے ہٹ گیا اور وہ ساری سیڑھیوں سے لڑھکتی نیچے گر گئی۔۔۔

بس پھر کیا تھا! ابا وہیں موجود تھے، غصے میں آ کر انھوں نے قریب رکھے ڈنڈے کو ہاتھ میں لیا تھا کہ امی تیزی سے آگے بڑھیں: "روزوں کا مہینہ ہے، آپ کی مار بچوں کو آپ سے دور کر دے گی، آپ زبان سے ڈانٹ لیں، لیکن بچوں کو اپنے سے دور مت کریں۔"

"ہُہ! لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّۃَ، غلط کام پر کچھ نہ کہوں، تاکہ کل وہ اسے جان سے مار دے۔" ابا نے غصے سے کہا۔

"ہُہ! نہیں، بچوں میں سب چلتا ہے، اگر آپ نے روزوں کا مطلب بچوں کو بھوکا پیاسا رہنا سکھانا ہے تو جو جی میں آئے کریں، لیکن اگر بچوں کو ہمیشہ کے لیے یہ سبق دینا ہے کہ رمضان خدا خوفی، در گزر اور ایثار کا مہینہ ہے تو پھر بچوں کو مارنے پیٹنے سے رک جائیں کہ "صوم" کا مطلب اور مقصد ہی رک جانا ہے۔"

ابا نے ٹھٹھک کر دیکھا ہر وقت کاموں میں مگن رہنے والی خاموش طبع، صلح جو رضیہ بیگم کیسے اور کس انداز میں بچوں کی خاطر آگے بڑھی تھیں۔

رِمشا کو اللہ نے چوٹ سے بچا لیا تھا، اسے گود میں لے کر پیار کرتے ہوئے وہ اپنے آپ سے باتیں کیے جا رہی تھیں۔

ارے! بچے تو بچے ہوتے ہیں، بھلا بندر اور بچے بھی کبھی ٹک کر بیٹھے ہیں، وہ تو اودھم کود مچاتے ہی اچھے لگتے ہیں، جیسے سالن بنائیں تو کوئی بچہ گاجر کی سبزی نہیں کھاتا، کوئی میتھی پسند نہیں کرتا، مگر یہی سبزیاں ملا کر پکائیں تو ایک دم مزے دار ذائقے والی ہنڈیا تیار ہوتی ہے اور کوئی ناک منہ نہیں چڑھاتا، یہ بچے بھی ایسے ہی ہیں، الگ الگ اور خاموشی سے کونے کھدروں میں بیٹھ جائیں تو پڑے پڑے بیمار ہو جائیں، ان کی اچھل کود، دھما چوکڑی، مل جل کر کھیلنا، شرارتیں کرنا ہی تو انھیں مکس سبزیوں یعنی باولی بھجیا کی طرح مزے دار بناتا ہے۔ ہاں! شکر اس بات کا ہے، کوئی چوری نہیں کرتا، جھوٹ نہیں بولتا، بس غصہ کرنا بری بات ہے جو سب میں سے نکال باہر کرتا ہے، جیسے کریلا! کوئی اسے باولی بھجیا میں بھی ڈالنا پسند نہیں کرتا۔۔۔

رِمشا امی کی گود سے نکل کر دوبارہ اُچھل کود کر رہی تھی۔

فہمیدہ، نعمان، روحان سمیت سارے بہن بھائی اپنی ماں کی بات کو سمجھنے کی کوشش کر رہے تھے اور بچوں کا باپ سر جھکائے اپنے غصے پر نادم ہو کر اس پر قابو پانے کی منصوبہ بندی کر رہا تھا کہ اس کام کے لیے رمضان سے بہتر کوئی مہینہ نہیں ہو سکتا۔

رضیہ بیگم باورچی خانے میں افطاری کے پکوڑوں اور باولی بھجیا بنانے کی تیاریوں میں مصروف تھیں اور گھر میں نئے سرے سے رونق لگ چکی تھی۔

دِکھاوا

افشاں اقبال

"تحریم باجی! میں پونچھا لگا کر ثمرین باجی کا پہلے کام کر آؤں، انھوں نے ایک ہفتے سے کہا ہوا ہے کہ انھیں بازار جانا ہے، پھر کچھ دنوں میں رمضان آ جائے گا اور وہ رمضان میں مارکیٹ نہیں جاتیں۔" شبو نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

شبو! یہ تمہاری ثمرین باجی تمہارے سامنے بڑی نیک پروین بنتی ہیں، لیکن ویسی ہیں نہیں! وہ کہتے ہیں نا، ہیں کو اب کچھ نظر آتے ہیں کچھ اور تم یہ بتاؤ کہ تمھیں زیادہ تنخواہ کون دیتا ہے؟ میں یا ثمرین باجی! تحریم نے فخریہ لہجے میں کہا۔

"آپ تو ناراض ہو گئی تحریم باجی! میں تو آپ سے اجازت مانگ رہی تھی۔"

"ٹھیک ہے، میں نے اجازت دینے سے انکار کر دیا ہے، اس لیے شبو جا کر اپنا کام مکمل کرو۔"

ثمرین اور تحریم دیورانی جیٹھانی تھیں۔ ثمرین بہت تحمل مزاج اور بُردبار تھی، جب کہ تحریم کو اپنے علاوہ سب میں خامیاں دِکھتی تھیں، یہی وجہ تھی کہ شادی کے تین ماہ بعد ہی وہ ناراض ہو کر اپنے میکے چلی گئی اور اس وقت تک واپس نہ آئی، جب تک اس کے علیحدہ گھر کا مطالبہ اس کے میاں نے مان نہ لیا۔

شبّو دیورانی جیٹھانی کی مشترکہ ماسی تھی، تحریم گاہے بگاہے شبّو سے ثمرین کے بارے میں پوچھتی رہتی، لیکن شبّو کے پاس کچھ بتانے کے لیے ہوتا ہی نہیں تھا، سوائے ثمرین کی تعریفوں کے ۔۔۔ شبّو سے جتنی جلدی کام ہو سکتا تھا، اس نے نمٹایا اور ثمرین کے گھر چل دی۔

"ثمرین باجی معاف کیجیے گا! میں جلدی نہ آ سکی، میں نے تحریم باجی سے درخواست کی، لیکن انھوں نے انکار کر دیا۔"

"کوئی بات نہیں شبّو! میں نے آدھا کام کر لیا ہے، بس تم برتن دھو لو اور کچن صاف کر لو تو میں بازار ہو آتی ہوں۔"

"باجی! آپ سے ایک بات پوچھوں؟"

"میں نہ کہوں گی تو کیا تم نہیں پوچھو گی؟"

شبّو ہنسنے لگی: "پوچھوں گی تو میں پھر بھی باجی!"

"ثمرین باجی! آپ کو کبھی غصہ نہیں آتا۔"

"غلط بات پر ہر انسان کو غصہ آتا ہے، لیکن ہمارے نبی ﷺ نے غصے پر قابو رکھنے کے لیے کہا ہے، اس لیے میں ضبط سے کام لیتی ہوں۔"

"آپ کتنی اچھی ہیں اور ایک تحریم باجی ہیں، سارا دن چیخ و پکار کرتی رہتی ہیں۔"

"شبّو کتنی بار تمھیں سمجھایا ہے کہ دوسروں کی برائیاں مت کیا کرو، خود تو گناہ گار ہوتی ہو، ساتھ میں مجھے بھی گناہ کا شریک بناتی ہو۔" شبّو شرمندہ ہو گئی اور جلدی جلدی برتن دھونے لگی۔

"دیکھیں! میں پہلے سے بتا دیتی ہوں، اس بار میں عید پر تین جوڑے سلواؤں گی اور وہ بھی برانڈڈ اور اگر آپ نے نہیں دلوا دیے تو میں عید پر بھی پرانے کپڑے پہنوں گی۔" تحریم نے اپنے شوہر کو دھمکی دی۔

"تحریم! ابھی عید میں بہت دیر ہے، پہلے رمضان کے راشن اور زکوٰۃ کی فکر کرو، بعد میں شاپنگ کریں گے۔"

"ہم دو فرد ہیں، ہمیں راشن کتنا چاہیے ہوتا ہے کہ آپ رمضان کے راشن کی فکر میں ابھی سے گھل رہے ہیں۔" تحریم نے ہنستے ہوئے کہا۔

"تمھیں ہر وقت اپنی ہی پڑی ہوتی ہے، میں ملازموں کو دینے والے راشن کی بات کر رہا ہوں۔"

"اس کی تو آپ فکر ہی نہ کریں، آپ مجھے پیسے دے دیجیے گا، میں سب لے آؤں گی۔" تحریم کی بات سن کر اس کے شوہر کو اطمینان ہوا۔

"میں کل ہی تمھیں پیسے دے دوں گا تو تم ایک دو دن میں اپنی سہولت دیکھ کر چلی جانا۔"

تحریم نے پیسے دیکھ کر ایک لمحے میں ساری پلاننگ کر لی۔

صبح اپنی دوست کو فون ملایا۔

"دیکھو حرا! تم نے جو مجھے کل برانڈڈ سوٹ کی تصویریں بھیجیں تھیں، اس میں سے لال اور نیلا سوٹ مجھے بھجوا دینا۔" اور اب مطمئن ہو کر دوسرا فون اپنی گلی کے نکر پر موجود راشن والے کو ملا رہی تھی۔

"باجی! آپ بے فکر ہو جائیں، آپ نے جیسا کہا ہے ویسے ہی میں راشن کے تھیلے بنوا کر بھجوا دوں گا۔"

شبّو کے آتے ہی تحریم نے اسے راشن کا تھیلا دیا اور ساتھ ہی جتایا کہ "دیکھو! تمھاری ثمرین باجی نے تو تمھیں رمضان کے راشن میں فقط ایک شربت کی بوتل، ایک کھجور کا ڈبہ اور دو تین قسم کی دالیں پکڑا دی تھیں، لیکن میں تو تمھیں تھیلا بھر کر راشن دے رہی ہوں۔" شبّو نے مسکرانے پر اکتفا کیا۔

رمضان میں ثمرین شبّو کے روزے کا خیال کرتے ہوئے اس سے کم کام کرواتی تھی، جب کہ تحریم روزے میں دس مختلف قسم کے کھانے پکاتی تھی، جس کی وجہ سے شبّو کو زیادہ وقت لگ جاتا تھا تحریم کے گھر کام نمٹانے میں۔

اتوار کا دن تھا۔ شبّو ابھی تک نہیں آئی تھی۔ تحریم گاہے بگاہے گھڑی پر نگاہ ڈال رہی تھی اور گھڑی کی سوئیوں کے ساتھ اس کا دماغ بھی گرم ہو رہا تھا۔

"آج آئے شبّو کی بچی، اس کی تو آج خیر نہیں ہے۔" اسی وقت دروازے کی گھنٹی بجی۔

شبّو اندر جیسے ہی داخل ہوئی، تحریم نے اس پر چڑھائی کر دی۔

"باجی آپ میری بات سنیں! ثمرین باجی کا فون آیا تھا کہ ان کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی، انھیں ڈاکٹر کے پاس جانا تھا، اس لیے ان کے پاس میں پہلے چلی گئی، ان کا کام آدھے گھنٹے کا ہوتا ہے، جب کہ آپ کے گھر رمضان میں بہت برتن ہوتے ہیں تو مجھے زیادہ دیر لگتی ہے۔" یہ بات سُن کر تو تحریم آگ بگولہ ہو گئی۔

"تو ہم تمھاری ثمرین باجی کی طرح روکھا سوکھا نہیں کھاتے روزے میں، اہتمام سے کھاتے ہیں اور نہ صرف کھاتے ہیں، بلکہ دوسروں کو بھی کھلاتے ہیں، لیکن ہمیں احسان فراموش لوگ ملے ہیں جو ہم سے راشن کے تھیلے لیتے ہیں، لیکن ان کی وفاداریاں ایک شربت کی بوتل

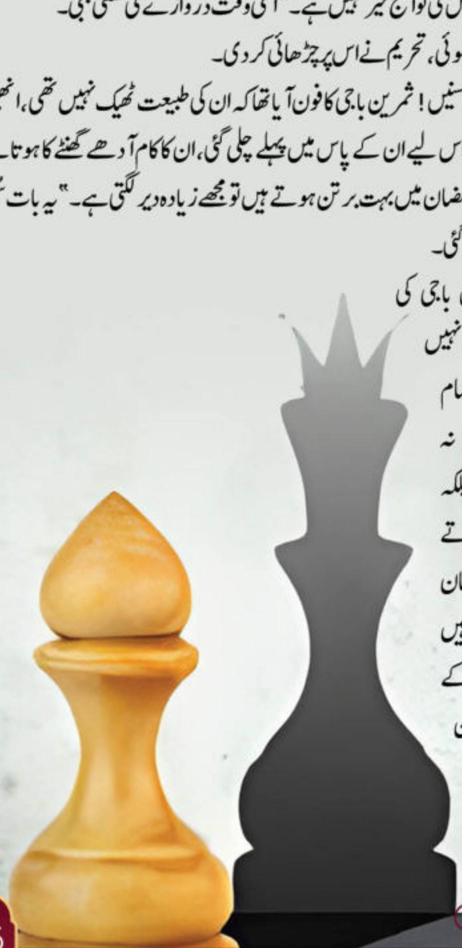

اور کھجور کا ڈبہ دینے والوں کی طرف ہوتی ہیں۔" تحریم کی بات سُن کر آج شبّو کی بھی برداشت جواب دے گئی۔

"بس تحریم باجی! بس کر دیں! آپ ہر بار مجھے سناتی رہتی ہیں تو آج مجھ سے بھی اپنی اصلیت سنیں، آپ ہمیں پیسے دیتی ہیں تو ہمیں اپنا زر خرید غلام سمجھتی ہیں، اگر پیسے دے کر ہماری مدد کرتی ہیں تو اس کے عوض ہم سے دس کام کرواتی ہیں اور جہاں تک بات راشن کی ہے تو ثمرین باجی نے مجھے بہت تھوڑا راشن دیا، لیکن وہی دیا جو خود کھاتی ہیں، آپ کی طرح دنیا کو دکھانے کے لیے اور سب کے سامنے اپنی واہ واہ کرنے کے لیے بڑا تھیلا بنا کر اس میں گھٹیا قسم کا راشن نہیں دیا، چاول ایسے ہیں کہ کھچڑی پکتی ہے اور چنے جو گلتے ہی نہیں۔"

شبّو کی آواز سُن کر تحریم کے شوہر بھی کمرے سے باہر آ گئے تھے، جسے دیکھ کر تحریم کے ہاتھ پیر پھولنے لگے۔

"شبّو! تم نمک حرام ہو، میرے پیسے چکاؤ اور چلتی بنو۔"

"آپ مجھے کیا نکالیں گی، میں خود آپ جیسی عورت کے گھر کام نہیں کرنا چاہتی جو ملازموں کو انسان نہیں سمجھتی اور رہی پیسوں کی بات تو وہ بھی میں ہر ماہ تھوڑے تھوڑے کر کے چکا دوں گی۔"

تحریم اب اپنے شوہر کو وضاحتیں دے رہی تھی۔

"آپ یقین کریں، شبّو جھوٹ بول رہی ہے، میں نے اعلیٰ قسم کا راشن اسے دیا تھا۔"

"ابھی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا، میں اپنی فیکٹری کے چوکیدار کو فون کر کے پوچھتا ہوں۔"

تحریم نے ہاتھ جوڑ لیے، "مجھے معاف کر دیں، میں نے برانڈڈ سوٹ خریدنے کے چکر میں سستے والا راشن لیا تھا۔"

"تم ایک کم ظرف عورت ہو، جسے اپنے سوا کچھ دِکھائی نہیں دیتا، تم میرے کسی گناہ کی سزا ہو۔"

تحریم کو اپنے شوہر کی بات سن کر اپنے آپ سے کراہیت محسوس ہو رہی تھی۔

بقیہ

صبر و شکر

اھلاً و سھلاً یا رمضان!

اللہ تعالیٰ نے شکر کی اہمیت کو اپنے کلام الٰہی میں بہت زیادہ اُجاگر کیا ہے۔

ناشکری عقل کے اعتبار سے بھی ایک برا فعل ہے۔ شکر ادا کرنا عقلی اعتبار سے بہترین اور محبوب عمل ہے۔

دنیا میں جب ایک انسان دوسرے انسان پر احسان کرتا ہے تو وہ اس معاشرے اور تہذیب و روایات کے مطابق اس شخص کے احسان کا شکریہ ادا کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ سورۃ النساء میں اپنے بندوں سے اس طرح مخاطب ہیں کہ

مَا يَفْعَلُ اللّٰهُ بِعَذَابِكُمْ اِنْ شَكَرْتُمْ وَاٰمَنْتُمْ وَكَانَ اللّٰهُ شَاكِرًا عَلِيْمًا (النساء: 147)

"اگر تم لوگ اللہ کا شکر ادا کرو اور خلوص نیت سے ایمان لے آؤ تو اللہ کو کیا پڑی ہے کہ تمہیں عذاب دے اللہ بڑا قدر دان اور سب کچھ جاننے والا ہے۔" (النساء: 147)

شکر کے بارے میں ایک اور جگہ ارشادِ ربانی ہے:

وَسَيَجْزِي اللّٰهُ الشّٰكِرِيْنَ (آلِ عمران: 144)

"اور جو اللہ کے شکر گزار بندے بن کر رہیں گے، اللہ تعالیٰ جلد ہی اچھا بدلہ عطا کرے گا۔"

احادیثِ نبوی ﷺ میں بھی شکر ادا کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔

شکر کے بارے میں چند احادیث:

◆ حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے اس قدر (نفل) نمازیں پڑھیں کہ آپ ﷺ کے قدم مبارک سوج گئے۔ آپ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ ﷺ اس قدر مشقت کیوں اٹھا رہے ہیں؟ حالاں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے اگلے اور پچھلے گناہوں کی مغفرت فرما دی ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کیا میں اللہ کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟"

◆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو لوگوں کا شکریہ ادا نہیں کرتا، وہ اللہ تعالیٰ کا بھی شکر ادا نہیں کرتا۔"

◆ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ عنہ نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ "جب آپ ﷺ کے ساتھ کوئی خوش کن واقعہ پیش آتا یا آپ ﷺ کو کوئی خوش خبری سنائی جاتی تو آپ ﷺ اللہ کا شکر ادا کرنے کے لیے سجدہ ریز ہو جاتے۔"

سبحان اللہ! کس قدر خوب صورت انداز میں ہمارے نبی مکرّم ﷺ نے ہمیں رب تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کی تعلیم دی ہے۔۔۔ شکر الحمدُللہ

شکر ادا کرنے کے کچھ آداب ہیں:

◆ زبان سے ربُّ العزّت کا شکر ادا کرنا۔

◆ دل سے اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر ہر لمحہ شکر گزار رہنا۔

◆ اپنے اعمال سے اللہ تعالیٰ کی بے حساب نعمتوں کا شکر گزار ہونا بھی بہت اہم ہے۔

عمل سے نعمتوں کا شکر ادا کرتے ہوئے ان نعمتوں کو اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنا بھی اہمیت کا حامل ہے۔

جب بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا شکر ادا کرتا ہے تو اس کی شخصیت میں نمایاں اور مثبت تبدیلیاں نظر آنے لگتی ہیں۔

مثلاً شکر گزار بندہ خوش و خرم نظر آتا ہے۔

شکر گزار انسان ہر لمحہ دوسروں کی مدد کے لیے تیار رہتا ہے۔

سب سے زیادہ یہ کہ شکر گزار بندہ اپنے رب کے قریب ہوتا ہے۔

آخر میں قرآن مجید کی ایک خوب صورت سورت وَالْعَصْر کا ذکر کرنا بہت اہم ہے۔

سورۃ العصر ہر مسلمان کے لیے ایک رہنما اصول ہے۔ یہ سورت ہمیں بتاتی ہے کہ کام یابی اور فلاح کا راستہ کیا ہے اور کیا نہیں ہے؟

اس سورۂ مبارکہ میں اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے زمانے کی قسم کھا کر فرمایا ہے کہ "انسان بڑے خسارے میں ہے، سوائے ان لوگوں کے جو ایمان لائے، عملِ صالح کرتے ہیں، لوگوں کو حق کی دعوت دیتے ہیں اور صبر کرتے ہیں۔"

اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ

نیکی کا مہینہ

قرۃ العین خرم ہاشمی

"کیا دیکھ رہے ہو؟" علی نے پاس کھڑے شہریار سے پوچھا جو بہت غور سے الماری میں ترتیب سے رکھی کتابیں دیکھ رہا تھا۔ علی کے پکارنے پر چونک کر متوجہ ہوا اور گہری سانس لے کر نفی میں سر ہلایا۔

"کچھ نہیں!" اس نے اُداسی سے کہا اور اسکول لائبریری کے چھوٹے سے کمرے سے باہر نکل گیا۔

"آج کوئی کتاب نہیں لو گے؟" علی نے ساتھ چلتے ہوئے حیرانی سے پوچھا۔

"ہماری اسکول لائبریری میں جتنی بھی کتابیں ہیں سب پڑھ چکا ہوں۔ نہ جانے کب نئی کتابیں آئیں گی۔" چودہ سالہ شہریار نے بے چینی سے سوال کیا۔ یہ قصبے کا واحد سرکاری اسکول تھا، جہاں وہ دونوں زیرِ تعلیم تھے۔ شہریار کو کتابیں پڑھنے کا بہت شوق تھا، اس لیے وہ اپنے جیب خرچ سے بھی کتاب ہی خریدتا تھا۔ اس کے کمرے کا ایک کونہ بک شیلف سے سجا ہوا تھا۔

"فی الحال تو ایسا ممکن نہیں، کتابوں کے لیے بجٹ نہیں ہے، سر حیدر نے بتایا تو تھا۔" علی نے لاپروائی سے کہا۔

وہ دونوں اسکول سے نکل کر گھر کی طرف جا رہے تھے، جب وہ اپنی گلی کا موڑ مڑے تو شہریار رک گیا۔ اس کی نظر سامنے

والے گھر کی طرف تھی۔ آج بھی شہزاد اپنے کمرے میں موجود کتابوں کے درمیان گم تھا۔ شہزاد کو بھی کتابوں سے جنونی محبت تھی۔ اس نے اپنے کمرے سے متصل ایک لائبریری بنائی ہوئی تھی، جس کا ایک دروازہ گلی میں بھی کھلتا تھا۔ شہریار نے اکثر کھلے دروازے سے لائبریری میں جھانک کر کتابوں کو دیکھا تھا۔ اس کی بہت خواہش تھی کہ وہ ان کتابوں سے مستفید ہو سکے، مگر شہزاد مزاج کا سخت تھا۔ وہ کسی کے ساتھ اپنی کتابیں نہیں بانٹتا تھا۔ وہ کسی کو اپنی کتابوں کو ہاتھ لگانے نہیں دیتا تھا۔ بہت کم لوگ اس کی کتابوں تک رسائی حاصل کر سکے تھے۔

"اگر شہزاد بھائی اپنی لائبریری سے محلے کے بچوں کو فائدہ اٹھانے دیں تو بچے فضول وقت ضایع کرنے سے بچ جائیں گے۔" شہریار نے گلی میں کھیلتے بچوں کی طرف دیکھ کر کہا تو علی ہنس پڑا۔

"وہ ایسا کبھی نہیں کریں گے، تم جانتے ہو کہ وہ کتنے سخت مزاج ہیں۔ کتنی بار تم نے ان سے درخواست کی کہ کتاب پڑھ کر واپس کر دو گے، مگر انھوں نے صاف انکار کر دیا تھا۔" علی نے یاد دلایا تو وہ سر ہلا کر رہ گیا۔ دونوں حسرت بھری نگاہ لائبریری پر ڈال کر آگے بڑھ گئے۔ شہزاد نے انھیں جاتے ہوئے دیکھا تو طنزیہ مسکرانے لگا۔

"ہونہہ! بڑے آئے میری کتابیں مانگنے والے۔" وہ بڑبڑاتا ہوا ہاتھ میں پکڑی کتاب کی طرف متوجہ ہو گیا۔

"بیٹا! تمھارے پاس اتنی کتابیں جمع ہیں، ان میں سے بہت سی ایسی ہیں جو تمھارے کام کی نہیں! تم وہ کتابیں محلے کے بچوں میں تقسیم کر دو۔" ایک دن شہزاد کے دادا جان نے نرمی سے سمجھایا، مگر اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"میں اپنی کتابیں کسی کو نہیں دوں گا۔" اس نے ہٹ دھرمی سے کہا۔

"میں نے ہمیشہ تمھیں کتاب سے محبت کرنا سکھایا ہے، کتاب تحفے میں دی، اسی وجہ سے آج تمھارے پاس اتنا بڑا خزانہ موجود ہے۔ ایک بات یاد رکھنا کہ علم بانٹنے سے بڑھتا ہے، کتاب کو جتنا پھیلاؤ گے، اتنا جاہلیت کا اندھیرا دور ہو گا، یہ بہت بڑی نیکی ہے۔" انھوں نے نرمی سے سمجھایا، مگر انیس سالہ شہزاد کچھ بھی سمجھنے کو تیار نہیں تھا تو وہ خاموش ہو گئے۔

کچھ دن کے بعد رمضان المبارک شروع ہو گیا۔ ہر طرف سحری اور افطاری کی رونق اور برکتیں نظر آ رہی تھیں۔ اس بابرکت مہینے میں سب کی کوشش تھی کہ بڑھ چڑھ کر نیکی کے کاموں میں حصہ لیں۔

"دادا جان! کیا آپ نے شہزاد بھائی سے بات کی؟" ایک دن عصر کی نماز کے بعد شہریار اور دادا جان اکٹھے واپس آ رہے تھے، جب راستے میں اس نے پوچھا۔ دادا جان دھیرے سے مسکرائے۔ محلے کے سب بچے ان سے بہت پیار کرتے تھے، کیوں کہ وہ بہت نیک دل انسان تھے۔ اس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتے اچانک پیچھے سے آواز آئی۔

"اچھا! تو تم میرے دادا جان کے کان بھر رہے تھے، کتاب پڑھنے کا اتنا شوق ہے تو اپنی خرید لو، خبردار! جو آیندہ میری کتابوں پر نظر رکھی۔" اچانک شہزاد نے پاس آ کر غصے سے کہا تو وہ ڈر کر نفی میں سر ہلاتا وہاں سے بھاگ گیا۔

"آپ اس سے دور رہا کریں، بہت تیز لڑکا ہے۔" اس نے منہ بنا کر کہا۔

"بہت بُری بات ہے، یہ مت بھولو کہ رمضان کا بابرکت مہینہ ہے، جس میں ہر نیکی کا ثواب کئی گنا زیادہ ملتا ہے۔ سب سے نرمی سے بات کیا کرو۔" انھوں نے نرمی سے سمجھایا تو اس نے سر ہلا دیا۔

"آیندہ خیال رکھوں گا۔" اس کے کہنے پر وہ مسکرائے۔

"اور ایک بات! شہریار بہت اچھا اور نیک بچہ ہے، جسے کتاب پڑھنے کا بہت شوق ہے۔ اس کے حالات ایسے نہیں کہ وہ کتابیں خرید سکے، اس لیے تم سے پڑھنے کے لیے کتاب مانگتا ہے، مگر تم ہر بار منع کر دیتے ہو۔" انھوں نے افسردگی سے کہا تو وہ چپ ہو گیا۔

"دادا جان! یہ جلیبیاں آپ کے لیے ہیں۔" افطاری سے کچھ دیر پہلے شہریار بھاگتا ہوا ان کے گھر آیا، اس کے ہاتھ میں چھوٹی سی پلیٹ تھی۔ "یہ کس خوشی میں؟" وہ مسکرائے۔

رمضان اور لیلۃ القدر

سیدہ فاطمہ طارق

رمضان بارہ مہینوں میں سب سے افضل مہینا ہے اور رمضان کی راتوں میں شبِ قدر سب سے افضل ہے۔ اسی طرح تمام انسانوں میں انبیا علیہم السلام افضل اور سارے نبیوں میں محمد ﷺ سب سے افضل ہیں۔ اسی طرح تمام کتابوں میں آسمانی کتب افضل ہیں اور آسمانی کتب میں قرآنِ کریم سب سے افضل ہے تو اللہ تعالیٰ نے افضل الرُّسل کو دی جانے والی افضل الکتب کو افضل اوقات میں نازل فرمایا، چناں چہ پورا قرآنِ پاک اسی ماہ میں شبِ قدر میں لوحِ محفوظ سے آسمانِ دنیا میں یک بارگی نازل ہوا، پھر تھوڑا تھوڑا دنیا میں 23 سال کے عرصے میں رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا۔

لیلۃ القدر کے فضائل:

سب سے بڑی فضیلت تو یہی ہے کہ اس میں کلامِ الٰہی نازل ہوا، دوسری فضیلت یہ ہے کہ اس رات کی عبادت ایک ہزار مہینوں کی عبادت سے بہتر ہے۔ شبِ قدر کے بہت سے فضائل احادیثِ صحیحہ میں وارد ہوئے ہیں۔ ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

1. حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: "جو شخص لیلۃ القدر میں ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے (عبادت کے لیے) کھڑا ہو، اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔"
2. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رمضان آیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "تمہارے اوپر ایک مہینا ایسا آیا ہے کہ جس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے افضل ہے، جو شخص اس رات سے محروم رہے گا تو گویا ساری ہی خیر سے محروم رہے گا اور اس کی خیر سے تو بد نصیب ہی محروم رہتا ہے۔"
3. حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "شبِ قدر میں جبرئیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ آتے ہیں اور اس شخص کے لیے جو کھڑا ہو کر یا بیٹھ کر اللہ کا ذکر کر رہا ہو، دعاءِ رحمت کرتے ہیں۔"

لیلۃ القدر کی تعیین:

شبِ قدر کون سی تاریخ میں ہوتی ہے؟ اس کے بارے میں علمائے محققین فرماتے ہیں کہ یہ رات کسی خاص تاریخ کے ساتھ مخصوص نہیں۔

علاماتِ لیلۃ القدر:

1. جس رات لیلۃ القدر ہوتی ہے، وہ رات کھلی ہوئی، روشن، چمک دار اور صاف شفاف ہوتی ہے۔
2. وہ رات معتدل ہوتی ہے، نہ زیادہ سرد نہ زیادہ گرم۔
3. کثرتِ انوار کی وجہ سے چاند کھلا ہوا ہوتا ہے۔
3. مشائخ نے لکھا ہے کہ شبِ قدر میں ہر چیز سجدہ کرتی ہے، حتیٰ کہ درخت بھی زمین پر گر جاتے ہیں اور پھر اپنی جگہ کھڑے ہو جاتے ہیں۔

کیا لیلۃ القدر امتِ محمدیہ ﷺ کی خصوصیت ہے؟

شبِ قدر صرف امتِ محمدیہ ﷺ کے لیے مخصوص ہے۔ سابقہ امتوں میں سے کسی امت کو یہ شب نہیں ملی۔

لیلۃ القدر کی دعا:

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے دریافت کیا کہ اگر میں شبِ قدر کو پاؤں تو کیا دعا کروں؟ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ دعا کرو:

اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي

ترجمہ: اے اللہ! آپ بہت معاف کرنے والے ہیں اور معافی کو پسند فرماتے ہیں، میری خطائیں معاف کر دیجیے۔

یہ دعا نہایت ہی جامع ہے، اگر اللہ تعالیٰ اپنے لطف و کرم سے آخرت کا مطالبہ معاف فرما دیں تو اس سے بڑھ کر اور کیا چاہیے۔

"میرے نانا جان ملنے آئے تھے، انھوں نے سب بچوں کو پیسے دیے، میں نے اپنے پیسوں سے جلیبیاں لے کر بانٹ دی ہیں۔" اس نے فخریہ انداز میں کہا۔

"بے وقوف ہو، اپنے پیسے ضایع کر دیے۔ جلیبیاں تو تمھاری امی بھی بانٹ سکتی تھیں۔" شہزاد نے پاس آکر طنزیہ لہجے میں کہا۔ اس نے نفی میں سر ہلایا۔

"رمضان المبارک میں ہر اچھے عمل اور نیکی پر کئی گنا زیادہ اجر ملتا ہے۔ میں نے اپنے پیسوں سے اسی لیے چیز بانٹی، تاکہ مجھے بہت سارا ثواب ملے، ہے نا دادا جان!" اس نے معصومیت سے پوچھا تو انھوں نے سر ہلایا۔

"یہ بہت بڑی نیکی ہے، کسی کو روزہ افطار کروانا۔" وہ متاثر لہجے میں کہنے لگے تو شہزاد سوچ میں پڑ گیا۔

اگلے دن جب وہ سب نماز پڑھ کر واپس آ رہے تھے تو اچانک اپنے گھر کے پاس پہنچ کر وہ شہریار سے مخاطب ہوا۔

"تم چاہو تو میری لائبریری سے کتاب لے سکتے ہو، بس شرط یہ ہے کہ کتاب خراب نہیں کرنی۔" اس نے مسکرا کر کہا تو وہ حیران رہ گیا۔ جلدی سے سر ہلاتا لائبریری سے کتاب لینے اندر چلا گیا۔ دادا جان نے سوالیہ انداز میں اس کی طرف دیکھا تو وہ مسکرانے لگا۔

"آپ نے ہی کہا تھا کہ علم روشنی ہے، جس کا پھیلانا بھی نیکی ہے اور رمضان میں ہر نیکی کا اجر کئی گنا ہو کر ملتا ہے۔ کل شہریار نے اپنی حیثیت کے مطابق نیک عمل کرنے کی کوشش کر کے میری آنکھیں کھول دیں۔ میرے پاس انمول کتابوں کا خزانہ ہے، جو میں صدقۂ جاریہ کی نیت سے محلے کے بچوں کو پڑھنے کے لیے دوں گا۔" اس نے جلدی سے تفصیل بتائی تو وہ مسکرا کر سر ہلانے لگے۔ رمضان کے مبارک مہینے نے ان بچوں کو نیکی اور خیر بانٹنے کی نئی سوچ عطا کی تھی۔

ماہِ مبارک

لائبہ عبدالستار

چاند نظر آگیا!!!　　چاند نظر آگیا!!!

باہر بچے خوشی سے یہ صدا لگا رہے تھے، اتنے میں مسجد سے الارم کی آواز آنے لگی: "بہو! ذرا دہی جمانے رکھ دینا۔" ساس اماں نے کمرے سے آواز لگائی۔

جی اماں جان۔ "مما میرے لیے فینی بھی بنایئے گا سحری میں۔" عبدالہادی نے کچن میں آکر کہا۔

"اچھا بیٹا! ذرا عبداللہ کو دیکھیں کہاں ہیں؟" مما وہ محترم تو کمپیوٹر گیم میں مصروف ہیں۔

"بیٹا، انھیں بتایئے! شیطان قید ہو گیا ہے، اب کمپیوٹر بھی بند کر دیں۔ ایک ماہ تک کوئی گیم نہیں کھیلے گا، کل کی دادا ابو کی نصیحت یاد ہے نا!!!؟"

"جی مما!" عبدالہادی نے دوڑ لگائی اور عبداللہ کو آگاہی دی، میرے بھائی شیطان قید ہو گیا ہے۔

"اچھا!!!! ارے سمجھ گیا!"

"چلیں کمپیوٹر بیٹا! ایک ماہ کے لیے اللہ حافظ۔ عبدالہادی بھائی میں سوچ رہا ہوں، اسے اسٹور روم میں رکھ دوں، اسے دیکھوں گا تو پھر دل چاہے گا گیم کھیلنے کا۔" عبداللہ جو گیم کا شوقین تھا پریشانی کے عالم میں گویا ہوا۔

"نہیں بیٹا جی! اصل مجاہدہ تو یہی ہے کہ اختیار میں ہوتے ہوئے خود کو بچایا جائے اور میں ہوں نا آپ کی نگرانی کے لیے۔۔۔" عبدالہادی نے بھنویں اوپر کو اٹھائیں۔

"ہم یہ بھی ٹھیک ہے۔" عبداللہ نے جواب دیا۔

دل میں پھر سے خوشیوں کا سامان آگیا ہے
ہم سے ملنے بہت پیارا مہمان آگیا ہے
یہ جان کر ہم خوشی سے سرشار ہو گئے
ہو "مبارک" مومنو! پھر سے ماہِ رمضان آگیا ہے

حازقہ گنگناتی ہوئی کمرے میں داخل ہوئی۔

"لایئے بھئی! موبائل جمع کروایئے!" حازقہ نے دوپٹہ کے دونوں پلو کو جمع کر کے جھولی بنائی۔

"یہ لیں بٹیا! بابا سے ابتدا کیجیے۔" شہباز قریشی صاحب نے اپنا ٹچ موبائل ان کے حوالے کیا۔

اب عبدالہادی کی باری۔۔۔ جی جی میں تو ہمیشہ کی طرح تیار ہوں بھئی! باری باری سب کے موبائل جمع ہو گئے، اب وریشہ نے بھی اپنا لیپ ٹاپ اٹھایا اور حازقہ کے حوالے کر دیا۔

اور جب رمضان آتا ہے
قید شیطان ہو جاتا ہے

حازقہ پھر گنگنانے لگی۔

تراویح پڑھ کر شہباز قریشی صاحب عبدالہادی کے ساتھ گھر آگئے، اب دادا جان اور عبداللہ کا انتظار تھا۔

مستورات بھی تراویح اور کام کاج سے فارغ ہو چکی تھیں، اچانک ہی دروازے کی بیل بجی۔ "میں دیکھتا ہوں، شاید دادا جان آگئے۔" عبدالہادی نے دروازہ کی جانب دوڑ لگائی۔

"السلام علیکم میرے بچو!" دادا جان کی آواز گونجی۔

"وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ!" روزانہ عشاء کے بعد تعلیم کی روٹین تھی، اسی غرض سے سب دادا جان کا انتظار کر رہے تھے۔ تعلیم شروع ہوتے ہی سب انتہائی خاموشی سے دادا جان کو سننے لگے۔

"میرے بچو! اس ماہِ مبارک میں ہر عبادت کا اجر ستر گنا بڑھا دیا جاتا ہے، زائد چیزوں کو چھوڑ کر ہم نے زیادہ سے زیادہ عبادات پر توجہ دینی ہے اور گناہوں سے بچنا ہے۔" دادا جان کی دورانِ تعلیم نصیحت جاری تھی۔

بے زبانوں کو جب وہ زبان دیتا ہے
پڑھنے کو پھر وہ قرآن دیتا ہے
بخشش پہ آتا ہے جب امت کے گناہوں کو
تحفے میں گناہ گاروں کو رمضان دیتا ہے

حازقہ نے درمیان میں شعر کا تیر چلایا۔۔۔

"اب جو میں کہہ رہا ہوں، سب اس پر عمل کریں گے شاعرہ!" بعد تعلیم نصیحت کی باتیں چلیں۔

"جی دادا جان، بالکل! آپ کا حکم سر آنکھوں پر!" حازقہ نے دادا جان کی چہیتی ہونے کا حق جتلایا۔

"سمجھ رہے ہو گیم کے شوقین" دادا جان نے عبداللہ کو گدی سے پکڑا۔

"ارے رے جی جی دادا جان! سب ویسا کریں گے، مجھے چھوڑیں تو آپ، بہت درد ہو رہا ہے۔"

"بہو! سب سے پہلے تمہارے فائدے کی بات، رمضان میں عورتوں کی کچن کی ذمہ داری بڑھ جاتی ہے، ہر فرد اپنی الگ فرمائش کرتا ہے، مگر قبولیت کے اوقات میں کچن میں کوئی نظر نہ آئے مجھے!"

"جی ابا جی۔" ثریا نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"اور سب مستورات نیت کا اہتمام کریں کہ جو کریں اللہ کی رضا کے لیے۔"

"دادی جان آپ سبزی کاٹتے ہوئے یہ نیت کر سکتی ہیں؟" وریشہ کہاں چپ رہ سکتی تھی۔

"اور آپ اپنی زبان کو لگام دیتے وقت یہ نیت کر سکتی ہیں۔" دادا جان نے وریشہ کو گھور کر کہا۔

وریشہ کا منہ دیکھ کر دادی جان بڑی مشکل سے ہنسی کنٹرول کر پائیں۔

"ہاں تو عبداللہ اور عبدالہادی کی چھٹیاں ہیں تو یہ بھی گھر داری میں ہاتھ بٹائیں گے اور نبی ﷺ کی سنت کو زندہ کریں گے، فضول گوئی بالکل نہیں ہو گی، زبان کو ذکر سے تر رکھیں گے۔" دادا جان نے پھر وریشہ کی جانب دیکھا جو منہ پر انگلی رکھے بیٹھی تھی۔۔۔

- موبائل فون میں صرف دو کی پیڈ والے موبائل فون ہوں گے، جو گھر کے ضروری کام لے لیے رکھے جائیں گے، باقی سب میرے لاکر میں جمع کروا دیں۔
- رات کو تراویح و تعلیم کے فوراً بعد سو جائیں اور تہجد کے لیے جلدا اٹھیں گے۔
- صبح کے وقت کوئی دیر تک سوتا نہ دکھائی دے، سب قرآن کی طرف رغبت رکھیں گے۔

"دادا جان! میں اس بار عبدالہادی سے زیادہ قرآنِ پاک مکمل کروں گا" عبداللہ نے جوش دکھایا۔

"ہاں! عبادات میں مقابلہ اچھی بات ہے، مگر اخلاص کا دامن ہاتھ سے نہ چھوٹے۔" دادا جان کی تنبیہ پر عبداللہ نے اثبات میں سر ہلایا۔

"صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ عبادات میں حصہ لیا کرتے تھے۔"

"تفصیلی صفائیاں جو رمضان سے پہلے ہونی تھیں ہو گئیں، اب رمضان کے بعد ہی ہوں گی۔ ایک ماہ کا راشن آچکا ہے، اب مزید کی گنجائش نہیں ہونی چاہیے۔" دادی جان نے بھی گفت گو میں حصہ لیا۔

"اور یہ نیت کر لیں کہ اللہ پاک اس ماہ کی برکت سے پورے سال ہمیں ایسے ہی نیکیاں کرنے والا اور گناہوں سے بچنے والا بنائے۔" شہباز قریشی نے بھی اپنی بات کا اضافہ کیا۔

"آمین!" سب کی آواز بلند ہوئی۔

"بالکل بیٹا! جب ہم ایک مہینہ دل پر محنت کریں گے اور رب سے جوڑے رکھیں گے تو اس کی برکات واثرات اگلے رمضان تک ہمیں حاصل ہوتے رہیں گے، بہت سی فضولیات سے چھٹکارا مل جائے گا، مقصدِ زندگی یاد رہے گا اور تو اور اُخروی اعتبار سے بھی عظیم اجر کے مستحق بنیں گے۔ تو پھر تیار ہیں نا میرے سب بچے!" دادا جان نے اختتامی بات کی۔

"جی دادا جان!" سب نے یک آواز سے کہا۔

"اللہ تعالیٰ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے۔" ایک بار پھر آمین کی صدا بلند ہوئی۔

تو قارئین! کیا سوچ رہے ہیں؟

آپ بھی تیار رہیے، اس ماہِ مبارک میں زوائد کو چھوڑیئے اور مقصد کی طرف دوڑ لگایئے! اس ایک ماہ میں خود کو تیار کریں، خوب محنت کریں اور دنیا و آخرت میں پھل کمائیں۔۔۔!!

رمضان کیسے گزاریں؟

اہلیہ سلیمان

"ماما! کیااللہ پاک ہمارے روزے قبول فرمائیں گے؟" مریم نے اپنی ماں سے سوال کیا۔

"کیوں نہیں بیٹا! اللہ پاک ضرور قبول کریں گے۔" ماما نے کہا۔

"لیکن ماما! ہم تو اتنی غلطیاں کرتے ہیں روزے میں۔۔۔ تو کیسے ہمارے روزے قبول ہوں گے؟" اس نے پھر سے پوچھا۔

"ماما! یہ مدرسے سے کیا جانے لگ گئی، یہ ہماری ہر چیز کو ہی غلط کہنے لگ گئی ہے، اس کو سمجھالیں، خود کتنی پرہیز گار ہے؟" مریم کی بڑی بہن مشعل نے کہا۔

"بیٹا! ایسے نہیں کہتے، پہلے بہن کی بات تو سن لو، وہ کیا کہنا چاہ رہی ہے۔ بتاؤ بیٹا! آپ کیا کہہ رہی تھیں؟" ماما نے مشعل کو منع کرتے ہوئے مریم سے پوچھا۔

"ماما! ہماری استانی صاحبہ نے ہمیں بتایا تھا کہ روزہ رُکنے کو کہتے ہیں۔" مریم نے بات شروع کی۔

"کس چیز سے رُکنے کو؟" مشعل نے پوچھا، اب وہ بھی موبائل چھوڑ کر مریم کی طرف متوجہ تھی۔

"مطلب، صبح صادق سے غروب آفتاب تک نیت کے ساتھ کھانے پینے اور اپنی جو خواہشات ہوتی ہیں، ان سے رُکنے کو روزہ کہتے ہیں۔" مریم کہہ کر رُکی اور ماما اور بہن کی طرف دیکھا، وہ دونوں اب پوری طرح اس کی طرف متوجہ تھیں، مریم نے آگے کہنا شروع کیا۔

"ہماری باجی نے ہمیں بتایا تھا کہ سحری کا وقت ختم ہونے سے پہلے اپنا کھانا پینا مکمل کر لینا چاہیے، ان کا کہنا تھا کہ بعض لوگ اذان کے انتظار میں کھاتے پیتے رہتے ہیں، سحری کا وقت ختم ہونے کے اب نقشے بنے ہوئے ہیں، روزانہ رات کو اپنی گھڑی کو ملک کے معیاری وقت سے ملالینا چاہیے اور نقشے میں دیے وقت سے احتیاطاً ایک دو منٹ پہلے سحری مکمل کر لینی چاہیے اور پھر آدھا دن یا تو سوئے رہتے ہیں یا پھر فلمیں، ڈرامے دیکھ کر روزہ گزار لیتے ہیں، اگر کوئی کچھ کہہ دے تو اس سے لڑنے لگتے ہیں اور سب پر احسان کرتے ہیں کہ بھئی ہمارا تو روزہ ہے، کیا اللہ پاک کو ہمارے بھوکا پیاسا رہنے کی ضرورت ہے؟ اور باقی کا آدھا دن افطاری اور کھانا بنانے میں گزر جاتا ہے، آپ جانتی ہیں کہ افطاری کے وقت مانگی گئی دعا قبول ہوتی ہے، لیکن سب کو اس وقت کھانے پینے کی اتنی جلدی ہوتی ہے کہ دعا مانگنا ہی بھول جاتے ہیں اور پھر زیادہ کھانے کی وجہ سے عبادت بھی نہیں ہوتی۔ جو مہینہ اللہ پاک نے بنایا ہی عبادت کے لیے ہے، جس مہینے کی ایک ایک نیکی کا ثواب کئی گنا بڑھا کر دیا جاتا ہے، اسے ہم نے اپنے کھانے پینے اور آرام کا مہینہ بنا لیا ہے، ہم اللہ پاک کی نافرمانی پر نافرمانی کرتے رہتے ہیں تو پھر ہمارے روزے کیسے قبول ہو سکتے ہیں؟ اور اگر ہم یہ کہیں کہ اللہ پاک بخشنے والا ہے، کوئی بات نہیں، ہمیں بھی بخش دے گا، یہ تو سراسر ڈھٹائی ہوئی نا" بات کرتے کرتے مریم کے آنسو بہ پڑے تھے، مشعل اور سارہ بیگم بھی سنجیدہ ہو گئی تھیں۔

"اچھا بہن! تم رونا تو بند کرو اور یہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہیے؟ ہم آج سے وہی کریں گے۔" مشعل نے مریم کو چپ کروانے کی غرض سے ہلکے پھلکے انداز میں کہا۔

"سچ میں آپی! آپ کریں گی؟" اس نے پوچھا۔

"ہوں۔" مشعل نے سر کو اثبات میں ہلایا۔

"آپی! سب سے پہلے تو ہم سحری اذان ہونے سے پہلے پہلے ہی مکمل کر لیا کریں گے، تاکہ ہمارا روزہ نہ خراب ہو۔" مریم نے بتانا شروع کیا۔

"اور؟" "اور یہ کہ موبائل وغیرہ کو ایک ماہ تک بند کر کے رکھ دو، صرف ضرورت کے وقت استعمال کر لیا کرو اور عبادت پر دھیان دیا جائے اور کھانے پینے کے معاملے میں ایک تو تکلّف سے پرہیز کریں، دوسرا ایسی چیزیں نہ کھائیں پئیں جو معدے میں گرانی کا سبب بنیں اور تھوڑی بہت بھوک رکھ کر کھانا ختم کر دیں، تاکہ نیند کم آئے۔ یہ تکلّفات اگر کم کرلیں گے تو عبادت کا وقت بھی ملے گا اور عبادت میں دل بھی لگے گا۔ سحری کرنے سے پہلے تھوڑا وقت نکال کر تہجد کا اہتمام کرنا چاہیے۔ افطاری بناتے وقت بھی گپ شپ اور فضول بحث کے بجائے ہمیں درود شریف اور استغفار کا وِرد کرنا چاہیے اور افطار سے چند منٹ پہلے اپنا کام مکمل کر لینا چاہیے اور اہتمام سے دعا کرنی چاہیے۔

اگر ہم یہ سب کریں گے تو ہمارا رمضان بہت اچھا گزرے گا۔ ان شاء اللہ!" مریم نے تفصیل سے بتایا۔

"ان شاء اللہ!" ماما اور آپی نے بھی کہا۔

"اور میں نے اپنی باجی کے کہنے کے مطابق اپنے کمرے کی ترتیب تبدیل کی ہے، کیا آپ لوگ دیکھنا پسند کریں گی؟"

"ضرور، کیوں نہیں! دکھاؤ کیا کیا ہے تم نے۔" مشعل نے کہا۔

"چلیں دکھاتی ہوں۔" مریم نے اُٹھتے ہوئے کہا۔

مریم نے اپنے کمرے کے ایک کونے میں جائے نماز بچھائی ہوئی تھی اس کے پاس ہی پڑی تپائی پر قرآن پاک، تفسیر، چند اسلامی کتب اور ساتھ ہی تسبیح رکھی ہوئی تھی کہ کسی بھی چیز کی ضرورت ہو، وہاں سے اُٹھ کر نہ جانا پڑے۔

"واؤ، ماشاء اللہ! یہاں تو پورا عبادت کا ماحول بنا ہوا ہے، میں تو آج سے یہاں پر ہی عبادت کروں گی۔" مشعل نے اس کے کمرے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

"جی جی کیوں نہیں، ضرور!" مریم نے بھی کہا۔

"اور معذرت! تم ہمارے ہی فائدے کی بات کر رہی تھی اور میں نے تمہیں ڈانٹ دیا۔" مشعل نے کہا۔

"کوئی بات نہیں آپی! آپ بڑی ہیں، آپ کچھ بھی کہہ سکتی ہیں۔" مریم نے کہا اور پھر رمضان کو زیادہ بابرکت بنانے کے لیے مشورے کرنے لگ گئیں۔

مریم کو دیکھتے ہوئے سارہ بیگم نے دل ہی دل میں اللہ پاک کا شکریہ ادا کیا کہ ان کو مریم جیسی بیٹی ملی اور اس کو ڈھیروں دعائیں دیں۔

زمزم

ڈاکٹر الماس روحی

یہ کئی ہزار سال پہلے کی بات ہے۔ سرزمینِ عراق میں ایک بہت خوب صورت بچہ پیدا ہوا، اس بچے کا نام ابراہیم رکھا گیا۔ اس بچے پر اللہ کی خاص رحمت تھی، وہ جیسے جیسے بڑا ہوتا گیا اس کے کمالات لوگوں پر کھلتے گئے۔
وہ سچ بولتا، وہ بہادر اور نڈر تھا، نرم مزاجی، رحم دلی اور خوش اخلاقی میں بے مثال تھا، اللہ نے آپ علیہ السلام کو اپنا دوست بنالیا اور سب لوگ آپ کو اللہ کا خلیل کہنے لگے۔ اللہ کے آپ ایک عظیم نبی ہیں، جنہوں نے اپنی قوم کو نیکی کی طرف بلایا اور سچائی کا سبق سکھایا۔ آپ نے نہ صرف عراق بلکہ شام، فلسطین اور مصر جیسے ملکوں میں اللہ کا پیغام پہنچایا۔ حضرت ہاجرہ علیہا السلام شاہِ مصر کی بیٹی تھیں، جنہوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی بیوی حضرت سارہ کی خدمت کے لیے اپنی بیٹی ان کے ہم راہ رخصت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ نے بہت اعزازات سے نوازا تھا، مگر آپ علیہ السلام کی کوئی اولاد نہ تھی، حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اولاد کا اشتیاق ہوا، جب ہر طرف سے خوش حالی آئی۔ زمینوں کے محصولات آئے، آپ نے غلام خریدے، اللہ نے کھیتی میں بڑی برکت دی۔ آپ نے مویشی بہت رکھے، لوگوں کی ضیافت کے لیے لنگر خانہ بھی بنایا، آپ صبح وشام لوگوں کے طعام کا اہتمام کرتے اور اولاد کے لیے دعا کرتے، ایک دن آپ کی بیوی حضرت سارہ علیہا السلام نے انھیں حضرت ہاجرہ سے نکاح کرنے کے لیے کہا اور اللہ پاک نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو چھیاسی سال کی عمر میں حضرت اسماعیل علیہ السلام عطا فرمائے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اپنے چاند سے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام سے بہت پیار کیا کرتے تھے۔ ایک دن اللہ نے آپ کو حکم دیا: ”جاؤ! اپنے بیوی بچے کو مکہ مکرمہ چھوڑ آؤ۔“ یہ اللہ کا حکم تھا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اللہ کے نبی تھے، جنہیں یہ حکم پورا کرنا تھا، اس زمانے میں سفر کرنا اتنا آسان نہ تھا، آپ علیہ السلام سفر کی ساری تکلیفیں برداشت کر کے بی بی ہاجرہ اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کو لے کر مکہ مکرمہ پہنچے اور ایک درخت کے سائے میں دونوں کو بٹھا دیا اور ان کے پاس ایک مشک پانی، کچھ کھجوریں اور روٹیاں رکھ کر واپس روانہ ہونے لگے، اس وقت دل آپ کا صدمے سے چور چور تھا، مجبوری تھی، حضرت ہاجرہ رونے لگیں: ”اے ابراہیم (علیہ السلام)! ہمیں اس بیابان میں چھوڑ کر جارہے ہو، کیا یہ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے؟“ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اثبات میں سر ہلایا۔ حضرت ہاجرہ خاموش ہو گئیں، صبر سے آپ کو جاتا دیکھتی رہ گئیں۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام جب ان کی نظروں سے اُوجھل ہو گئے تو ایک جگہ ٹھہر کر اللہ سے گریہ آہ وزاری کرنے لگے۔ آپ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی: ”اے میرے پروردگار! تیرے عزّت والے گھر کے پاس میں نے انھیں آباد کیا، لوگوں کے دل ان کی طرف مائل کر اور انھیں یہاں خورد ونوش پہنچا، لوگوں کو توفیق دے کہ وہ تیری عبادت کریں۔“
یہ ایک وادی تھی، جو دو پہاڑوں کے درمیان تھی، ان پہاڑوں میں سے ایک کا نام صفا اور دوسری پہاڑی کا نام مروہ ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جاتے ہوئے حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو کہا تھا: ”وہ ایک پہاڑی کے ساتھ خیمہ لگالیں۔“ حضرت ہاجرہ علیہا السلام روتے ہوئے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو یاد کر رہی تھیں، جب وہ انھیں تنہا چھوڑ کر جارہے تھے۔ وہ کتنی حیرت زدہ تھیں، آپ ہمیں اکیلا چھوڑ کر اس ویرانے میں کیوں جارہے ہیں؟ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے کئی بار پوچھا تھا: ”آپ ہمیں اس لیے چھوڑ کر جارہے ہیں کہ ہم یہاں بھوکے پیاسے مر جائیں۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جاتے ہوئے انہیں بتایا کہ ”یہ اللہ کا حکم ہے، اب وہی تمہارا حافظ ہے۔“ حضرت ہاجرہ علیہا السلام نے یہ سنا تو انھیں سکون کا سانس ملا اور انھوں نے کہا: ”یہ اگر اللہ کی مرضی ہے تو اس میں راضی ہوں، اللہ مجھے اور میرے بچے کو اس غیر آباد وادی میں بھوکا مرنے نہیں دے گا۔“ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے جانے کے بعد حضرت ہاجرہ علیہا السلام شیر خوار بچے کے ہم راہ اس وادی میں اکیلی تھیں تو بھوک پیاس کے غلبے سے حضرت اسماعیل علیہ السلام تڑپنے لگے، وہ بول نہیں سکتے تھے، رونے لگے، بی بی ہاجرہ علیہا السلام بے بس تھیں، یہاں چہار طرف ریت ہی ریت تھی، دور دور تک پانی کا نام ونشان تک نہ تھا اور نہ ہی کوئی مدد کرنے والا تھا۔ بچے کو بے تحاشہ روتا دیکھ کر حضرت ہاجرہ علیہا السلام صفا اور مروہ کے بیچ دوڑیں، وہ کبھی صفا کی پہاڑی پر چڑھتیں اور ادھر ادھر نظر اٹھا کر پانی کا نشان دیکھتیں، ساتھ ساتھ بچے کا دھیان رکھتیں، مایوس ہو کر وہاں سے اترتیں اور جب برابر والی پہاڑی مروہ پر چڑھتیں تو وہاں جا کر اپنا بچہ دیکھ نہ پائیں تو ان کے دل میں ڈر آگیا، کہیں ان کا بچہ درندہ نہ لے جائے۔ وہ جلدی جلدی پہاڑی سے نیچے ہموار زمین پر آگئیں، جہاں انھیں بچہ نظر آتا تھا۔ اُدھر ننھے اسماعیل کا پیاس کے مارے برا حال تھا، وہ بلک بلک کے روئے جارہے تھے، وادی میں ان کی آواز گونج رہی تھی، وہ ریت میں ایڑیاں مار رہے تھے۔ بی بی ہاجرہ علیہا السلام دو پہاڑوں کے درمیان بے قراری سے پانی کی تلاش میں دوڑ رہی تھیں۔ وہ اپنے ننھے سے بیٹے کے لیے بہت پریشان تھیں، اس طرح انھوں نے سات دفعہ چکر لگائے۔ اللہ تعالیٰ سے ان دونوں ماں بیٹے کی بے بسی دیکھی نہ گئی اور اس کی رحمت جوش میں آئی۔ ہوا یوں کہ جس جگہ ننھے منّے اسماعیل روتے ہوئے ایڑیاں مار رہے تھے۔ اللہ نے اپنی رحمت سے وہاں ایک چشمہ جاری کر دیا۔ یہ ایک معجزہ تھا، پہاڑی پر حضرت بی بی ہاجرہ علیہا السلام کو ایک آواز سنائی دی، وہ آواز کی سمت پر چلیں تو اپنے بچے کے پاس پہنچیں اور چشمہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئیں، انھوں نے پانی کو بہتا دیکھ کر کہا: ”زم زم“ یعنی رک رک! چشمے کا بہتا پانی رک گیا۔ بی بی ہاجرہ علیہا السلام دوڑی دوڑی اپنے پیاسے بچے

کے پاس آئیں، چشمے کا تازہ، ٹھنڈا پانی بچے کو پلایا اور یوں اس کی جان میں جان آئی۔
زم زم کا چشمہ آج بھی مکہ مکرمہ میں کعبہ کے پاس ہے۔ پانچ ہزار سال سے یہ پانی لوگوں کے کام آرہا ہے، لاکھوں لوگ عمرہ اور حج کے لیے جاتے ہیں، زم زم کا پانی پیتے ہیں، اس سے نہاتے ہیں، ڈرم بھر بھر کر اپنے ساتھ لاتے ہیں، یہ سوغات عزیز و رشتہ داروں کو دیتے ہیں، اس پانی میں اللہ نے شفا ہی شفا رکھی ہے۔ اللہ کی قدرت دیکھو! زم زم کا پانی نہ کم ہوتا ہے نہ ہی ختم ہوتا ہے، یہ پانی کا معجزہ ہے۔ بی بی ہاجرہ علیہا السلام اپنے بیٹے اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ وہاں پر رہ رہی تھیں، ایک روز قبیلہ جرہم کا قافلہ یمن کی طرف سے آیا، انھوں نے دیکھا کہ ان کے اوپر پرندے اڑ رہے ہیں، قافلے والے بولے: "وہاں ضرور پانی ہوگا۔"
جب وہ پہنچے بی بی ہاجرہ کو ننھے منے بچے کے ساتھ دیکھا، انھوں نے وہاں رہنا چاہا، اجازت مانگی تو بی بی ہاجرہ علیہا السلام نے تنہائی سے بچنے کے لیے سب کو اجازت دے دی، یوں وہاں ایک چھوٹا سا گاؤں بن گیا۔ یہاں لوگ عربی زبان بولتے تھے، گاؤں سے یہ جگہ قصبہ بنی اور پھر شہر بن گیا۔ اس کا نام مکہ مکرمہ ہے اور یہ شہر پوری دنیا میں مشہور ہے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کبھی کبھی مکہ آتے، بیوی اور بچے سے ملتے، وہ دیکھتے کہ ان کا بیٹا فطرت کے خوب صورت ماحول میں پل رہا ہے اور بہترین اخلاق سیکھ رہا ہے۔
اس کہانی سے ہمیں یہ سبق ملتا ہے کہ ایمان والے لوگ ہر مشکل اور مصیبت میں صبر سے کام لیتے ہیں، اللہ کا راستہ کبھی نہیں چھوڑتے۔

شیر کی دعوت

سمیرا انور

"ہرنو بیٹا! ذرا جلدی سے تیار ہو جاؤ، آج شیر بادشاہ کے ہاں افطار کی دعوت ہے۔" ہرن نے اپنے چھوٹے بیٹے ہرنو سے کہا۔
"ابا جان! ہم تو انسانوں کی طرح روزہ نہیں رکھتے، پھر افطار کیسا؟" ہرنو نے ان کی طرف حیرانی سے دیکھتے ہوئے پوچھا۔
"ہاں! ہم روزہ تو نہیں رکھ سکتے، لیکن اس کا احترام تو ہم پر بھی لازم ہے نا، پھر شیر بادشاہ کی طرف سے دعوت آئی ہے، اس لیے انکار کرنا بھی اچھا نہیں لگتا۔ ویسے افطار کا ثواب تو ہمیں بھی ملے گا۔" ہرن نے اپنے بیٹے کو سمجھایا۔
"ٹھیک ہے ابا جان!" ہرنو نے فرماں برداری سے سر ہلایا تو دونوں باپ بیٹا روانہ ہو گئے۔ کچھ فاصلے پر انھیں ہاتھی بھی آتا دکھائی دیا۔ قریب آکر اس نے بتایا کہ میں شیر کی دعوت پر جا رہا ہوں۔ ابھی وہ باتیں کر ہی رہے تھے کہ زرافہ اپنے ننھے زرفو کے ساتھ درختوں کے پیچھے سے نمودار ہوا، وہ بھی وہیں جا رہے تھے۔ وہ سب کیلوں کے باغ کے قریب سے گزرے تو منکو بھی ان کے ساتھ شامل ہو گیا۔ گینڈے میاں بھی بن مانس کے ساتھ خراماں خراماں چلے آرہے تھے۔ غرض وہ سب مل کر شیر بادشاہ کے گھر پہنچے۔ آج تو ان کا غار جھاڑیوں اور جنگلی بیلوں سے سجا ہوا تھا۔ وہاں ریچھ، زیبرا اور اونٹ پہلے سے موجود تھے۔ شیر نے ان سب کو خوش آمدید کہا اور انھیں بہت عزّت دی۔ کھجور سے بنی ایک لمبی سی چھال بچھائی گئی تھی، جس پر سب بیٹھ گئے۔ زیبرے نے جلدی سے ان سب کے لیے مشروبات سجائے اور ریچھ میاں سب مہمانوں کے پسندیدہ کھانے ان کے سامنے لا کر رکھنے لگے۔ اونٹ اور ہرن نے بھی ان کی مدد کی، پھر زرافے نے شیر بادشاہ کی اجازت سے سب کو کھانا نکال کر پیش کرنا شروع کر دیا۔
"ہاتھی میاں! آپ کے لیے خاص طور پر تازہ گنا منگوایا ہے، یہ بہت میٹھا اور مزے دار ہے۔" شیر نے خود آگے بڑھ کر گنا اس کے سامنے رکھتے ہوئے کہا تو ہاتھی خوشی خوشی گنے سے لطف اٹھانے لگا۔ ریچھ نے اپنے لیے شہد نکالا، منکو نے اپنے سامنے کیلوں کا تھال رکھا اور چھلکے خالی پلیٹ میں رکھنے کے بعد آرام سے کھانے لگا۔ ہرنو اور ہرن مل کر سبز پھلیاں کھانے لگے۔ شیر بادشاہ بھی گوشت کھانے میں مصروف ہو گیا۔ زرافہ اپنے زرفو کے ساتھ مل کر جڑی بوٹیاں کھانے میں مگن ہو گیا۔
"ارے اونٹ میاں، آجاؤ! تمہارے لیے خاص خربوزے منگوائے ہیں جو بالکل تازہ ہیں۔" شیر نے کام کرتے اونٹ کو آواز لگائی تو وہ جھٹ سے چلا آیا اور سب کے ساتھ بیٹھ کر خربوزے کھانے لگا۔ گینڈے بھیّا گھاس کھانے میں مشغول ہو گئے اور بن مانس آڑو کھانے لگا۔
یہ بڑا پیار اور محبت بھرا منظر تھا۔ سب جانوروں نے بہت عمدہ طریقے اور سلیقے سے کھانا کھایا اور اپنی اپنی پلیٹیں صاف کر دیں۔
انھوں نے نہ تو کسی کا مذاق اڑایا اور نہ ہی ایک دوسرے پر طنز کیا۔ اس پُر تکلّف کھانے کے بعد ریچھ نے سب کے لیے سبز چائے بنائی، جسے پی کر سب خوب لطف اندوز ہوئے۔
"دوستو! ویسے تو یہ افطار کی دعوت تھی، مگر چوں کہ جانوروں کے لیے رمضان کے روزے نہیں ہیں، اس لیے میں نے فیصلہ کیا کہ انسانوں کی طرح ہم سب بھی ایک جگہ جمع ہوں اور مل جل کر کھائیں۔ ہم اس وقت یہ عہد بھی کریں گے کہ اس مقدّس مہینے کا احترام کریں گے۔ نہ جھوٹ بولیں گے اور نہ ہی ایک دوسرے کی غیبت کریں گے، کیوں کہ اچھے کام کی نیت پر بھی اجر ملتا ہے اور ہم انسانوں کی طرح اچھی باتوں پر عمل کر کے اپنے رب کو خوش کریں گے۔"
شیر کی یہ اہم بات سنتے ہی سب جانوروں نے ایک ساتھ کہا: "بالکل بادشاہ سلامت! ہم ایسا ہی کریں گے۔"
پیارے بچو! پھر آپ نے کیا سوچا ہے؟ چھوٹے بچے جو روزہ نہیں رکھ سکتے، وہ رمضان کا احترام ایسے ہی کریں گے نا! سحر و افطار کے وقت افراتفری تو نہیں کریں گے۔

استقبالِ رمضان

بنت احمد

امی رمضان کے لیے سامان خریدنے بازار گئی ہوئی تھیں۔ ماہ مبارک کی آمد میں اب کچھ ہی دن رہ گئے تھے۔ امی ہمیشہ رمضان المبارک اور عید الفطر کے لیے ضرورت کی ہر چیز پہلے سے خرید لیتیں۔ ان کا کہنا تھا کہ یہ مہینہ بازاروں میں دھکے کھانے کے لیے نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے سہولت دی ہے "افورڈ" کر سکتے ہیں تو کیوں فائدہ نہ اٹھائیں۔
وہ سب بچوں کے لیے عید کی خریداری بھی پہلے سے کر لیتی تھیں اور ان کا کہنا تھا کہ رمضان کو صرف ضروری کاموں اور عبادت کے لیے فارغ کر لیں تو ان شاء اللہ رمضان المبارک کی برکات اور انوار حاصل ہوں گے اور عبادت میں بھی دل لگے گا۔

وہ سامان لے کر گھر میں داخل ہوئیں اور سلام کیا۔ بچوں نے جواب دینے کے ساتھ "حیرت" کے ساتھ امی کو دیکھا! اتنی جلدی؟ ورنہ تو کافی ٹائم لگتا تھا خریداری میں اور اس بار امی خریداری کرنے اکیلی چلی گئی تھیں کہ تم لوگ بہت ٹائم لگاتے ہو "سامان" دیکھ کر تو سب اور بھی حیران رہ گئے۔ اتنا تھوڑا سا سامان وہ بھی رمضان کے لیے۔
خیر وہ سب منتظر تھے کہ امی سکون سے بیٹھیں تو کچھ بات کریں اور خریداری چیک کریں۔
12 سالہ حارث کو تو بہت بے چینی تھی اس کا بس نہیں چل رہا تھا کہ سامان کھول کر دیکھ لے مگر امی کا ڈر تھا۔ خیر امی نماز وغیرہ سے فارغ ہوئیں اور دونوں بڑی بیٹیوں "ثنا" اور "سمیرہ" کو کچن میں بلا کر سامان رکھنے کا کہا حارث اور دانیال بھی آ گئے۔ سامان دیکھ کر تو سب کو دھچکا لگا۔ بہت مختصر خریداری امی ! ! کیا اور سامان بعد میں لائیں گی ؟؟ حارث نے پوچھا! نہیں ! امی نے مختصر جواب دیا۔ اس میں تو میری پسند کے "پاپڑ" اور کیچپ، اور میرے پسندیدہ جوس اور شربت ٹینگ وغیرہ کے فلیور بھی نہیں ہیں۔ دونوں بچوں کی شکل رونے والی ہو رہی تھی۔
دونوں بچیاں خاموش تھیں سوال تو وہ بھی کرنا چاہ رہی تھیں مگر امی کا موڈ دیکھ کر چپ تھیں۔ سامان رکھوانے کے بعد امی سب کو اپنے کمرے میں لے آئیں۔ کچھ دیر خاموش رہیں۔۔۔ پھر بولیں ! اس بار ہم رمضان بہت سادگی سے اور فضولیات سے بچکر گزاریں گے۔
کیوں ؟؟ بچوں نے سوال کیا ! ! بیٹا ! پہلی بات تو یہ ہے کہ ہم نے رمضان کو کھانے، پینے سے منسوب کر رکھا ہے۔ جو بالکل غلط ہے اور اتنے برسوں سے ہم فضولیات میں زندگی گزار رہے ہیں۔ خیر۔۔۔ امی نے ایک ٹھنڈی سانس لی ! ! اور پھر بولیں، ابھی مجھے اس حوالے سے بات نہیں کرنی بلکہ بات صرف اتنی ہے کہ اس ماہ کو ہمیں بہت سادگی اور بہت دعائیں کر کے۔ گزارنا ہے۔ اپنے فلسطینی بہن، بھائیوں کے دکھ میں ان کا ساتھ دینا ہے۔ جو ہماری ذمداری بھی ہے اور دینی غیرت کا تقاضا بھی اللہ کے سامنے پیش بھی ہونا ہے۔

لیکن۔۔۔ امی ! ! اس بات کا رمضان کی خریداری سے کیا تعلق ؟؟ حارث نے معصومیت سے سوال کیا ! ! اس کا دل تو اپنے مختلف شربت اور پاپڑ وغیرہ میں اٹکا ہوا تھا۔ امی۔۔۔ کچھ دیر خاموش رہیں پھر ادا سی سے بولیں ! بہت گہرا تعلق ہے۔ اگر درد دل سے غور کریں تو یہ پیسہ ہم فلسطین کی مدد کے لیے بھیجیں گے۔ سب چپ تھے۔ امی ! ! دوبارہ بولیں، ہم تو یہاں مزے ،مزے کے کھانوں سے لطف اندوز ہوں اور ان مظلوموں کو کھانا بھی نصیب نہیں۔ پانی میسر نہیں، کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں۔ تین مہینے ہو چکے ہیں ان پر کیا گزر رہی ہے۔ کیا ہم اتنی قربانی بھی نہیں دے سکتے کہ اپنے کھانے پینے کے خرچہ کم کر کے کچھ پیسہ ان کی مدد کے لیے بھیج دیں۔ وہاں معصوم بچے غذا اور دوائیں نہ ملنے کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ بے یارو مددگار کھلے آسمان کے نیچے پڑے ہیں۔
اللہ تعالیٰ کل ہم سے سوال کریں گے کہ میرے بندے بھوکے مر رہے تھے اور تمہارے دستر خوان بھرے ہوئے تھے وہ ذبح ہو رہے تھے تم عیش کر رہے تھے۔ کیا جواب دیں گے امی کی آواز بھرا گئی۔ بازار میں ایسے منظر دیکھے کہ دل کڑھ رہا ہے۔ لوگ ایسے خریداری کر رہے تھے گویا سال بھر کا راشن خرید رہے ہیں یا رمضان صرف کھانے پینے کے لیے آ رہا ہے۔ کوئی بائیکاٹ کا خیال نہیں۔ سوائے کچھ لوگوں کے جو "بائیکاٹ" کی وجہ سے سوچ کر خرید رہے تھے ورنہ تو بس خریدنے سے مطلب تھا۔ خیر ہر شخص اپنے عمل کا جواب دہ ہے۔ اس وقت ہمارا مقصد کچھ اور ہے اور ہم اپنے حصے کا کام کریں گے۔ امی یہ کہہ کر خاموش ہو گئیں۔

سب پر ایک خاموشی طاری تھی اور وہ گہری سوچ میں تھے۔ امی دوبارہ بولیں ! رمضان تو ویسے بھی غمگساری، ہمدردی اور رحمدلی کا مہینہ ہے۔ جب خود بھوکے ہوں گے تو دوسروں کی بھوک کا احساس ہوگا۔ ہم تو اتنا پیٹ بھر لیتے ہیں کہ ہلنا، جلنا مشکل ہو جاتا ہے۔ نمازیں بھی اللہ کی توفیق سے پڑھ لیتے ہیں کچھ ذکر، تلاوت ہو جاتا ہے۔ باقی افطاری اور سحری کی فکر رہتی ہے۔ بس اس رمضان میں کوئی فضول خرچی نہیں ہو گی۔ بس کوئی ایک چیز بن جائے گی روزانہ بدل ،بدل کر اور شربت بھی ایک ہی قسم کا بنے گا۔ اس پر بھی اللہ کا جتنا شکر ادا کریں کم ہے۔ کتنے لوگوں کو یہ بھی میسر نہیں ہے۔
جی امی ! آپ ٹھیک کہہ رہی ہیں۔ بڑی بیٹی ثنا نے تائید کی اور چھوٹی۔ سمیرا نے بھی سر ہلایا۔ دانیال اور حارث نے بھی ایک زبان ہو کر سب کا ساتھ دیا۔ امی طمانیت سے مسکرادیں اور ہاتھ اٹھا کر استقامت اور قبولیت کی دعا مانگ کر نماز مغرب کے لئے اٹھ گئیں اور باقی سب نے بھی تقلید کی اور نماز کے لیے اٹھ گئے۔

بچوں کے فن پارے

اریب خان 14 سال اورنگ آباد انڈیا

داؤد احمد 8 سال حافظ آباد

عطیہ امین 10 سال لاہور

لبیب حماد ،آرمی پبلک اسکول ، خضدار

ماریہ سیف اللہ 11 سال اسلام آباد

محمد 8 سال لاہور

بادیہ علی 10 سال لاہور

محمد سفیان 9 سال کراچی

ہر ماہ ایک فن پارے پر300 روپے انعام دیا جاتا ہے گزشتہ ماہ **ماریہ سیف اللہ** کا فن پارہ انعامی قرار پایا ہے، انہیں 300 روپے مبارک ہوں (ادارہ)

پیارے بچو!!!

اس مرتبہ رمضان اور مارچ ساتھ ساتھ ہیں۔ آپ جانتے ہیں ناکہ 23 مارچ 1940 کو قراردادِ پاکستان منظور ہوئی اور رمضان المبارک کے مہینے میں پاکستان کا قیام عمل میں آیا۔ یوں رمضان اور مارچ دونوں ہی کا تعلق قیامِ پاکستان سے ہے۔ اور یہ بھی آپ جانتے ہی ہوں گے کہ قیامِ پاکستان میں مسلمان بچوں کے مثالی کردار کے کئی واقعات موجود ہیں۔ یعنی ایسا نہیں تھا کہ بچے کھیلتے کودتے رہے یا پھر ٹی وی پر کارٹون دیکھتے رہے اور بڑوں نے مل کر پاکستان بنالیا نہیں بلکہ بچوں کی ذہانت و محنت، ان کے والہانہ و مخلصانہ جذبے اور ان کے احساس و شعور نے قیام پاکستان کی راہیں آسان کیں۔

پاکستان کا مطلب کیا۔۔۔ لا الہ الا اللہ کا نعرہ بچوں کی معصوم آوازوں سے ان فضاؤں میں گونجتا تھا۔

یہ وطن لا الہ الا اللہ کے نام پر قائم ہوا۔ اس کی بنیادوں میں صرف بڑوں کا نہیں، معصوم شہید بچوں کا لہو بھی ہے۔

آپ امت مسلمہ اور پاکستان کا سرمایہ ہیں۔ پاکستان کے قیام میں بچوں کا کردار تھا تو پاکستان کا استحکام اور بقا بھی آپ کے دم سے ہے۔ کیا آپ چاہیں گے کہ جس وطن کو آپ جیسے پھولوں نے اپنی جانیں قربان کر کے حاصل کیا آپ وہ وطن کھیل کود اور کارٹون دیکھنے کی وجہ سے گنوادیں؟؟ نہیں نا!. تو آئیں اس مارچ اور رمضان میں ایک دوسرے کا ہاتھ تھام لیں۔ ان بچوں کی منزل تھی

پاکستان کا مطلب کیا لا الہ الا اللہ
آپ اپنا نصب العین بنالیجیے
پاکستان کا مقصد کیا لا الہ الا اللہ

فروری 2024ء کے سوالات کا درست جواب دینے پر ماریہ سیف اللہ کو شاباش انہیں 300 روپے مبارک ہوں

سنیے!!!!

یہ سوالات فروری کے شمارے سے لیے گئے۔
جوابات کی آخری تاریخ 15 مارچ 2024ء ہے

ماہنامہ فہمِ دین
مارچ 2024ء کے سوالات

سوال 1: عثمان اور اس کے ابو جان دو دن کے لیے کہاں جارہے تھے؟

سوال 2: اللہ تعالیٰ نے زمین پر کس کو اپنا خلیفہ بنایا؟

سوال 3: مورگن کیوں بے ہوش ہوگیا تھا؟

سوال 4: جب آسمانی بجلی گرتی ہے تو کون سی گیس خارج کرتی ہے؟

سوال 5: سریہ عکاشہ بن محصن الاسدی کب پیش آیا؟

فروری 2024ء کے سوالات کے جوابات

جواب 1: والد کی بے روزگاری کی وجہ سے

جواب 2: یہ پیپسی نہیں فلسطینی مسلمانوں کا خون ہے

جواب 3: انکل چیتے کا شرارتی بچہ

جواب 4: اللہ کی عطا کردہ نعمت

جواب 5: اللہ تعالیٰ نے فلسطین کو بابرکت زمین کہا ہے

برکاتِ رمضان

سحر قاسمی

آگیا ہے ماہِ رمضاں ہر طرف پھیلا ہے نور
نیکیوں کی بارشیں ہیں برکتوں کا ہے ظہور

آؤ لوگو ہر بدی سے آج ہم توبہ کریں
مغفرت کے کر رہا ہے فیصلے ربِ غفور

ہر گھڑی مانگو دعائیں، کیا خبر کہ کس گھڑی
ہو دعا مقبول اور مل جائے ہم کو بالضرور

پاک کر لو ذکر سے اپنے دلِ بیمار کو
دیکھیے پھر ملتا ہے کتنا عبادت میں سُرور

نیکیاں کر کے سحر لوگوں کو مت کہتے پھرو
اس سے دل میں میرے پیارے! پیدا ہوتا ہے غرور

خوب بھر لو دوستو اب برکتوں سے جھولیاں
اس سے پہلے کہ چلا جائے یہ مہماں ہم سے دُور

ماہِ رمضاں ہے وہ نعمت مومنوں کے واسطے
جس کی خاطر آہ بھرتے ہیں سدا اہلِ قبور

نیکیاں دگنی ہیں اس میں "صوم" کی ہیں برکتیں
پالیا گر "بابِ ریّاں"، تیرے ہیں حور و قصُور

شکر ہے یارب کہ تو نے پھر سے اک موقع دیا
مغفرت فرما دے یارب! یاالٰہی یاغَفور!

پاس میرے کچھ نہیں ہے جز ندامت اے خدا!
غلطیوں کے بوجھ سے میں ہو گیا ہوں چُور چُور

نظرِ رحمت کیجئے اے کردگارِ اِنس و جاں!
ورنہ جاؤں گا کہاں ہو کر خدایا تجھ سے دُور

رب کے عاشق تو سحر رہتے ہیں طالب دید کے
ان کو اس سے کیا غرض ہے حشر ہو یا کوہِ طور

ماہِ رمضان

ارسلان اللہ خان

بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — یہ سارے مہینوں کا سُلطان ہے
حقیقت میں یہ سب سے ذیشان ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
سبھی نیک کاموں میں مشغول ہیں — یہ گویا عبادت کا عُنوان ہے
بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — نہ رمضان کیوں سب سے مُمتاز ہو
کہ اُترا اسی ماہ قُرآن ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
بڑھا رزق، نیکی کا جذبہ بڑھا — فزوں تر ہوا پھر سے ایمان ہے
بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — مساجد میں پھر آ گئیں رونقیں
خُداوند کا ہم پہ احسان ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
چلو خوب حاصل کریں نیکیاں — فقط اک مہینے کا مہمان ہے
بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — گناہوں سے مومن نہ کیوں دور ہوں
ہوا قید میں بند شیطان ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
کرو اپنے مولا سے بخشش طلب — یہی ماہ تو ماہِ غُفران ہے
بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — شبِ قدر ہو جائے ہم کو نصیب
کہ اس رات کی بے پناہ شان ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
شبینہ، تراویح اور اعتکاف — اسی ماہ کا سب یہ فیضان ہے
بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — حرَم میں کریں سحر و افطار ہم
یہ ہر ایک مومن کا ارمان ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
پکوڑے، سموسے، جلیبی، کھجور — یہ افطار کے وقت سامان ہے
بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے — نمازیں پڑھو بعدِ رمضان بھی
یہی نیک لوگوں کی پہچان ہے — بہت مُحترم ماہِ رمضان ہے
جو بن جائے گا ارسلاںؔ متّقی — وہی ایک سچّا مسلمان ہے

گلدستہ

ترتیب و پیشکش: شیخ ابوبکر، عبدالرحمن چترالی

حمدِ باری تعالیٰ

کمال یہ ہے کہ دل کی دھڑکن، ترے لیے ہی دھڑک رہی ہو
تری رضا میں میری رضا ہو، یہ فکرِ مولیٰ کھٹک رہی ہو

میں ایک بندہ، تُو میرا مالک، تری عبادت کروں میں ایسے
تری محبت میرے رَگ وپے میں بن کے بجلی کڑک رہی ہو

میں ہوں سفر میں یا پھر حضر میں، ہو تیری منشا مری نظر میں
میں جب بھی بولوں، لبوں کو کھولوں تری ہی مِدحَت چھلک رہی ہو

مجھے محبت ہو تجھ سے اتنی کہ بھول جاؤں ترے سوا سب
میں تجھ پہ ایسے مٹوں خدایا کہ زیست حیرت سے تک رہی ہو

گزار دوں اپنی عمر ساری، ترے ہی در پر اے میرے مولیٰ
تری محبت میں موت آئے تو روح میری مہک رہی ہو

سفر کروں جب میں تری جانب تو رہ گزر میں تجھے پاؤں
تجھے ملوں تو جبیں پر میری خوشی کی لالی چمک رہی ہو

رسولِ انور ﷺ کریں شفاعت، نصیب چمکے ترا قلندر
سعادتِ دوجہاں تری سمت مسکرا کے لپک رہی ہو

شاعر: احمد شاہ، متعلم جامعہ بیت السلام کراچی

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

دل جو ہو جائے آقا کا مسکن مکان
وِرد کرتی رہے ان کا ہر پل زبان
صبح روشن ہے وہ یا کلیدِ سحر
مہ رُخ زیست کی صورتِ جاویداں

کیا بتاؤں میں کیسی وہ تصویر ہے
شب کی تاریکیوں میں ہے دن کا سماں
دنیا میں جب کبھی آپ آئے نہ تھے
ہر سو بے چینیاں، ظلمتیں تھی یہاں

بوئے گل کی مہک یہ بہاریں نہ تھی
نوحہ گر تھی زمیں، اشک بار آسماں
آپ آئے تو گل پھول کھلنے لگے
چھائی افلاک پر رحمتوں کی گھٹا

پھر چراغ نبوت فروزاں ہوا
ریگزارِ عرب بن گیا کہکشاں
آنکھوں کا چین ہے چہرۂ مصطفیٰ
ان کے ہی نور سے چمکا سارا جہاں

راہ پانے لگے راہ بھولے ہوئے
پا گئے قافلے منزلوں کے نشاں
شانِ آخر نبی جب میں پڑھنے لگا
لب مہکنے لگے دل مچلنے لگا

ان کے رخسار کا تذکرہ جب کیا
جامِ الفت یکایک چھلکنے لگا

شاعر: احمد ظہور اور حسّان، متعلم جامعہ بیت السلام کراچی

ذہنی فائدے

کھیل سے ذہنی نشوونما میں بھی بڑی مدد ملتی ہے۔ صحت مند دل و دماغ صحت مند جسم ہی میں پروان چڑھ سکتا ہے۔ بیمار اور مریل جسم میں صحت مند دل و دماغ کا تصور کرنا حماقت کے سوا کچھ نہیں، اگر کھیل جسمانی صحت پر اچھے اثرات ڈالتا ہے تو ذہنی صلاحیتوں پر بھی اچھے اثرات مرتب کرتا ہے۔ چیزوں کو توڑنے، جوڑنے اور بنانے بگاڑنے سے بچوں کو نئے نئے تجربات حاصل ہوتے ہیں، ان کے اندر ایجاد و اختراع کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ مختلف کھیلوں میں بچے کو مختلف حالات اور قسم قسم کے ہم عمروں اور ساتھیوں سے سابقہ پڑتا ہے، ان سب سے نبرد آزما ہونے کے لیے بچوں میں بروقت فیصلہ اور اقدام کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ کھیل کے دوران ان کو مختلف معلومات حاصل ہوتی ہیں اور ان کے علم میں اضافہ ہوتا ہے۔ اپنے ساتھیوں سے جب وہ تبادلہ خیال کرتے ہیں تو ان کے ذہن کی گرہیں کھلتی ہیں اور گفت گو کا سلیقہ آتا ہے۔ کھیل کے دوران اپنی جیت پر توجہ مرکوز کیے رہنے سے ان میں توجہ و انہماک اور کسی بلند مقصد کے لیے اپنی قوتوں کو مرکوز کر دینے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ بہت سے بچوں کے جبلی تقاضے گھریلو زندگی میں پورے نہیں ہو پاتے، جس کی وجہ ان کے ذہن پر ایک دباؤ سا رہتا ہے۔ کھیل کے ذریعے ذہنی دباؤ اور الجھن دور ہو جاتی ہے اور انھیں فرحت و انبساط محسوس ہوتا ہے۔ مختصر یہ کہ نئے بچوں، نئے طور و طریقوں اور نئے نئے خیالات سے فیض یاب ہو کر بچہ ذہنی بلوغ کی شاہراہ پر گامزن ہونے لگتا ہے۔

(مثالی باپ، محمد حنیف عبد المجید، ص:139)

OPEN SECRET

اب دل تو چاہتا ہے ہر بندہ کا کہ لیلۃ القدر میں مجھے عبادت کی سعادت نصیب ہو، لیکن وہ نعمتیں کب نازل ہوتی ہیں، رحمتیں کب نازل ہوتی ہیں؟ جبرئیل علیہ السلام کب نازل ہوتے ہیں؟ ہمیں اس بات کا پتا نہیں تو ممکن ہے، ہم گیارہ بجے تک عبادت کریں اور یہ رحمتوں کا نزول اس کے بعد ہو، ممکن ہے کہ ہم بارہ بجے تک عبادت کریں اور ان خاص رحمتوں کا نزول اس کے بعد ہو، ممکن ہے کہ ہم دو بجے تک عبادت کریں اور ان نعمتوں کا نزول اس کے بعد شروع ہو، تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ ملائکہ نازل ہوتے ہیں، اب کب نازل ہوتے ہیں؟ اس کا تو ہمیں علم نہیں ہے، لیکن قرآنِ مجید سے ایک اشارہ ملتا ہے اور وہ بڑا مزے کا ہے۔ پروردگارِ عالم نے ایک طرف تو بات چھپائی، لیکن دوسری طرف بندوں کو راہ بھی دکھائی، جیسے ماں بچے کو کچھ دینا چاہتی ہے تو وہ چھپا دیتی ہے، مگر کچھ ڈائرکشن [direction] بھی دیتی ہے، دل میں ہوتا ہے کہ میں نے اس کو محروم تو نہیں کرنا، تھوڑی اپنی سی کوشش کرے گا تو اسے مل جائے گا تو ایک طرف تو چھپائی جاتی ہے اور دوسری طرف اشارہ سے بتائی بھی جاتی ہے، یوں ہی لگتا ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر اتنا مہربان ہے کہ لیلۃ القدر کو ایک طرف تو چھپا بھی دیا کہ اس کو تم ڈھونڈنے کے لیے اعتکاف میں بیٹھو، راتوں کو جاگو، مگر دوسری طرف اشارہ بھی کر گئے یہ [open secret] ہے۔ پروردگار نے یہ بتا دیا کہ جب وہ فرشتے نازل ہوتے ہیں تو وہی حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ وہ برکتیں طلوع فجر تک نازل ہوتی رہتی ہیں، اب ہمیں یہ تو نہیں پتا کہ وہ کس رات میں، کس وقت شروع ہوں گی؟ لیکن اتنا پتا ہے کہ جو رات بھی ہوگی اور جب بھی اس میں وہ رحمتیں نازل ہوں گی تو وہ رحمتیں سحری کا وقت ختم ہونے تک جاری رہیں گی۔ اب یہاں سے ہمیں ایک نکتہ مل گیا کہ اگر ہم روزہ رکھنے کے لیے وقت ختم ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے اُٹھ جائیں اور اس میں ہم آدھا گھنٹہ اپنے روزہ رکھنے میں لگالیں، کھانے پینے میں استعمال کر لیں اور جو آخری آدھا گھنٹہ ہے، اگر اس کو ہم اللہ تعالیٰ کی عبادت میں، ذکر میں، تلاوت میں اور دعائیں مانگنے میں لگا دیں تو جب بھی وہ رمضان کی رات ہوگی، چوں کہ اس کی رحمتیں مطلعِ فجر تک رہتی ہیں، جو آخری وقت ختم ہوتا ہے کھانے پینے کا، اس وقت تک رحمتیں نازل ہوتی ہیں تو گویا اس آخری گھنٹے میں رمضان کے تیس دن میں جو عبادت وہ عورت کر لے گی، اس کو لیلۃ المبارکہ کی ان خاص رحمتوں کے وقت میں عبادت کا اجر نصیب ہو جائے گا۔

(برکاتِ رمضان، محمد انعام الحق قاسمی، ص:172)

ایک مہینا بغیر گناہ کے گزار لو

البتہ اہتمام کرنے کی چیز یہ ہے کہ جب روزہ رکھ لیا تو اب اپنے آپ کو گناہوں سے بچاؤ، آنکھوں کو بچاؤ، کانوں کو بچاؤ، زبانوں کو بچاؤ، رمضان کے موقع پر ہمارے حضرت قدّس اللہ سرّہٗ نے یہاں تک فرمایا کہ ”میں ایک ایسی بات کہتا ہوں جو کوئی اور نہیں کہے گا، وہ یہ کہ اپنے نفس کو اس طرح بہلاؤ اور اس سے عہد کر لو کہ ایک مہینا بغیر گناہ کے گزار لو، جب یہ ایک مہینا گزر جائے تو پھر تیرا جو جی چاہے کرنا۔“ چناں چہ حضرتِ والا فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے اُمید ہے کہ جب یہ ایک مہینا بغیر گناہ کے گزر جائے گا تو پھر اللہ تعالیٰ خود اس کے دل میں گناہ چھوڑنے کا داعیہ پیدا فرما دیں گے، لیکن یہ عہد کر لو کہ یہ اللہ کا مہینا آ رہا ہے، یہ عبادت کا مہینا ہے، یہ تقویٰ پیدا کرنے کا مہینا ہے، ہم اس میں گناہ نہیں کریں گے اور ہر شخص اپنے گریبان میں منہ ڈال کر دیکھے کہ وہ کن گناہوں میں مبتلا ہے، پھر ان سب کے بارے میں یہ عہد کرلے کہ میں ان میں مبتلا نہیں ہوں گا، مثلاً یہ عہد کرلے کہ رمضان المبارک میں آنکھ غلط جگہ پر نہیں اُٹھے گی، کان غلط بات نہیں سنیں گے، زبان سے غلط بات نہیں نکلے گی، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ روزہ بھی رکھا ہوا ہے اور فواحشات کو بھی آنکھ سے دیکھ رہے ہیں اور اس سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔

(اصلاحی خطبات، مفتی محمد تقی عثمانی، ج:1، ص:133)

اشعار

سجدوں سے تیرے کیا ہوا صدیاں گزر گئیں
دنیا تیری بدل دے وہ سجدہ تلاش کر
(علامہ اقبالؔ)

ہم پرورشِ لوح و قلم کرتے رہیں گے
جو دل پہ گزرتی ہے رقم کرتے رہیں گے
(فیض احمد فیضؔ)

ہم نشینو! ڈھوتے ڈھوتے زندگی کے بوجھ کو
تھک گئے ہیں اپنے شانے، آیئے طیبہ چلیں یقین
(فیض آبادیؔ)

تسکین دردمندوں کو یارب شتاب دے
دل کو ہمارے چین دے، آنکھوں کو خواب دے
(میر تقی میرؔ)

عمر کرتی ہے سفر
خواب وہیں رہتے ہیں
(محمد اصغر میرپوریؔ)

ہجر تنہائی ہے، سورج ہے سوا نیزے پر
دن ہی رہتا ہے، یہاں رات نہیں ہوتی ہے
(حفیظ جالندھریؔ)

اس بت کدے میں معنی کا کس سے کریں سوال
آدم نہیں ہے صورت آدم بہت ہے یاں
(میر تقی میرؔ)

دیر سے آنکھ پہ اترا نہیں اشکوں کا عذاب
اپنے ذمے ہے تیرا فرض نہ جانے کب سے
(فیض احمد فیضؔ)

ایک اہم بات

لیکن یہاں ایک اہم بات یاد رکھنے کی ہے اور وہ یہ کہ لوگوں سے میل جول کم رکھنا بلاشبہ ”مجاہدہ“ کا ایک اہم جزو ہے، لیکن اس میں یہ نیت ہرگز نہ ہونی چاہیے کہ لوگ خراب ہیں، اس لیے ان سے پرہیز کیا جا رہا ہے، کیوں کہ یہ تو عین تکبر اور خود پسندی ہے، بلکہ دوسروں سے دور رہنے میں نیت یہ کرنی چاہیے کہ میرے اعمال خراب ہیں اور میں قلب کے اعتبار سے بیمار ہوں، اس لیے کہیں یہ میری بیماری دوسروں کو نہ لگ جائے، اس کے برخلاف اگر کوئی شخص دوسرے لوگوں کو اپنے سے خراب اور اپنے سے زیادہ فاسق و فاجر سمجھ کر ان سے الگ رہے گا تو اس تکبر سے تو بازار میں پھرنا اچھا ہے۔ بہر حال! کم گوئی اور لوگوں سے کم میل جول کی عادت ڈال لی تو وقت بھی بچے گا اور ان شاء اللہ بہت سے گناہوں سے بھی خود بخود نجات مل جائے گی۔

(دل کی دنیا، مفتی محمد شفیع، ص:60)

BAITUSSALAM

بنیادی عوامی ضرورت کے 3 پروگرام اہل خیر کی توجہ چاہتے ہیں

رپورٹ: ہدایت اللہ

BAITUSSALAM
IMDADI MARKAZ
امدادی مرکز

چار سال پہلے 2019ء میں بیت السلام ویلفیر ٹرسٹ نے زکوۃ کے مستحق افراد کے لیے راشن اور گھریلو استعمال کی اشیاء فراہمی کا آغاز کیا تھا، اہل خیر نے اس پروگرام کو خوش آمدید کہا اور حقیقی مستحق ضرورت مند گھرانوں کی کفالت اپنے ذمے لینا شروع کی، الحمد للہ چار سال سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ بیت السلام ان ضرورت مندوں کی عزت نفس کا بھی پورا اہتمام کرتا ہے۔ عزت اور احترام کے ساتھ ان کی ماہانہ ضرورت کے مطابق اشیاء ضرورت فراہم کرتا ہے۔ بیت السلام کے پاس مزید ایک بڑی تعداد ان حقیقی ضرورت مندوں کی موجود ہے جو اہل خیر کی توجہ کے منتظر ہیں۔

سستی روٹی پراجیکٹ

مہنگائی کے عفریت نے ہر گھر کے ہر فرد کی بنیادی ضرورت روٹی کا حصول بھی مشکل تر بنادیا ہے، ایک روٹی پچیس روپے کی مل رہی ہے، ایسے میں بیت السلام نے گزشتہ سال متعدد پس ماندہ بستیوں میں اہل خیر کے تعاون سے سستی روٹی پروگرام شروع کیا ہے اور روزانہ ہزاروں روٹیاں فراہم کی جارہی ہیں۔ خود دار گھرانوں کی عزت نفس کا خیال کرتے ہوئے اصل لاگت سے بھی کہیں کم فی روٹی صرف پانچ روپے وصول کیے جارہے ہیں۔ یہ سلسلہ بڑی وسعت کا تقاضا کر رہا ہے اور اہل خیر کی مزید توجہ کا متقاضی ہے۔

BAITUSSALAM
LABORATORY &
DIAGNOSTIC
CENTRE

علاج بھی بنیادی ضرورت ہے، خاص طور پر اِس دور میں جب کھانے پینے کی اشیاء میں ملاوٹ کی وجہ سے عجیب و غریب قسم کی بیماریاں سامنے آرہی ہیں۔ مرض کی تشخیص کے لیے لیب ٹیسٹ ناگزیر ہوتے ہیں جب کہ مہنگے ٹیسٹ کروانا اور مہنگی فیس ادا کرنا غریب کے لیے کہاں ممکن ہے۔ چناں چہ بیت السلام نے کم آمدنی والے ضرورت مند شہریوں کے لیے کراچی میں لیبارٹری اور ڈائیگنوسٹک سینٹر کا قیام عمل میں لایا ہے۔ جس سے ہزاروں مریض مستفید ہو رہے ہیں، نیز او پی ڈی کلینک بھی قائم ہے، جہاں مختلف امراض کے ماہر ڈاکٹر ہفتے کے ساتوں دنوں واجبی سی فیس کے ساتھ مریضوں کا معائنہ کرتے ہیں، یہ لیب زکوۃ کے مستحق شہریوں کو مفت ٹیسٹ کی سہولت فراہم کر رہی ہے۔ اور اس سہولت کی فراہمی کے ساتھ ان کی عزت نفس اور احترام کا خاص خیال رکھا جاتا ہے۔ اس لیبارٹری میں درج ذیل شعبہ جات کام کر رہے ہیں ◆ لیبارٹری (ہیماٹولوجی، بائیو کیمسٹری، مائیکرو بیالوجی) ◆ الٹرا ساؤنڈ ◆ OPD، کنسلٹنٹ کلینک بیت السلام لیبارٹری اینڈ ڈائیگنوسٹک سینٹر میں تشخیصی ٹیسٹ اعلیٰ تعلیم یافتہ پیتھالوجسٹ، ریڈیولوجسٹ اور سینولوجسٹ کی نگرانی میں ہوتے ہیں تشخیصی ٹیسٹ کے لیے بین الاقوامی شہرت کی حامل کمپنیوں سے مشنری حاصل کی گئی ہے۔

Puffin

A wide range of feminine hygiene products and a complete incontinence solution for men and women

PANTY LINER

- Super soft surface.
- Ultra thin for comfort.
- Helps to prevent leakage.
- Imported from Germany.

TAMPONS

- Made with a soft, absorbent core.
- Easy and comfortable insertion.
- Imported from Europe.

ADULT PULL UP

- Soft, breathable material.
- Snug and secure fit.
- Wetness Indicator.
- Barriers to prevent leakage.
- Imported.

ADULT DIAPER

- Maximum comfort and absorbency.
- Multi-layer absorbent core.
- Suitable for moderate to Heavy incontinence.

UNDER PAD

- Soft surface.
- Highly absorbent.
- Waterproof backing.
- Anti Bacterial.

marvelCore Tree
QUALITY SOLUTIONS FOR LIFE

/marvelcoretree

SHOP ONLINE

www.keeps.pk

For more info: 03000330235

MILLAT™

Quality Plastic Products

MANUFACTURER

HOUSE HOLD, KITCHEN WARE
BATH WARE & PACKAGING
PRODUCTS

www.parusplastic.com

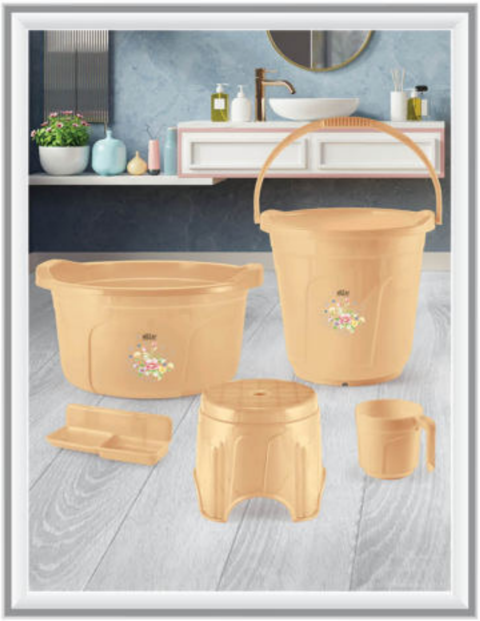

J.
FRAGRANCES
IRREPLACEABLE CHOICE
JANAN
Gold Edition
J.
www.junaidjamshed.com
J.Fragrances.Cosmetics
J. Fragrances & Cosmetics
J_Frag_Cos
J.JunaidJamshed

Yameen®

Innovation With Comfort

MEN'S UNSTITCHED FABRIC

NEW ARRIVAL

AVAILABLE IN STORES & ONLINE

www.yameenfabrics.com